تالیف
علامہ ابن جوزیؒ

مترجم
مولانا محمد فاروق حسن زئی

مع تتمہ
حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ لطائف

درخواستی کتب خانہ

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ

تتمہ اخبار الحمقی

پیش لفظ

از جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد انور بدخشانی صاحب ادام اللہ فیوضہ
(استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی)

الحمد الله الذی زین الانسان بالعقل و أیده بالنقل وصوره فی أحسن الهیئة وأقوی الشكل والصلوة والسلام علی من بعثه لتربیة العقول وتبلیغ النقول وعلی آله وصحبه الذین هم اصحاب أعلی الفضائل وأكرم الشمائل وعلی علماء امته الذین بذلوا جهدهم فی وعی المسائل.

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عالم اضداد سے بنا ہوا ہے سورۂ انعام کی ابتدائی آیات میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے:

﴿الحمدلله الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور﴾

کیا آسمان اور زمین کی بہت سی چیزیں ایک دوسرے کی ضد نہیں ہیں؟ کیا ظلمت (اندھیری) اور نور (روشنی) میں تضاد نہیں ہے؟ اسی طرح کیا عقل مندی اور بیوقوفی دونوں برابر ہیں؟

اللہ تعالی نے اگر ایک طرف عقلاء کو پیدا فرمایا اور ان کو نعمت عقل سے نوازا تو دوسری طرف ان کے مقابلہ میں احمقوں کو بھی پیدا فرمایا، تاکہ یہ عالم اضداد پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے۔

چنانچہ ایک عربی شاعر کہتے ہیں۔

إن للحمق نعمة فی رقاب   الناس علی ذوی الألباب

''لوگوں کی گردنوں میں ایک پوشیدہ نعمت ہے جس کی قدر عقلمندوں کو معلوم ہے''۔

قد یفتر الحول التقی ویکثر الحمق الاثیم

''کبھی حیلہ باز پرہیزگار بخل سے کام لیتا ہے اور گناہ گار احمق زیادہ خرچ کرتا ہے۔''

علامہ قزوینیؒ نے ''بحث وضع المظھر فی موضع المضمر'' میں ابن راوندی کا ایک شعر ذکر کیا ہے۔

کم عاقل عاقل اعیت مذاھبہ وکم جاھل جاھل تلقاہ مرزوقا

''بہت سے عقلمند ایسے ہیں کہ زندگی اور معاش کے راستوں نے ان کو تھکا دیا ہے اور بہت سے بیوقوف ایسے ہیں کہ جب تم ان سے ملو گے تو ان کو بے انتہا رزق والا پاؤ گے۔''

چونکہ شعر میں جاہل عاقل کے مقابلہ میں ذکر ہوا ہے اور جہل کے ساتھ حماقت لازم ہے۔ اس لئے جہل کا ترجمہ بیوقوف اور احمق سے کیا گیا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں:۔

زیرکی زھر است و نادانی شکر زیرکی بفروش و نادانی بخر

''ہوشیاری و عقلمندی زہر کی طرح ہے اور حماقت بیوقوفی شکر کی طرح میٹھی ہے اس لئے ہوشیاری فروخت کر کے اس کے بدلے حماقت خرید لو''۔

پھر اس شعر کے پس منظر بیان کرتے ہوئے ایک واقعہ لکھتے ہیں:

ایک نہایت ہوشیار مگر تنگدست شخص شہر کی طرف جا رہا تھا، سامنے سے ایک بیوقوف آدمی اونٹ پر گیہوں لاد کر آ رہا تھا، قحط کا زمانہ تھا، اناج کی کمی تھی، بیوقوف آدمی نے اونٹ پر دو بوریاں لادی ہوئیں تھیں، ہوشیار آدمی نے اس سے پوچھا یہ

سب گیہوں ہیں؟ اونٹ والے نے کہا نہیں ایک بوری میں ریت ہے ہوشیار نے کہا یہ کیوں؟

بیوقوف نے جواب دیا وزن برقرار رکھنے کیلئے ایسا کیا ہے یہ سن کر ہوشیار شخص نے کہا: ’’دونوں بوریاں اتاردو میں ریت کے بغیر وزن برابر کردونگا‘‘۔ چنانچہ بوریوں کو اتار کر ریتی پھینک دی اور گیہوں کو دو بوریوں میں تقسیم کر کے دوبارہ اونٹ پر لاد دیا، وہ سادہ شخص اس عقلمندی پر حیرت زدہ ہوکر ہوشیار سے سوال کرنے لگا آپ کے پاس مال ودولت کتنی ہے؟ عقلمند نے جواب میں کہا میرے پاس کچھ بھی نہیں بلکہ میں مانگنے کیلئے جارہاہوں۔

یہ سنکر احمق نے فوراً بوریوں کو اتاردیا اور پہلے کی طرح پھر سے ایک بوری میں گندم اور دوسری میں ریت بھردی اور لادکر چلا گیا۔

خود علامہ ابن جوزی نے بھی حمقاء پر کتاب لکھنے کی تین وجوہات ذکر کی ہیں:

۱۔......ایک تو یہ کہ ایک عقلمند انسان بیوقوفوں کی حکایت سن کر عقل کی عظیم نعمت کو قدر کی نگاہ سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے گا۔

۲۔......دوسری وجہ یہ ہے کہ احمقوں کے عجائبات پڑھنے سے عقل بیدار ہوجائے گی اور انکی حماقتوں سے عقلمند کو بچالے گی۔

۳۔......تیسری وجہ یہ کہ تھکاوٹ دور کرنے کیلئے بے بنیاد افسانوں اور کہانیوں کی جگہ، سچے اور عبرت آموز واقعات پڑھنے سے انسان کے دل ودماغ کو شعور وانبساط حاصل ہوگا اور انہیں واقعات سے عبرت حاصل ہوگی۔

اسی طرح وہ ’’کتاب الاذکیاء‘‘ لکھنے کے بھی تین اسباب بیان فرماتے ہیں

وفی ذا لك ثلاثة اغراض یعنی عقلاء کی حکایت جمع کرنے میں (میرے) تین مقاصد ہیں:

۱۔۔۔۔۔عقلاء کی قدر منزلت پہچانے کیلئے ان کے حالات کا جاننا ضروری ہے۔

۲۔۔۔۔۔سامعین اور قارئین کی عقول کو تازہ رکھنے اور ترقی دینے کیلئے جبکہ ان میں نتیجہ اخذ کرنے کی صلاحیت ہو۔ تو عقلاء کا فضل ومرتبہ ان پر آشکارا ہو جائیگا۔

ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

فانني ان أری الدیار بطرفي فلعلي أعي الدیار بسمعي

''اپنی آنکھوں سے شہروں کا دیکھنا اگر چہ نصیب نہ ہو لیکن امید ہے کہ میں ان شہروں کو اپنے کانوں سے یادرکھوں (یعنی ان کے حالات سنوں)۔''

۳۔۔۔۔۔تیسری وجہ ان لوگوں کو ادب سکھانا مقصود ہے جن کو اپنی عقلمندی پر فخر ہے کیوں کہ جب وہ ان جہال العقول کے واقعات ولطائف سے باخبر ہوں گے تو انکو (وفوق کل ذی علم علیم) کا مشاہدہ ہوگا۔

چونکہ احمقوں کے حالات وواقعات جاننے میں اتنے کثیر فوائد ملحوظ تھے تو مولانا محمد فاروق صاحب حسن زئی (استاد جامعہ اسلامیہ طیبہ) نے امام ابن جوزی کی تالیف ''اخبار الحمقی والمغفلین'' کا بامحاورہ سلیس اردو ترجمہ کر کے قارئین اور خصوصا احمقوں پر احسان عظیم فرمایا۔

اللہ اس ترجمہ کو مقبول معمول فرما کر محترم مترجم کو خیر دارین سے نوازے۔ آمین

محمد انور بدخشانی

۲۹/۱۱/۱۴۱۹ھ

کلمات مترجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده نصلي على رسوله الكريم اما بعد:

اللہ تبارک وتعالی نے حضرت انسان کو عقل کی عظیم نعمت عطاء فرما کر اس کو باقی تمام مخلوقات سے ممتاز بنایا ہے اور عقل ہی کی وجہ سے اس کو اپنے نازل کردہ احکام کا مکلّف بنایا ہے اور اسی عقل ہی کے ذریعہ انسان دنیوی واخروی سعادت سے مالا مال ہوتا ہے اور علم وعمل کے میدان میں ترقی کرتا ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں آدمی کا دین اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی عقل کامل نہ ہو اور حق تعالی کسی کو عقل نہیں دیتا مگر اس کی وجہ سے ایک دن اسکو ضرور نجات عطاء فرمادینگے۔

حماقت عقل کی ضد اور عقل نہ ہونے کا نام ہے، حماقت کی ایک قسم وہ ہے جو فطری اور طبعی ہے یہ ایک ایسی بیماری ہے کہ دنیا میں اس کا کوئی علاج نہیں اور نہ ہی کوئی تادیب ونصیحت اس میں کارگر ہوتی ہے شاعر کہتا ہے:

لكل داء دواء يستطب به الا الحماقة أعيت من يداويها

''ہر بیماری کا علاج ہوسکتا ہے سوائے حماقت کے کہ اس نے اپنے معالجین کو تھکا دیا ہے۔'' یعنی حماقت لاعلاج بیماری ہے۔

حماقت کی دوسری قسم غیر فطری اور عارضی ہے اس قسم کی حماقت تغیر بھی قبول کرتی ہے اور اصلاح ونصیحت بھی اس میں کام دیتی ہے۔

کتاب ہذا ''اخبار الحمقی والمغفلین'' علامہ ابن جوزی کی

''کتاب الاذکیاء'' کی جوزی ہے جس میں انہوں نے احمقوں کے واقعات اس امید پر کئے ہیں کہ اگر حماقت عارضی ہو تو اسکا ازالہ ہو سکے اور مغفلوں کی خوابیدہ عقل بیدار ہو جائے۔

یہ کتاب خال خال کہیں ملتی تھی جسے ڈاکٹر عبدالرحمٰن غضنفر صاحب مدیر الرحیم اکیڈمی (جو اسلاف کی علمی وراثت کے طابع و ناشر ہیں) نے دستیاب فرما کر رفیق محترم حضرت مولانا ولی خان المظفر صاحب (استاد جامعہ فاروقیہ و نائب رئیس تحریر عربی مجلہ الفاروق) سے بعجلت اس کے اردو ترجمہ کے متعلق مشورہ کیا، مولانا ولی خان نے اپنے خاص حسن ظن و اعتماد کی بنا پر ڈاکٹر صاحب کو اس ناچیز کا پتہ دیا، دونوں حضرات کا امر کچھ ایسا تھا کہ تعمیل پر بندے نے اپنے آپ کو مجبور پایا اور اللہ کا نام لیکر ترجمہ شروع کیا جو بحمداللہ ''احمقوں کی دنیا'' کے نام سے قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔(۱)

اللہ تعالیٰ ان واقعات سے ہمیں سچی عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور اسباب حماقت سے ہماری حفاظت کرے، خاص طور پر معاملہ آخرت سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین

کتبہ محمد فاروق ابن ملک داد حسن زئی

۱رذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

---

(۱) جس کی نشر و اشاعت کا شرف درخواستی کتب خانہ کے حصے میں آیا۔۱۲

سوانح

علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ

عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ دعوت واصلاح کا ایک نمونہ ہیں وہ اپنے زمانے کے یکتائے روزگار مفسر، محدث، مورخ، مصنف اور خطیب ہیں اور ان میں سے ہر موضوع پر ان کی ضخیم تصنیفات اور علمی کارنامے ہیں۔

ابتدائی حالات اور تحصیل علم

۵۰۸ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا جب پڑھنے کے قابل ہوئے تو ماں نے مشہور محدث ابن ناصر کی مسجد میں چھوڑ دیا ان سے حدیث سنی، قرآن مجید حفظ کیا، اور تجوید میں مہارت پیدا کی، شیوخ حدیث سے حدیث کی سماعت اور کتابت کی، اور بڑی محنت وانہماک اور جفاکشی سے علم کی تحصیل کی اپنے صاحبزادے سے اپنے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مجھے خوب یاد ہے کہ میں چھ (۶) سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوا بڑی عمر کے طلبہ میرے ہم سبق تھے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں کبھی راستہ میں بچوں کے ساتھ کھیلا ہوں یا زور سے ہنسا ہوں، سات برس کی عمر میں جامع مسجد کے سامنے کے میدان میں چلا جایا کرتا تھا وہاں کسی مداری یا شعبدہ باز کے حلقہ میں کھڑے ہوکر تماشہ دیکھنے کے بجائے محدث کے درس حدیث میں شریک ہوتا، وہ حدیث وسیرت کی بات کہتا، وہ

مجھے زبانی یاد ہو جاتی، پھر گھر جا کر اسے لکھ لیتا، دوسرے لڑکے دجلہ کے کنارے کھیلا کرتے تھے اور میں کسی کتاب کے اوراق لے کر کسی طرف چلا جاتا اور الگ تھلگ بیٹھ کر مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔

میں اساتذہ وشیوخ کے حلقے میں حاضری دینے میں اس قدر جلدی کرتا تھا کہ دوڑنے کی وجہ سے میری سانس پھولنے لگتی تھی، صبح اور شام اسی طرح گزرتی کہ کھانے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا تھا، مگر اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اس نے مخلوق کی احسان مندی سے بچایا''۔

کتابت حدیث میں انہماک

حدیث کی سماعت اور کتابت میں اتنا اشتغال رہا اور اپنے ہاتھ سے مرویات حدیث کی اتنی کتابت کی کہ بعض مورخین کا بیان ہے کہ انہوں نے انتقال کے وقت وصیت کی کہ ان کے غسل کا پانی اس کترن اور برادہ سے گرم کیا جائے جو حدیث کے لکھنے کے لئے قلم بنانے میں جمع ہو گیا تھا چنانچہ وہ اتنا تھا کہ پانی گرم ہو گیا اور وہ بچا رہا۔

مطالعہ کا ذوق اور اس کی حرص بچپن ہی سے بڑھی ہوئی تھی، بغداد شہر جو ہلاکو خان کے ہاتھوں بعد میں تباہ ہوا عظیم الشان کتابی ذخیروں اور وسیع کتب خانوں سے مالا مال تھا، ابن جوزی کا محبوب مشغلہ کتابوں کا مطالعہ تھا، انکا مطالعہ کسی خاص فن یا موضوع سے مخصوص نہ تھا، ہر موضوع کی کتابیں پڑھتے تھے۔ اور ان کو آسودگی نہیں ہوتی تھی ''صید الخاطر'' میں جو انکے خیالات وتاثرات کا کشکول ہے لکھتے ہیں:

''میں اپنا حال عرض کرتا ہوں میری طبیعت کتابوں کے مطالعہ سے کسی

طرح سیر نہیں ہوتی جب کسی کتاب پر نظر پڑ جاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دفینہ ہاتھ آ گیا، اگر میں کہوں کہ میں نے بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا ہے تو بہت زیادہ معلوم ہوگا اور یہ طالبعلمی کا ذکر ہے، مجھے ان کتابوں کے مطالعہ سے سلف کے حالات واخلاق ان کی عالی ہمتی قوت حافظہ ذوق عبادت اور علوم نادرہ کا ایسا اندازہ ہوا جو ان کتابوں کے مطالعہ کے بغیر نہیں ہو سکتا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنے زمانے کے لوگوں کی سطح پست معلوم ہونے لگی اور اسوقت کے طلبہ علم کی کم ہمتی منکشف ہوگئی''۔

تصنیف وتالیف اور تبحر علمی

علامہ ابن جوزی تصنیف وتالیف کی طرف نوعمری ہی سے متوجہ ہوئے، روزانہ چار جزء لکھنے کا زندگی بھر معمول رہا، حافظ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ: ''میں نے ان کی تالیفات شمار کیں تو ہزار تک پہنچیں''۔

حدیث میں ایسا بلند پایہ رکھتے تھے کہ دعوی سے کہتے تھے کہ ہر حدیث کے متعلق کہہ سکتا ہوں صحیح ہے یا حسن یا محال ہے۔ ادب وانشاء وخطابت میں بغداد میں ان کی نظیر نہ تھی۔

تقوی وذوق عبادت

ان علمی کمالات کے ساتھ اللہ تعالی نے دیانت وتقوی اور ذوق عبادت کی دولت عطا فرمائی تھی، ان کے نواسہ ابوالمظفرؒ کہتے ہیں کہ وہ ہر ہفتہ ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ کبھی کسی سے مذاق نہیں کیا، بچپن میں کسی بچے کے ساتھ کھیلے نہیں، کبھی کوئی مشتبہ چیز نہیں کھائی، ساری عمر یہی حال رہا۔

ابن النجار کہتے ہیں کہ ان کو اذواق صحیحہ حاصل تھے اور حلاوت مناجات ولذت دعاء کے ذوق سے آشنا تھے۔ ابن القارسی کا بیان ہے کہ شب بیدار تھے اور ذکر اللہ سے کبھی غافل نہیں ہوتے تھے۔ ان کی تصنیفات اور حالات سے خود معلوم ہوتا ہے کہ چشم بینا اور دل بیدار رکھتے تھے اور جمعیت خاطر اور تعلق مع اللہ کو سرمایہ زندگی سمجھتے تھے اور اسمیں کمی آنے سے بے چین و مضطرب ہوجاتے تھے ''صید الخاطر'' میں اپنی ایک حالت ذکر کرتے ہوئے لکھئے ہیں:

''ابتدائے عمر ہی سے میرے اندر طریق زہد اختیار کرنے کی رغبت اور اندرونی تقاضا تھا، روزے اور نوافل کا اہتمام والتزام تھا اور تنہائی مرغوب تھی، اس وقت میرے دل کی بڑی اچھی حالت تھی، میری چشم بصیرت روشن اور سریع الادراک تھی، عمر کا جو لحہ بغیر طاعت سے گزر جاتا اس پر افسوس ہوتا، ایک ایک گھڑی غنیمت معلوم ہوتی اور زیادہ سے زیادہ عمل اور خدا کی رضا کا کام کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا، مجھے اللہ کے ساتھ ایک تعلق اور انس اور دعا میں لذت وحلاوت محسوس ہوتی، اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ بعض حکام واہل کاران سلطنت میری تقریر اور وعظ سے متاثر ہوئے اور انہوں نے مجھے اپنی طرف مائل کیا اور میری طبیعت بھی مائل ہوئی، نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حلاوت جو دعا ومناجات میں محسوس ہوتی تھی، جاتی رہی۔ پھر دوسرے حاکم نے اپنی طرف مائل کیا، میں (مشتبہ چیزوں کے ڈر سے) اس کے اختلاط اور کھانے پینے سے بچتا تھا اور میری حالت کچھ بری نہ تھی، پھر رفتہ رفتہ تاویل کا درازہ کھل گیا اور میں نے مباحات میں آزادی سے کام لیا تو وہ ساری کیفیت جاتی رہی، جتنا میں ان حاکموں سے ملتا اور ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا تھا قلب کی تاریکی بڑھتی جاتی، یہاں تک

ایسا محسوس ہوا کہ وہ روشنی بجھ گئی اور قلب تاریک ہوگیا، اس صورت حال سے میری طبیعت میں ایک بے چینی پیدا ہوئی، اس بے چینی کا اثر مجلس وعظ کے سامعین پر یہ پڑا کہ وہ بھی بے چین اور متاثر ہونے لگے، اس بے چینی کے اثر سے ان کو بکثرت توبہ اور اصلاح کی توفیق ہوتی اور میں خالی ہاتھ کا خالی ہاتھ رہتا، اپنی اس مفلسی اور بدقسمتی کو دیکھ کر میرا اضطراب اور بڑھا لیکن کوئی علاج بن نہ آیا۔ آخر میں نے صالحین کی قبور کی زیارت کی اور اللہ سے اپنے دل کی اصلاح کی دعا کی، بالآخر اللہ کے لطف وکرم نے میری دستگیری کی اور مجھے کشاں کشاں خلوت کی طرف مائل کیا جس سے مجھے وحشت تھی اور وہ دل جو میرے ہاتھ سے نکل گیا تھا پھر قابو میں آیا اور جو حالت مجھے بہت اچھی معلوم ہوتی تھی اس کا عیب مجھ پر ظاہر ہوا، میں اس خواب غفلت سے بیدار ہوا اور میں نے اپنے مہربان شفیق آقا (خدا) کا دل کھول کر شکر ادا کیا۔

ظاہری محاسن واوصاف

ابن جوزی اس لازوال دولت کے ساتھ دولت دنیا، دولت عافیت اور دولت جمال سے بھی بہرہ مند تھے، موفق عبداللطیف کہتے ہیں کہ وہ نہایت خوش پوشاک خوش خوراک خوش مذاق اور نفیس الطبع تھے۔ ابن الدبی کہتے ہیں کہ شیریں زبان، شیوہ بیان، خوش آواز، موزوں قامت اور خوش اندام تھے۔ ان کو اللہ تعالی نے ہمیشہ فراخ دست اور باحرمت رکھا، اپنی صحت اور اعتدال مزاج کا بڑا اہتمام رکھتے تھے اور ایسی چیزوں کا استعمال کرتے رہتے جو ذکاوت ولطافت مزاج میں معین ہیں۔ "صید الخاطر" میں جابجا صحت کی حفاظت، اعتدال مزاج اور بدپرہیزی سے پرہیز کرنے کی تلقین کی ہے۔ "تلبیس ابلیس" میں زہد کے مبالغہ آمیز اور تشددانہ عجمی

رجحانات پر جابجا تنقید کی ہے۔

بلند ہمتی اور جامعیت کا شوق

ان کی خاص صفت ان کی عالی ہمتی اور کسب کمالات اور جامعیت کا شوق ہے جس کا اظہار انھوں نے اپنے خیالات میں جابجا کیا ہے انہوں نے جب کبھی مشہور حوصلہ مندوں اور بلند ہمتوں کا جائزہ لیا ہے ان کی حوصلہ مندی اپنی بلند ہمتی کے سامنے پست اور محدود نظر آئی ہے ''صید الخاطر'' میں ایک جگہ تفصیل سے لکھتے ہیں۔

''انسان کیلئے سب سے بڑی ابتلاء اس کی بلند ہمتی ہے اس لئے کہ جس کی ہمت بلند ہوتی ہے وہ بلند سے بلند مراتب کا انتخاب کرتا ہے پھر کبھی زمانہ مساعد نہیں ہوتا، کبھی وسائل مفقود ہوتے ہیں تو ایسا شخص ہمیشہ کوفت میں رہتا ہے، مجھے بھی اللہ تعالی نے بلند حوصلہ عطا فرمایا ہے اور اس کی وجہ سے میں بھی تکلیف میں ہوں لیکن میں یہ بھی نہیں کہتا کہ کاش مجھے یہ بلند حوصلہ نہ عطا ہوتا اس لئے کہ زندگی کا پورا لطف بے فکری، بے عقلی اور بے حسی کے بغیر نہیں اور صاحب عقل یہ گوارہ نہیں کر سکتا کہ اس کی عقل کم کر دی جائے اور زندگی کا لطف بڑھا دیا جائے، میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا کہ وہ اپنی بلند ہمتی کا بڑی اہمیت سے ذکر کرتے ہیں لیکن غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان کی ساری بلند ہمتی صرف ایک ہی صنف اور شعبہ میں ہے، اس کے علاوہ دوسرے شعبوں میں (جو بعض اوقات ان کے شعبہ سے زیادہ اہم ہوتے ہیں) ان کو اپنی کمی یا پستی کی کوئی پرواہ نہیں۔ شریف رضی اپنے ایک شعر میں کہتا ہے کہ:

''ہر جسم کی لاغری کا ایک سبب ہے اور میرے جسم کی مغیبت میری بلند ہمتی ہے،،

لیکن میں نے اس کے حالات کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ حکومت کے سوا اس

کا کوئی مطمح نظر نہ تھا۔ ابو مسلم خراسانی اپنی جوانی کے زمانے میں سوتا نہ تھا، کسی نے اس سے سبب پوچھا تو اس نے کہا دماغ روشن، ہمت بلند، نفس بلندیوں کا حریص، اس سب کے ہوتے ہوئے پست اور محدود زندگی بھلا نیند کس طرح آئے؟ کسی نے کہا کہ تمہاری تسکین کس طرح ہو سکتی ہے؟ کہا کہ صرف اس طرح کہ سلطنت حاصل ہو جائے، لوگوں نے کہا کہ اس کی کوشش کرو۔ اس نے کہا یہ خطروں میں پڑنے اور جان کی بازی لگائے بغیر ممکن نہیں۔ لوگوں نے کہا پھر کیا مانع ہے؟ کہا کہ عقل روکتی ہے، پوچھا گیا کہ پھر کیا ارادہ ہے؟ کہا کہ پھر عقل کا مشورہ قبول نہیں کروں گا، اور نادانی کے ہاتھ میں اپنے باگ دوڑ دے دونگا، نادانی سے خطرہ مول لوں گا اور جہاں عقل کے بغیر کام نہیں چلتا، وہاں عقل سے کام لونگا، اسلئے کہ گم نامی اور افلاس لازم، وملزوم ہیں، میں نے اس فریب خوردہ حوصلہ مند ابو مسلم کے حالات پر نظر کی تو معلوم ہوا کہ اس نے سب سے اہم مسئلے ہی کی بیخ کنی کر دی اور وہ مسئلہ آخرت ہے۔ وہ حکومت کی طلب میں دیوانہ رہا، اس کی خاطر اس نے کتنا خون بہایا، کتنے بندگان خدا کو قتل کیا، یہاں تک اس کو دنیاوی لذتوں کا ایک قلیل حصہ حاصل ہوا، جو اسکا مطلوب تھا لیکن اسکو آٹھ سال سے زیادہ اس سے لطف اندوز ہونے کا موقع نہ ملا، اس کو دھوکہ سے قتل کر دیا گیا وہ اپنی عقل سے اپنا کوئی بندوبست نہ کر سکا اور (سفاح کے ہاتھوں) قتل ہو کر دنیا سے بڑی بری حالت میں رخصت ہو گیا، اسی طرح متنبّی نے اپنی بلند ہمتی اور حوصلہ مندی کا بڑا ترانہ گایا ہے، لیکن میں نے دیکھا ہے کہ اسکو محض دنیا کی ہوس تھی۔

لیکن میری عالی ہمتی کا معاملہ عجیب ہے میں علم کا وہ درجہ حاصل کرنا چاہتا

ہوں جہاں تک مجھے یقین ہے کہ میں پہنچ نہیں سکوں گا، اس نلئے کہ میں تمام علوم کا حصول چاہتا ہوں، خواہ انکا کچھ موضوع ہو، پھر ان میں سے ہر علم کی تکمیل اور احاطہ چاہتا ہوں اور اس مقصد کے ایک حصہ کا حصول بھی اس چھوٹی سی عمر میں ناممکن ہے، پھر میرا یہ حال ہے کہ اگر کسی فن میں کسی کو کمال حاصل ہوتا ہے اور دوسرے فن میں وہ ناقص ہوتا ہے، تو وہ مجھے ناقص نظر آتا ہے مثلاً محدث فقہ سے بے بہرہ ہے فقیہ حدیث سے بے خبر، میرے نزدیک علم کا نقص ہمت کی پستی کا نتیجہ ہے پھر علم سے میرا مقصد پورا پورا عمل ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ مجھ میں بشر حافی کی احتیاط اور معروف کرخی کا زہد جمع ہو جائے پھر یہ بات تصانیف کے مطالعہ عامۃ الناس اور بندگان خدا کو تعلیم وافادہ اوران کے ساتھ رہنے سہنے کے مشاغل کے ساتھ بہت مشکل ہے پھر میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ مخلوق سے بھی مستغنی رہوں، اور بجائے ان کا احسان لینے کے ان پر احسان کرنے کے قابل بن سکوں، درآں حالیکہ علم کے ساتھ اشتغال کسب معاش سے مانع ہے دوسرے کا ممنون ہونے اوران کے سلوک و ہدایا کو قبول کرنے کو میری ہمت گوارہ نہیں کرتی، پھر مجھے اولاد کی بھی خواہش ہے اور بلند پائے تصانیف کا بھی شوق ہے تا کہ یہ سب میری یادگار دنیا سے جانے کے بعد میرے قائم مقام ہوں، اس کا اہتمام کیا جائے تو دل کے پسندیدہ اور محبوب مشغلہ خلوت وتنہائی میں فرق آتا ہے اور طبیعت میں انتشار پیدا ہوتا ہے پھر مجھے طیبات و مستحسنات سے جائز لطف لینے کا بھی شوق ہے، لیکن اس میں مال کی کمی سدراہ ہے پھر اگر اس کا سامان بھی ہو جائے تو جمعیت خاطر رخصت، اسی طرح میں ان غذاؤں اور ایسے کھانے پینے کا بھی شائق ہوں جو جسم کے موافق اور اس کے لئے مفید ہوں، اسلئے کہ میرا جسم نفاست

پسند اور شائق واقع ہوا ہے لیکن مال کی کمی یہاں بھی رکاوٹ بنتی ہے یہ سب در حقیقت اضداد کو جمع کرنے کی کوشش ہے بھلا اس عالی ہمتی کا مقابلہ وہ لوگ کیا کر سکتے ہیں جن کو صرف دنیا مطلوب ہے پھر میری خواہش یہ بھی ہے کہ دنیا کا حصول اس طرح ہو کہ میرے دین پر آنچ نہ آئے اور وہ بالکل محفوظ ہو اور نہ میرے علم وعمل پر کچھ اثر پڑے، میری بے چینی کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے ایک طرف مجھے شب بیداری عزیز ہے احتیاط وتقوی کا اہتمام ہے دوسری طرف علم کی اشاعت وافادہ تصنیف وتالیف اور جسم کے مطابق غذائیں بھی مطلوب ہیں اور یہ بغیر قلب کی مشغولیت کے ممکن نہیں ایک طرف لوگوں سے ملنا جلنا اور اس کی تعلیم بھی ضروری ہے اور دوسری طرف خلوت وتنہائی کہ دعاء مناجات کی حلاوت میں کمی ہو تو اس پر سخت تأسف ورنج ہوتا ہے متعلقین کے لئے قوت مالا یموت کا انتظام کیا جائے تو زہد واحتیاط کے معیار میں فرق آتا ہے لیکن میں نے اس ساری تکلیف اور کوفت کو گوارا کر رکھا ہے اور راضی برضا ہو گیا ہوں اور شاید میری اصلاح وترقی اسی تکلیف وکشمکش میں ہے اس لئے کہ بلند ہمت ان اعمال کی فکر میں رہتے ہیں جو خدا کے یہاں باعث تقرب ہیں۔ میں اپنے انفاس کی حفاظت کرتا ہوں اور اس سے احتیاط کرتا ہوں کہ ایک سانس بھی لایعنی کام میں صرف ہو اگر میرا مطلوب حاصل ہو گیا تو سبحان اللہ ورنہ "نیة المومن خیر من عمله".

مجالس وعظ اور تاثیر

انکی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ انکے انقلاب انگیز مواعظ اور مجالس درس ہیں انکی مجلس وعظ نے سارے بغداد کو زیر زبر کر رکھا تھا خلفاء سلاطین وزراء اور اکابر

علماء ان میں بڑے اہتمام اور بڑے شوق سے شرکت کرتے ہجوم کا یہ حال تھا ایک ایک لاکھ آدمی وعظ میں شمار کئے گئے دس پندرہ ہزار آدمیوں سے تو کسی طرح کم نہ ہوتے تاثیر کا یہ عالم تھا کہ لوگ غش کھا کھا کر گرتے وجد و شوق میں گریبان پھاڑتے لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں آنسوں کی جھڑیاں لگ جاتیں توبہ کرنے والوں کا کچھ شمار نہ تھا اندازہ کیا گیا ہے کہ بیس ہزار یہودی وعیسائی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور ایک لاکھ آدمیوں نے توبہ کی۔

ابن جوزی نے اپنی مجالس وعظ میں بدعات، منکرات کی کھل کی تردید کی، عقائد صحیحہ اور سنت کا اظہار کیا اپنی بے مثل خطابت زبردست علمیت اور عام رجوع کی وجہ سے اہل بدعت کو انکی تردید کا حوصلہ نہ ہوا، سنت کو انکے مواعظ و درس اور تصنیفات سے بہت فروغ ہوا اور خلیفہ وقت اور امراء بھی امام احمد کے (جو اس زمانے میں مسلک سلف اور طریقہ اہلسنت کی نشانی سمجھے جاتے تھے) معتقد اور انکے مذہب کی طرف مائل ہو گئے۔

ان کی ناقدانہ تصانیف

ابن جوزی نے زبانی وعظ وتقریر پر اکتفاء نہیں کی انہوں نے متعدد کتابیں لکھیں جنھوں نے علمی طبقہ پر اثر ڈالا اور غلط رجحانات کی اصلاح کی۔

کتاب الموضوعات

یہ موضوعاتِ حدیث پر ان کی کتاب ہے جس میں انہوں نے ان حدیثوں کی حقیقت بیان کی ہے جن سے اس زمانہ کے اہل ہوی یا ضعیف العلم متصوفین استدلال کرتے تھے اور وہ لوگوں کی گمراہی اور صدہا غلط فہمیوں کا باعث بنتی تھیں اس

طرح انھوں نے اس شاخ پر تیشہ چلایا جس پر اہل بدعت نے آشیانہ بنایا تھا اگر چہ اسمیں ان سے کہیں کہیں بے اعتدالی ہوئی ہے اور انھوں نے کہیں کہیں سخت فیصلہ صادر کیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس کتاب نے ایک مفید خدمت انجام دی۔

''تلبیس ابلیس''

ان کی دوسری ناقدانہ تصنیف ''تلبیس ابلیس'' ہے جو ان کی نقاد طبیعت اور سلفی ذوق کا اصلی نمونہ ہے اس کتاب میں انھوں نے اپنے زمانہ کی پوری مسلمان سوسائٹی کا جائزہ لیا ہے اور مسلمانوں کے ہر طبقہ اور ہر جماعت کو سنت و شریعت کے معیار سے دیکھا ہے اور اس کی کمزوریوں، بے اعتدالیوں اور غلط فہمیوں کی نشاندہی کی ہے اور دکھلایا ہے کہ شیطان نے کس کس طرح سے اس امت کو دھوکا دیا ہے اور کن کن راہوں سے اس کے عقائد اعمال اور اخلاق میں رخنہ اندازی کی ہے اور انھوں نے اس کتاب میں کسی طبقہ کسی شخص کی رعایت نہیں کی اور کسی کو معاف نہیں کیا اس میں علماء و محدثین، فقہاء و واعظین، ادباء و شعراء، سلاطین و حکام، عباد و زہاد، صوفیہ اہل دین اور عوام کی علیحدہ علیحدہ کمزوریاں، غلط رسوم و عادات، مغالطے اور بے اعتدالیاں بیان کی ہیں، یہ کتاب ان کی وسعت نظر زندگی سے واقفیت، باریک بینی اور دقیقہ رسی کا کامیاب نمونہ ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے شیطان کی نفسیات وسیاست کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور مذاہب کی تاریخ اور گمراہ فرقوں کے عقائد سے وہ بہت باخبر تھے۔

مختلف طبقات پر تنقید

اس کتاب میں اگر چہ کہیں وہ اپنی تنقید میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور انھوں نے فیصلہ کرنے میں عجلت اور شدت سے کام لیا ہے مگر اس میں شبہ نہیں کہ اس کتاب میں بڑی کارآمد چیزیں بڑے بیش قیمت اقتباسات اور بہت سی صحیح تنقیدیں ملتی ہیں اور اکثر جگہ ماننا پڑتا ہے کہ ان کی گرفت صحیح اور ان کی تنقید حق بجانب ہے یہاں پر اس کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

اپنے زمانہ کے ان علماء پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں جو فقہ کے مسائل وجزئیات میں دن رات منہمک تھے اور اس فن میں موشگافیاں کرتے رہتے تھے۔

ان فقہاء کی ایک کمزوری یہ ہے کہ ان کا سارا انہاک اسی غور فکر میں ہے انھوں نے اپنے فن میں ان چیزوں کو شامل نہیں کیا ہے جن سے قلوب میں رقت پیدا ہوتی ہے مثلاً قرآن مجید کی تلاوت، حدیث وسیرت کی سماعت اور صحابہ کرام کے حالات کا مطالعہ و بیان سب جانتے ہیں کہ محض ازالہ نجاست اور ماء متغیر کے مسائل کے برابر دہرانے سے قلوب میں نرمی اور خشیت نہیں پیدا ہوسکتی قلوب کو تذکیر اور مواعظ کی ضرورت ہے تاکہ آخرت طلبی کی ہمت اور شوق پیدا ہو، اختلافی مسائل اگر چہ علوم شریعت سے خارج نہیں مگر حصول مقصد کے لئے کافی نہیں ہیں جو سلف کے حالات اور انکے حقائق واسرار سے واقف نہیں اور جن کے مذہب کو اس نے اختیار کیا ہے ان کے حالات سے باخبر نہیں وہ ان کے راستے پر کیسے چل سکتا ہے یاد رکھنا چاہئے کہ طبیعت چور ہے اگر اسکو اسی زمانہ کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا تو اہل زمانے کے طبائع سے اخذ کریگی اور ان ہی کی طرح ہو جائیگی؛ اور اگر متقدمین کے حالات اور طریقوں کا مطالعہ کیا جائے گا تو ان کے ساتھ چلنے کی کوشش کرے گی اور

ان کا رنگ اور ان کے سے اخلاق پیدا ہوں گے سلف میں سے ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ ایک حدیث جس سے میرے دل میں رقت پیدا ہو قاضی شریح کے سو فیصلوں سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔

واعظین پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''ان میں سے اکثر بڑی آراستہ اور بڑی پر تکلف عبارت بولتے ہیں جو اکثر بے معنی ہوتی ہے اس زمانہ میں مواعظ کا بڑا حصہ حضرت موسیٰ کوہ طور یوسف زلیخا کے قصوں سے متعلق ہوتا ہے فرائض کا بہت کم تذکرہ آنے پاتا ہے اسی طرح گناہ سے بچنے کا تذکرہ کبھی نہیں ہوتا ایسے مواعظ سے ایک زانی، ایک سود خور کو توبہ کرنے کی ترغیب اور توفیق کیسے ہوسکتی ہے اور کب عورت کو شوہر کے حقوق ادا کرنے اور اپنے تعلقات درست کرنے کا خیال پیدا ہوسکتا ہے اس لئے کہ یہ مواعظ ان مضامین سے خالی ہوتے ہیں ان واعظوں نے شریعت کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی لئے ان کا بازار خوب گرم ہے اس لئے کہ حق ہمیشہ طبیعتوں پر بھاری ہوتا ہے اور باطل ہلکا اور خوشگوار''۔

آگے لکھتے ہیں:

''کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ واعظ سچا اور خیر خواہ ہوتا ہے لیکن جاہ طلبی اس کے دل میں سرایت کر چکی ہوتی ہے کہ اس کی عزت و تعظیم کی جائے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرا واعظ اس کے قائم مقامی کرے یا اصلاح کے کام میں اس کی مدد کرنا چاہے تو اسکو ناگوار ہوتا ہے حالانکہ اگر یہ مخلص ہوتا تو اسکو اس سے کبھی ناگواری نہ ہوتی''۔

یہی تنقید ان کی علماء پر ہے کہ:

اگر طلباء کسی اور عالم یا مدرس کے پاس چلے جائیں جو علم میں اس سے فائق ہے اس عالم کو اس سے بڑی گرانی ہوتی ہے یہ مخلص کی شان نہیں ہے اس لئے کہ مخلص علماء اور مدرسین کی مثال اطباء کی سی ہے جو لوجہ اللہ مخلوق کا علاج کرتے ہیں اس لئے کہ اگر کسی مریض کو کسی طبیب کے ہاتھ سے شفا ہو جائے تو دوسرا خوش ہوتا ہے۔

حکام وسلاطین پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ حضرات شریعت کے مقابلہ میں اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں کبھی اس شخص کا ہاتھ کاٹتے ہیں، جس کا ہاتھ کاٹنا جائز نہیں، اور کبھی اسکو قتل کرتے ہیں جس کا قتل حلال نہیں انکو یہ دھوکا ہے کہ یہ سیاست ہے، جس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ شریعت ناقص ہے، اس کو تکملہ اور ضمیمہ کی ضرورت ہے اور ہم اپنی رائے سے اس کی تکمیل کر رہے ہیں، یہ شیطان کا بہت بڑا فریب ہے اس لئے کہ شریعت سیاست الٰہی ہے اور محال ہے کہ خدائی سیاست میں کوئی خلل یا کمی ہو جس کی وجہ سے اس کو مخلوق کی سیاست کی ضرورت ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **مافرطنافی الکتاب من شئ** (ہم نے کتاب میں کوئی چیز نہیں چھوڑی) اور ارشاد کہ **لا معقب لحکمه** (اس کے حکم کوئی مٹانے والا نہیں) جو اس سیاست کا مدعی ہے وہ دراصل شریعت میں خلل اور کمی کا دعوی کرتا ہے اور یہ کفر کی بات ہے۔

ان حکام وامراء اور سلاطین کی ایک دوسری کمزوری اور مغالطہ کا ذکر کرتے ہیں:

معاصی پر اصرار کے ساتھ ان کو صلحاء کی ملاقات کا بھی بڑا شوق ہوتا ہے اور

ان سے اپنے حق میں دعائیں کراتے ہیں، شیطان اس کو سمجھاتا ہے کہ اس سے گناہ کا پلڑا ہلکا ہوجائیگا، حالانکہ اس خیر سے اس شر کا دفیعہ نہیں ہوسکتا، ایک مرتبہ ایک تاجر ایک محصول وصول کرنے والے کے پاس سے گزرا، اس چنگی والے نے اس کی کشتی روک لی وہ تاجر اپنے زمانہ کے مشہور مرد صالح مالک بن دینار کے پاس آیا اور ان سے واقعہ بیان کیا مالک بن دینار چنگی والے کے پاس گئے اور اس تاجر کی سفارش کی، اس نے ان کی بڑی تعظیم کی اور کہا کہ آپ نے کیوں زحمت فرمائی، وہیں سے کہلوادیا ہوتا ہم تعمیل کرتے، پھر اس نے ان سے دعا کی درخواست کی انھوں نے اس برتن کی طرف اشارہ کرکے (جس میں وہ چنگی کا ناجائز روپیہ وصول کرکے رکھتا تھا) فرمایا اس برتن سے کہو تمہارے لئے دعا کرے پھر فرمایا کہ میں تمہارے حق میں کیا دعا کروں جبکہ ہزار آدمی تمہارے لئے بددعا کرتے ہیں کیا ایک آدمی کی سن لی جائے گی اور ہزار کی نہ سنی جائے گی۔

ایک جگہ اس کا ذکر کرتے ہیں کہ: ان امراء دنیاداروں کو علماء وفقہاء سے زیادہ خلاف شرع پیروں اور گانے بجانے والے صوفیوں سے عقیدت، ومحبت، ہوتی ہے اور ان پر وہ بڑی فراخ دلی سے خرچ کرتے ہیں، جبکہ اہل علم پر ایک پیسہ خرچ کرنا ان کو بار ہوتا ہے اس لئے کہ علماء اطباء کی طرح ہیں اور دوا میں خرچ کرنا انسان کو بڑا بار معلوم ہوتا ہے لیکن ان فقیروں اور قوالوں پر خرچ کرنا ایسا ہی ہے جیسا مغنیات (گانے والی عورتوں) پر خرچ کرنا، یہ بھی ان کے لئے گویوں اور مداریوں کی طرح سامان تفریح اور لازمہ ریاست ہیں''۔

اسی طرح سے یہ لوگ بناوٹی زاہدوں اور تارک الدنیا درویشوں کے بڑی

جلدی معتقد ہوتے اوران کو علماء پر ترجیح دیتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے جاہل کے جسم پر درویشی کا لباس دیکھ لیں تو فوراً معتقد ہوجائیں گے۔ اور اگر وہ سر کو جھکا لے خشوع وخضوع کا اظہار کرے تو فریفتہ ہونے میں دیر نہیں لگتی، اور کہتے ہیں کہ بھلا درویش اور فلاں عالم کا کیا مقابلہ، یہ تارک الدنیا وہ طالب الدنیا یہ اچھی غذائیں کھاتا ہے نہ شادی کرتا ہے، حالانکہ یہ محض جہالت ہے اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر ہے کہ ایسے زہد کو علم پر ترجیح دی جائے خدا کا بڑا احسان ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھے ورنہ اگر آپ کو شادیاں کرتے ، پاک وصاف چیزیں کھاتے اور میٹھے اور شہد کی رغبت رکھتے ہوئے پاتے تو آپ سے بھی بداعتقاد ہوجاتے،،۔

عوام پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

شیطان نے بہت سے لوگوں کو یہ دھوکا دے رکھا ہے کہ وہ وعظ وذکر کی مجالس میں شریک ہونا اور متاثر ہوکر رونا ہی سب کچھ ہے،وہ سمجھتے ہیں کہ مقصود محفل خیر میں شرکت اور رقت ہے اس لئے کہ وہ واعظوں سے اس کے فضائل سنتے رہتے ہیں، اگران کو یہ معلوم ہوجائے کہ مقصود عمل ہے تو یہ سننا اور عمل کرنا ان کے لئے گرفت کا باعث اور وبال جان ہے میں ذاتی طور پر بہت سے آدمیوں کو جانتا ہوں جو سالہا سال سے مجلس وعظ میں شریک ہوتے ہیں اور روتے ہیں، متاثر ہوتے ہیں لیکن نہ سود لینا چھوڑتے ہیں نہ تجارت میں دھوکہ دینے سے باز آتے ہیں ارکان صلوۃ سے جیسے وہ بے خبر برسوں پہلے تھے ویسے ہی اب بھی ہیں، مسلمانوں کی غیبت والدین کی نافرمانی میں جس طرح پہلے مبتلا تھے اسی طرح اب بھی مبتلا ہیں، شیطان نے ان کو جل

دے رکھا ہے کہ مجلس وعظ کی حاضری اور گریہ وبکا ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا بعض کو یہ سمجھا رکھا ہے کہ علماء وصالحین کی صحبت ہی مغفرت کا ذریعہ ہے۔،،

دولت مندوں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان میں سے بہت سے لوگ مساجد اور پلوں کی تعمیر میں بہت کچھ خرچ کرتے ہیں، مگر ان کا مقصود ریا اور شہرت ہوتی ہے، اور یہ کہ ان کا نام چلے اور یادگار رہے چنانچہ وہ اس تعمیر پر اپنا نام کندہ کرواتے ہیں اگر رضائے الٰہی مقصود ہوتی تو اس کو کافی سمجھتے کہ اللہ دیکھتا اور جانتا ہے ایسے لوگوں سے اگر صرف ایک دیوار بنانے کو کہا جائے جس پر ان کا نام کندہ نہ ہو تو وہ منظور نہ کریں گے اس طرح رمضان المبارک میں شہرت کے لئے موم بتیاں جتے ہیں حالانکہ ان کی مسجدوں میں سال بھر اندھیرا پڑا رہتا ہے اس لئے کہ روزانہ تھوڑا سا تیل مسجدوں میں دینے سے وہ شہرت اور ناموری حاصل نہیں ہوتی جو رمضان میں ایک موم بتی بھیج دینے سے حاصل ہوتی ہے۔

’’صید الخاطر‘‘

’’صید الخاطر،، ایک کشکول ہے جس میں مصنف نے اپنے قلبی تاثرات، بے تکلف خیالات زندگی کے تجربات اور منتشر افکار وحوادث قلمبند کئے ہیں اور اپنی بہت سی کمزوریوں اور غلطیوں کا اعتراف کیا ہے اس کتاب میں جا بجا نفس سے مکالمے سوال وجواب ذہنی کشمکش کی روداد معاشرتی زندگی کے تجربے عورتوں، نوکروں اور دوستوں کے متعلق تجربہ کی باتیں اور مفید ہدایات روزمرہ کے واقعات کی تحلیل امراض

نفسانی کا بیان، مختلف طبقات پر تنقید، نفس کا احتساب اور صدہا کام کی باتیں ہیں، اس کتاب کی ایک بڑی خصوصیت صداقت سادگی اور بے تکلفی ہے پوری کتاب اپنے زمانہ کے ادباء و مصنفین کے طرز کے خلاف نہایت رواں و بے تکلف عبارت میں لکھی گئی ہے اور اپنے موضوع پر غالباً ایک عرب عالم و مصنف کی پہلی کتاب ہے۔

عام واقعات سے بڑے بڑے نتائج:

ابن جوزی اس کتاب میں چھوٹے چھوٹے واقعات اور روز مرہ کے مشاہدات سے بڑے بڑے نتائج نکالتے ہیں اور یہی ایک عامی اور ایک صاحب نظر میں فرق ہے، ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

''میں نے دو مزدوروں کو دیکھا کہ ایک بھاری شہتیر اٹھا کر لے جا رہے ہیں اور دونوں کچھ گا رہے ہیں، ایک مصرعہ پڑھتا ہے دوسرا ترنم کے ساتھ اس کا جواب دیتا ہے، ایک پڑھتا ہے تو دوسرا کان لگا کر سنتا ہے، پھر دوسرا اس کو دہراتا ہے، یا اسی طرح کے مصرعہ سے جواب دیتا ہے مجھے خیال ہوا کہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کو محنت اور بوجھ کا احساس زیادہ ہو لیکن اس ترکیب سے انکا کام آسان ہو جاتا ہے میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ ذہن اتنی دیر دوسرے کام میں لگ کر ستا لیتا ہے ،اور کچھ سرور حاصل کر لیتا ہے ،اور جواب کی فکر میں مشغول ہو کر اس میں تازگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح راستہ طے ہو جاتا ہے اور بوجھ کے احساس سے غفلت ہو جاتی ہے،اس سے میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ انسان نے شرعی ذمہ داریاں اور فرائض کا بڑا بوجھ اٹھا رکھا ہے، اور سب سے بڑا بوجھ اپنے نفس کی سیاست ہے، بڑا کام یہ کہ اس کو اس کے مرغوبات سے روکا جائے ،اور جن چیزوں سے اس کو رغبت نہیں

اس پر اس کو قائم رکھا جائے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ صبر کے راستہ کو تسلی اور نفس کی جائز دلداری کی مدد سے قطع کیا جائے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ،، رات بھر چلنے سے سواریاں تھک جائیں اور فریاد کریں تو صبح کی روشنی کی امید دلاؤ اور دن چڑھے آرام کرنے کا وعدہ کرلو،،۔

اسی طرح کی حکایت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اور ان کے ایک ساتھی کہیں جا رہے تھے ساتھی کو پیاس لگی، اس نے کہا کہ اس کنویں سے پانی پی لیں، بشر حافی نے کہا کہ اگلے کنویں سے پی لیں گے، جب وہ کنواں آیا تو بشر حافی نے اگلے کنویں کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں تک صبر کرو، اسی طرح تسلی دیتے ہوئے بہت دور لے آئے، پھر اس سے کہا کہ اسی طرح دنیا کا سفر طے ہو جاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ جس نے اس نکتہ کو سمجھ لیا وہ اپنے نفس کو بہلائے گا، اور اس کی دلجوئی کرے گا اور اس سے وعدہ کرتا رہے گا تا کہ وہ اپنے بوجھ کو سنبھال سکے، اور اس پر صبر کرے بعض بزرگان سلف فرماتے تھے کہ اے نفس میں تجھے تیری مرغوب چیز سے جو روکتا ہوں تو محض شفقت اور خوف کی بناء پر، بایزید بسطامی کا قول ہے کہ " اپنے نفس کو خدا کی طرف بڑھائے لیجاتا اور وہ روتا جاتا تھا پھر رفتہ رفتہ ہنستا کھیلتا اللہ کی طرف بڑھنے لگا، یاد رکھنا چاہئے کہ نفس کی خاطر داری اور ملاطفت ضروری ہے اور راستہ اسی طرح طے ہوتا ہے،،۔

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں.

میں نے دیکھا کہ شکاری کتے جب محلے کے کتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو محلے کے کتے ان کو دیکھ کر بھونکتے ہیں، اور بہت شور مچاتے ہیں اور انکے پیچھے

دوڑتے ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ ان کتوں کی بڑی عزت ہے، ان پر جھول پڑی ہے تو ان کو ان پر حسد آتا ہے لیکن ان کے برخلاف شکاری کتے ان کی طرف توجہ نہیں کرتے ، اور ان کو خاطر میں نہیں لاتے اور ان کے بھوکنے کی کچھ پرواہ نہیں کرتے، اس سے ایسا معلوم ہوا کہ شکاری کتے گویا ان کتوں کی قوم ہی میں سے نہیں ہیں، اس لئے مقامی کتے موٹے موٹے بدن اور بھدے اعضاء کے ہیں، ان میں امانت کی صفت نہیں لیکن شکاری کتے نازک اور پھرتیلے ہیں اور جیسا ان کا بدن نازک پھرتیلا ہے اسی طرح ان کے عادات مہذب ہیں وہ جب شکار کرتے ہیں تو کیا مجال ہے کہ اس کو منہ لگائیں مالک کے ڈر سے یا اس کے احسانات کے شکریہ میں وہ اس شکار کو جوں کا توں پہنچا دیتے ہیں، اس سے ایک بات تو میں یہ سمجھا کہ بدن اور اخلاق میں خاص مناسبت ہوتی ہے اگر وہ لطیف ہے تو یہ بھی لطیف ہیں دوسرے یہ معلوم ہوا کہ آدمی کو اس پر حسد نہیں آتا جس کو وہ اپنے طبقہ یا اپنی سطح کا نہیں سمجھتا اسی لئے جس کو اللہ تعالی ایمان وعقل کی دولت سے سرفراز کرے اس کو اپنے اس حاسد پر حسد نہیں ہوتا جو ایمان وعقل سے محروم ہو اور وہ اس کو قابل التفات نہیں سمجھتا اس لئے کہ وہ دوسرے عالم میں ہے اور یہ دوسرے عالم میں وہ دنیا کی بناء پر حسد کرتا ہے اور اس کا مطمح نظر آخرت ہے اور دونوں میں "بعد المشرقین ہے"۔

واقعات زندگی اور نفس سے مکالمہ:

وہ واقعات کی پوری تحلیل کرتے ہیں اور خود اپنی زندگی کے واقعات میں نفس سے حکیمانہ مکالمہ کرتے ہیں ایک مرتبہ انھوں نے دعا کی ایک دوسرے صالح بزرگ دعا میں شریک تھے دعا قبول ہوئی لیکن کس کی دعا قبول ہوئی اس پر ان کا اپنے

نفس سے مکالمہ ہوا:

مجھے ایک مرتبہ ایسا معاملہ پیش آیا جس میں اللہ سے مانگنے اور دعا کی ضرورت تھی میں نے دعا کی اور اللہ سے سوال کیا ایک صاحب صِلاح اور اہل خیر بھی میرے ساتھ دعا میں شریک ہو گئے، میں نے قبولیت کے آثار دیکھے میرے نفس نے کہا کہ یہ اس بزرگ کی دعا کا نتیجہ ہے تمہاری دعا کا نتیجہ نہیں میں نے کہا کہ مجھے ایسے گناہوں اور کوتاہیوں کا علم ہے جن کی وجہ سے واقعی مجھے اس کا حق نہیں کہ میری دعا قبول ہو لیکن کیا تعجب ہے کہ میری ہی دعا قبول ہوئی ہو اس لئے کہ یہ مرد صالح ان گناہوں اور تقصیرات سے محفوظ ہے جس کا مجھے اپنے متعلق علم ہے لیکن مجھ میں اور اس میں ایک فرق ہے مجھے اس تقصیر کی بنا پر شکستگی اور ندامت ہے اور ایسے اپنے معاملہ پر فرحت وسرور ہے اور کبھی اعتراف تقصیر ایسی ضرورتوں کے موقع پر زیادہ کارآمد اور موثر ہوتا ہے اور ایک بات میں ہم اور وہ مساوی ہیں وہ یہ کہ ہم دونوں میں سے کوئی اپنے اعمال کی بنا پر فضل کا طالب نہیں تو اگر میں ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ ندامت سے گردن جھکا کر اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہوں کہ خدایا مجھے محض اپنے فضل سے عطا فرمائیں بالکل خالی ہاتھ ہوں مجھے امید ہے کہ میری سن لی جائے گی اور ممکن ہے کہ اس کی نظر اپنے حسن عمل پر پڑے اور یہ اس کے لئے روگ بن جائے تو اے میرے نفس میرا دل زیادہ نہ توڑ وہ پہلے ہی بہت ٹوٹا ہوا ہے مجھے اپنے حالات کا ایسا علم ہے جس کا تقاضا ادب وتواضع ہے پھر اپنی تقصیروں کا اقرار ہے جس چیز کا میں نے سوال کیا ہے اس کا بے حد محتاج ہوں اور جس سے سوال کیا ہے اس کے فضل کا یقین ہے اور یہ سب باتیں اس عابد کو حاصل نہیں تو اللہ اس کی عبادت میں

برکت کریں میرا تو اعتراف تقصیر ہی بڑی کام کی چیز ہے،،۔

ایک جگہ لکھتے ہیں: ایک مرتبہ ایک ایسے معاملہ میں جو شرعاً مکروہ تھا مجھے کچھ کشمکش درپیش تھی نفس کچھ تاویلیں سامنے لاتا تھا اور کراہت کو نظر سے ہٹاتا تھا اور در حقیقت اس کی تاویلات فاسد تھیں اور کراہت کی کھلی دلیل موجود تھی میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور دعا کی کہ اس کیفیت کو دور فرمادے اور قرآن موجود کی تلاوت شروع کردی میرے درس کے سلسلے میں سورہ یوسف شروع ہو رہی تھی میں نے وہیں سے شروع کیا وہ خیال دل پر مستولی تھا مجھے کچھ خبر نہ ہوئی کہ میں نے کیا پڑھا جب اس آیت پر پہنچا ﴿قال معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای﴾ تو میں چونکا اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں ہی اس آیت کا مخاطب ہوں مجھے دفعتاً ہوش آیا آنکھوں سے غفلت کا پردہ دور ہوا ،میں نے اپنے نفس سے کہا تو نے خیال کیا؟ حضرت یوسف علیہ السلام آزاد تھے وہ زبردستی اور ظلم سے غلام بنا کر بیچے گئے انھوں نے اس شخص کا اتنا حق مانا جس نے ان کے ساتھ سلوک کیا تھا اور اس کو اپنا آقا کہا حالانکہ نہ وہ غلام تھے نہ ان کا کوئی آقا تھا پھر اپنی حق شناسی کی وجہ یہ بیان کی کہ "احسن مثوای" مجھے اچھی طرح سے رکھا اب ذرا اپنے اوپر غور کر تو حقیقۃً غلام ہے ایسے آقا کا جو تیر[illegible] کے وقت سے برابر تیرے ساتھ احسانات کرتا رہا اور اتنے بار اس نے تیری پردہ پوشی کی جس کا کوئی شمار نہیں تجھے یاد نہیں کہ اس نے کس طرح تیری پرورش کی تجھے سکھایا پڑھایا تجھے روزی دی تیری حفاظت کی خیر کے اسباب مہیا کئے بہترین راستہ پر تجھے ڈالا اور ہر مکروہ دشمنی سے تجھے بچایا اور حسن صورت ظاہری کے ساتھ باطنی ذکاوت وجودت طبع عنایت فرمائی علوم کو تیرے لئے سہل بنا دیا یہاں تک کہ مختصر سے عرصے میں تجھے وہ علوم حاصل ہوئے جو دوسرے کو طویل

عرصے میں نصیب نہیں ہوئے تیری زبان پر علوم کو رواں کیا اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ ان کی تعبیر کی قوت عطا فرمائی اور مخلوق سے تیرے عیوب کو چھپایا ان کا معاملہ تیرے ساتھ حسن ظن کا رہا تیرا رزق بغیر اہتمام و تکلف کے تجھ تک پہونچایا اور کسی کا احسان مند نہیں بنایا اور وہ بھی فراغت و اطمینان و کشائش کے ساتھ بخدا میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے کس کس احسان کا تذکرہ کیا جائے حسن صورت کا یا صحت اعضاء کا یا سلامت مزاج، یا اعتدال ترکیب کا یا لطافت طبع اور دنائت و ابتذال (گھٹیا اور لچر پن) سے بری ہونے کا یا بچپن ہی سے سید ھے اور معتدل راستہ کی توفیق کا یا بے حیائیوں اور لغزشوں سے حفاظت کا یا منقولات کی ترجیح اور حدیث و سنت سے کی اتباع اور تقلید جامد سے نجات کا یا مبتدع کی پیروی اور اس کے سلسلہ میں شمولیت سے محفوظ رہنے کا ﴿ان تعدوا نعمة اللہ لا تحصوھا﴾ کتنے دشمنوں نے تیرے لئے جال بچھایا اور اللہ تعالی نے ان سے بچایا کتنے مخالفوں نے تجھ کو سبک کرنا چاہا اور اس نے تجھے سربلندی عطا فرمائی، کتنی نعمتوں سے دوسرے محروم رہے اور تو ان سے سیراب کیا گیا، کتنے آدمی دنیا سے نامراد چلے گئے اور تو شادکام و فائز المرام ہے اس حالت میں تیرے دن گزر رہے ہیں کہ تیرا جسم صحیح سالم، دین محفوظ، علم روز افزاں، دلی مقاصد پورے، اگر کوئی مقصد بر نہیں آتا تو اس کی طرف سے صبر پیدا کر دیا جاتا ہے اور تجھے معلوم ہوتا ہے کہ اسکے پورا نہ ہونے میں حکمت الہی تھی، یہاں تک تجھے یقین آجاتا ہے کہ یہ تیرے حق میں بہتر تھا، اگر میں پچھلے احسانات کو گننا شروع کروں تو دفتر کے دفتر سیاہ ہو جائیں اور وہ ختم نہ ہوں اور تجھے معلوم ہے جن احسانات کا تذکرہ میں نے نہیں کیا ہے وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں اور جن کا ذکر میں نے کیا ہے ان کی طرف بھی میں نے صرف اشارہ کیا ہے اس سب کے ساتھ تجھ کو ایسا

فعل کرنا کیسے زیب دیتا ہے جو اس کی مرضی کے خلاف ہے۔

﴿معاذاللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لایفلح الظالمون﴾

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

میں نے ایک مرتبہ ایسے مسئلہ پر عمل کیا جس کی بعض مذاہب (فقہیہ) میں گنجائش تھی اور دوسرے مذاہب میں وہ جائز نہ تھا اس پر عمل کرنے سے مجھے اپنے قلب میں بڑی قساوت محسوس ہوئی، اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں راندۂ درگاہ اور معتوب ہو گیا اور کچھ محرومی اور گہری تاریکی محسوس ہوئی میرے نفس نے کہا یہ کیا بات ہے تم تو دائرہ فقہاء سے نکلے نہیں، میں نے کہا اے نفس بد! تیرے سوال کا جواب دو طرح سے ہے اول تو یہ کہ تو نے اپنے عقیدہ کے خلاف تاویل کی اگر خود تجھ سے فتویٰ لیا جاتا تو تو اس کا فتویٰ نہ دیتا اس نے کہا کہ اگر میں اس کے جواز کا قائل نہ ہوتا تو کرتا کیوں؟ میں نے کہا اپنی اس خیال کو دوسرے کے لئے بھی فتویٰ کے طور پر پسند نہیں کرتا دوسری بات یہ ہے کہ تجھے ظلمت کے اس احساس پر خوش ہونا چاہئے، اس لئے کہ تیرے دل میں نور نہ ہوتا تو تجھ پر یہ اثر ہی نہ پڑتا اس نے کہا بہر حال مجھے اس ظلمت سے جو پلٹ پلٹ کر آتی ہے وحشت میں نے کہا تو پھر اس فعل کے ترک کا عزم کر لے اور فرض کر لے تو نے جس کو ترک کیا ہے وہ بالاجماع جائز ہے تب بھی بر بنائے ورع و تقویٰ اس کو چھوڑنے کا وعدہ کر چنانچہ اس عمل سے اس کیفیت سے اس کو نجات ملی"۔

سلف صالحین کے حالات کے مطالعہ کی ضرورت

وہ باوجود محدث وفقیہ ہونے کے اس حقیقت سے بے خبر نہ تھے کے قلب کی

اصلاح اور ذوق وشوق پیدا کرنے کے لئے موثر واقعات اور سلف صالحین کے حالات کے مطالعہ کی ضرورت ہے "تلبیس ابلیس" اور "صید الخاطر" دونوں میں فقہاء محدثین اور طلباء وعلماء کو اس کا مشورہ دیتے ہیں اور اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں "صید الخاطر" میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ فقہ اور سماع حدیث میں انہماک اور مشغولیت قلب میں صلاحیت پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں اس کی تدبیر یہی ہے کہ اس کے ساتھ موثر واقعات اور سلف صالحین کے حالات کا مطالعہ بھی شامل کیا جائے، حرام وحلال کا خالی علم قلب میں رقت پیدا کرنے کے لئے کچھ زیادہ سود مند نہیں قلوب میں رقت پیدا ہوتی ہے، مؤثر احادیث وحکایات سے اور سلف صالحین کے حالات سے اس لئے کہ ان نقول وروایات کا جو مقصود ہے وہ ان کو حاصل تھا احکام پر ان کا عمل شکلی اور ظاہری نہ تھا بلکہ ان کو ان کا اصلی ذوق اور لب لباب حاصل تھا اور یہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں وہ عملی تجربہ اور خود آزمائش کرنے کے بعد ہے میں نے دیکھا ہے کہ عموماً محدثین اور طلبہ فن حدیث کی ساری توجہ اونچی سند حدیث اور کثرت مرویات کی طرف ہوتی ہے، اسی طرح عام فقہاء کی تمام تر توجہ جدلیات اور حریف کو زیر کرنیوالے علم کی طرف ہوتی ہے بھلا ان چیزوں کے ساتھ قلب کی کیا گداز اور رقت پیدا ہوسکتی ہے سلف کی ایک جماعت کسی نیک بزرگ شخص سے محض اس کے طور طریقہ کو دیکھنے کے لئے ملنے جاتی تھی علم کے استفادہ کے لئے نہیں اس لئے کہ یہ طور طریقہ اس کے علم کا اصلی پھل تھا اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لو اور فقہ وحدیث کی تحصیل میں سلف صالحین اور زہاد امت کی سیرت کا مطالعہ ضرور شامل کرو تا کہ اس سے تمہارے دل

میں رقت پیدا ہو،،۔

صلحاء امت کی سیرت:۔

ابن جوزی نے اس غرض کے لئے سلف صالحین اور صلحائے امت میں سے بہت سارے متقدمین اور مشاہیر کی مستقل سیرتیں لکھی ہیں مثلا حضرت حسن بصری سیدنا عمر بن عبدالعزیز حضرت سفیان ثوری، حضرت ابراہیم بن ادہم حضرت بشر حافی ،امام احمد ابن حنبل، حضرت معروف کرخی ان کے مستقل تذکروں کے علاوہ ایک جامع تذکرہ،، صفۃ الصفوۃ لکھا جو چار جلدوں میں ہے، یہ دراصل ابونعیم اصبہانی کی مشور کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کی تہذیب وتنقیح ہے جس کو ابن جوزی نے مناسب حذف وا ضافہ اور تلخیص کے ساتھ محدثانہ ومؤرخانہ طرز پر مرتب کیا ہے اس کتاب میں جو حالات وواقعات آئے ہیں وہ موثر ودل گداز ہونیکے ساتھ ساتھ تاریخی حیثیت سے مستند بھی ہیں اور مبالغہ آمیز روایات اور حشو وزائد سے پاک بھی۔

تاریخ کی اہمیت

ابن جوزی علوم دینیہ میں اشتغال اور فقہ حدیث میں کمال کے ساتھ ساتھ فن تاریخ کی اہمیت وضرورت کے بھی بڑے قائل اور اس کی تعلیم کے مبلغ ہیں ان کے نزدیک تاریخ سے ناواقفیت کی بنا پر علماء فقہاء سے اپنی کتابوں میں بعض بڑی افسوس ناک فرد گزاشتیں ہوئی ہیں جو ان کے منصب اور علم وفضل کے شایان شان نہیں اس لئے وہ طالب علم کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ فن سے فی الجملہ واقف ہو اور تاریخ سے اتنی واقفیت رکھتا ہو کہ کوئی بڑی تاریخی غلطی نہ کر بیٹھے جو اس کی خفت کا باعث ہو

،صید الخاطر میں لکھتے ہیں

فقیہ کو چاہیئے کہ فن کے ہر حصہ سے واقف ہو تاریخ ہو یا حدیث ،لغت ہو یا دوسرا فن اس لئے کہ فقہ تمام علوم کا محتاج ہے اس لئے ہر فن کے ضروری حصہ سے اس کو واقف ہونا چاہئے میں نے بعض فقہاء کو کہتے سنا ہے کہ شیخ شبلی اور قاضی شریک ایک مجلس میں جمع ہوئے مجھے سن کر تعجب ہوا کہ اس کو دونوں بزرگوں کے زمانہ کا فاصلہ نہیں معلوم ! ایک عالم نے ایک مباحثہ کے دوران کہا کہ حضرت علی اور سید فاطمہ کے درمیان زوجیت منقطع نہیں ہوئی تھی اس لئے حضرت علی نے سیدہ کو غسل دیا میں نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے پھر حضرت علی نے حضرت فاطمہ کے بعد ان کی بھانجی امامہ بنت زینب سے نکاح کیسے کیا اسی طرح میں نے امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم میں ایسی تاریخی فرد گزارشتیں دیکھیں جن سے مجھے سخت حیرت ہوئی کہ انھوں نے کس طرح مختلف واقعات اور تاریخ کو آپس میں ملا دیا میں نے ان تاریخی اغلاط کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے اسی طرح انھوں نے اپنی کتاب ''مستظہری'' میں لکھا ہے جس کو انھوں نے مستظہر باللہ کی خدمت میں پیش کیا تھا کہ سلیمان ابن عبدالملک نے ابو حازم سے کہلایا کہ مجھے اپنے ناشتے میں سے کچھ تبرکاً بھیجو'انھوں نے انکے پاس ابلا ہوا چوکر بھیجا سلیمان نے اس کا ناشتہ کیا پھر اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا اور اس سے عبد العزیز پیدا ہوئے' عبدالعزیز سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے ، یہ سخت مغالطہ ہے اس لئے کہ انھوں نے عمر ابن عبدالعزیز کو سلیمان بن عبدالملک کا پوتا قرار دیا حالانکہ وہ اس کے چچا تھے۔

شیخ ابوالمعالی جوینی نے اپنی کتاب ''الشامل'' کے آخر میں جو اصول فقہ میں

ہے لکھا ہے کہ اہل باطن کی ایک جماعت ناقل ہے کہ حلاج جنابی قرمطی اور ابن المقفع نے سلطنتوں کے نظام کے لئے مملکت کی تخریب اور عوام کی استمالت کی سازش کی' اور ہر ایک نے ایک ایک ملک کی ذمہ داری لے لی، جنابی نے احساء میں سکونت اختیار کر لی' ابن المقفع ترکستان کے حدود میں جا بسا اور حلاج نے بغداد کو مرکز بنالیا' اس پر اس کے دونوں ساتھیوں نے فیصلہ کر دیا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا اور اپنے مقصد میں ناکام ہو جائیگا' اس لئے کہ اہل بغداد دھوکہ نہیں کھاتے اور بڑے مردم شناس اور فہیم ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اگر ناقل کو یہ معلوم ہوتا کہ حلاج نے ابن المقفع کا زمانہ ہی نہیں پایا' اس لئے کہ ابن المقفع کے قتل کا منصور نے حکم دیا تھا اور یہ ۱۴۴ھ کا واقعہ ہے درآنحالیکہ ابوسعید الجنابی کا ظہور ۲۸۶ھ میں ہوا اور حلاج ۳۰۹ھ میں مقتول ہوا' اس بنا پر قرمطی اور حلاج کا زمانہ قریب قریب ہے' لیکن ابن المقفع بہت متقدم ہے اس کے ان دونوں سے ملنے اور سازش کرنے کا کوئی امکان نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ ہر صاحب علم کو چاہئے کہ دوسرے علوم سے بھی تعلق رکھے اور اس کا کچھ نہ کچھ مطالعہ ہو اس لئے ہر علم کا دوسرے علم سے تعلق ہے' ایک محدث کے لئے یہ بات کتنی معیوب ہے کہ کسی واقعہ کے متعلق اس سے فتویٰ لیا جائے اور وہ جواب نہ دے سکے اس لئے کہ وہ طرق حدیث کے جمع کرنے میں مشغول ہے اس کو مسائل و جزیات کے علم سے فرصت ہی نہیں ہوئی' اسی طرح ایک فقیہ کے لئے یہ بات کتنی نامناسب ہے کہ اس سے ایک حدیث کا مطلب پوچھا جائے اور وہ حدیث کی صحت اور اسکے مفہوم سے بالکل ناواقف ہو اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسی بلند ہمت عطا فرمائے جو پست اور بے ہمتی کی باتوں کو گوارہ نہ کرے''۔

تاریخی تصنیفات

انھوں نے صرف اس تنقید اور مشورہ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ایک مبسوط کتاب

''المنتظم فی تاریخ الملوك والامم '' لکھی جو دس جلدوں میں ہے اور ابتداء اسلام سے لیکر ۵۷۴ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے، مصنف پہلے سن لکھتے ہیں پھر اس کے اہم واقعات وحالات کا تذکرہ کرتے ہیں پھر اس میں جن ممتاز قابل ذکر اشخاص کا انتقال ہوا ہے ان کے حالات بیان کرتے ہیں اس طرح یہ کتاب حالات وتذکرہ دونوں کی ایک جامع تاریخ ہے۔

اس طرح انکی مختصر کتاب ''تلقیح فھوم اهل الاثر فی عیون التاریخ والسیر'' جوایک تاریخی بیاض کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں بہت سے معلوت یکجا کردی گئی ہیں''۔

ادبیت وخطابت

ابن جوزی کی فصاحت وبلاغت اور حسن خطابت پر مورخین کا اتفاق ہے ان کی مجلس وعظ کی مقبولیت اور لوگوں کے ازدھام کا یہ بھی ایک بڑا سبب تھا کہ انھوں نے ''صید الخاطر'' میں اپنی اس ذہنی کشمکش کا بھی ذکر کیا ہے کہ نفس نے ان کو اس کی ترغیب دی کہ وہ اس کا اہتمام بالکل چھوڑ دیں اور الفاظ کی طرف بالکل توجہ نہ کریں یہ سب تکلف اور تصنع ہے لیکن انھوں نے اپنے علم اور فقہ سے اس خیال کو دفع کیا اور اپنے نفس کو سمجھایا کہ حسن کلام ایک خداداد قابلیت' ایک ہتھیار اور ایک کمال کی بات ہے نہ کہ نقص اور عیب اس لئے ان کو دعوت وتبلیغ میں اس سے کام لینا چاہئے اس کی ناقدری نہیں کرنی چاہئے اس طرح ان کے دل میں کئی بار بشدت اس کا خیال پیدا ہوا کہ وہ اس وعظ گوئی اور دعوت وتبلیغ کو چھوڑ کر زہد انقطاع کی زندگی اختیار کرلیں اور لوگوں سے بالکل یکسو ہوکر گوشہ نشین ہوجائیں، مگر انھوں نے دلائل براہین سے اور اپنے نفس

سے مفصل مباحثہ ومناظرہ کر کے اس خیال کو ہٹایا اور اس کو قائل کیا کہ یہ القاء شیطانی ہے شیطان یہ دیکھ نہیں سکتا کہ ہزار آدمی اس کے جال سے نکل کر ہدایت کے راستے پر پڑ جائیں انبیاء علیہم السلام کا راستہ دعوت وتبلیغ کا تھا اور ان کی زندگی اجتماع اختلاط کی تھی اس میں نفس کا چور یہ ہے کہ وہ بیکاری اور تعطل کو پسند کرتا ہے اور جد جہد سے بھاگتا ہے اور دوسرے اس میں جاہ طلبی بھی ہے اس لئے کہ عزلت وگوشہ نشینی اور زہد و انقطاع کی زندگی عوام کے لئے زیادہ باعث کشش اور جاذب توجہ ہے، غرض یہ کہ شیطان کو افادہ عوام عمومی دعوت کے کام سے ہٹا نہیں سکا، انھوں نے اپنی ساری دماغی صلاحتیں اور خدا کی بخشی ہوئی طاقتیں اصلاح پر لگادیں اور نصف صدی سے زیادہ پورے انہماک وقوت کے ساتھ واصلاح افادہ کے کام میں مشغول رہے"۔

وفات

۵۹۷ھ میں شب جمعہ کو اس داعی الی اللہ نے انتقال کیا، بغداد میں کہرام مچ گیا، بازار بند ہو گئے، جامع منصور میں نماز جنازہ ہوئی یہ وسیع مسجد کثرت ازدحام سے تنگ اور ناکافی ثابت ہوئی، یہ بغداد کی تاریخ میں ایک یادگار دن تھا، ہر طرف غم کے آثار اور گریہ کی آوازیں بلند تھیں لوگوں کو ان سے ایسا تعلق تھا کہ رمضان بھر لوگوں نے راتیں ان کی قبر کے پاس گزاریں اور قران مجید ختم کیئے۔

ماخوز از تاریخ دعوت وعزیمت (ج ۱ ص ۲۵ تا ۱۵۱)

تالیف مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ

مقدمہ کتاب

از مصنف رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی اعطی الانعام جزیلاً و قبل من الشکر قلیلا و فضلنا علی کثیر ممن خلق تفضیلا، وصلی اللہ علی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذی لم یجعل من جنسہ عدیلاً و علی آلہ وصحبہ بکرۃ و اصیلا۔

وبعد:۔ جب میں نے ذہین لوگوں کے واقعات کو جمع کرنا شروع کیا اور ان کے بارے میں بعض منقولات ذکر کیں (۱) تا کہ وہ پیروی کرنے کے لئے ایک نمونہ ہو کیونکہ بہادروں کے حکایات بہادری سکھاتی ہیں تو میں نے حمقاء اور مغفلین کی حکایات جمع کرنے کو بھی تین وجوہات کی بنا پر ترجیح دی:

پہلی وجہ:...... یہ ہے کہ جب ایک عقلمند انسان ان کی حکایت کو سنے گا تو عقل کی جو نعمت اسے عطاء کی گئی ہے اس کی قدر پہچانے گا، جس سے یہ لوگ محروم تھے، یہ بات اس کو شکر ادا کرنے پر مجبور کرے گی۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت اللہ عز وجل نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی دائیں ہتھیلی سے جنتیوں کو نکالا اور بائیں سے جہنمیوں کو اور وہ زمین پر رینگنے لگے، ان میں اندھے، بہرے اور مصیبت زدہ لوگ بھی تھے (یہ دیکھ کر) آدم

---

(۱) یعنی ''کتاب الاذکیا'' جس کا اردو ترجمہ ''لطائف علمیہ'' کے نام سے شائع ہو گیا ہے (مترجم)

علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار کیا آپ نے میری اولاد میں برابری نہیں کی (یعنی سب کو یکساں پیدا نہیں فرمایا؟ ارشاد ہوا کہ اے آدم! میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ (جو یکساں پیدا کرنے کی صورت میں ممکن نہیں)

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں کچھ باتیں کیں جس میں بہت باتیں غلط تھیں یہ سن کر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے ایک غلام کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو آزاد کر دیا، اس آدمی نے کہا اس شکر کا سبب کیا ہے؟ (یعنی غلام کس چیز کے شکر بجالانے پر آزاد کیا گیا) فرمایا کہ میں نے اس بات کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے مجھے تجھ جیسا نہیں بنایا۔

دوسری وجہ:...... یہ کہ انسان بیوقوفوں کے واقعات پڑھ کر بیدار ہو جاتا ہے اور اسباب غفلت سے اپنے آپ کو بچاتا ہے، جبکہ وہ اسباب کسبی ہوں اور مشق اس میں کارگر ہو، ہاں اگر طبیعتوں میں فطری غفلت ہو تو وہ تغیر قبول نہیں کرتیں۔

تیسری وجہ:...... یہ کہ انسان ان ناقص لوگوں کی سیرت دیکھ کر اپنے دل کو خوش کر سکے ،اس لئے دل کبھی کبھی کسی کام میں زیادہ لگنے سے اکتا جاتا ہے اور بعض جائز کھیل اور شغل کی طرف متوجہ ہونے سے خوشی محسوس کرتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "ساعة وساعة" (ایک گھڑی اللہ کی یاد دوسری میں غفلت اللہ کی حکمت ہے)

چنانچہ حنظلہ کاتب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور جہنم کا ذکر کیا، ہماری یہ حالت ہوگئی گویا کہ ہم جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، ایک دن میں حضور کے پاس سے نکلا، گھر آیا تو گھر

والوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں مشغول ہوا، جس سے میرے دل میں کھٹک سی پیدا ہوئی، میری ملاقات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی، میں نے ان سے کہا' میں تو منافق ہو گیا، ابوبکر رضی اللہ نے کہا وہ کیسے؟ میں عرض کیا کہ جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہوتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت اور دوزخ یاد دلاتے ہیں، تو ہماری حالت یوں ہوتی ہے گویا کہ ہم اپنی آنکھوں سے جنت دوزخ کا مشاہدہ کر رہے ہیں' پھر جب میں اپنے گھر آتا ہوں تو گھر والوں کے ساتھ ہنسی مذاق میں مشغول ہوجاتا ہوں (جس سے وہ کیفیت باقی نہیں رہتی) یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہماری بھی یہی حالت ہوتی ہے، چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ کیفیت بیان کی۔ آنحضرت نے فرمایا اے حنظلہ! گھر میں بھی اگر تمہاری وہی کیفیت رہے جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں اور راستوں میں مصافحہ کرنے لگیں' اے حنظلہ! ایک گھڑی یہی فکر آخرت والی کیفیت اچھی ہے اور دوسرے میں غفلت والی (یعنی اس میں خدا کی حکمت ہے)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اپنے دلوں کو خوش کرلیا کرو اور حکمت کا کچھ حصہ اس کے لئے تلاش کیا کرو، اس لئے دل بھی ایسی ہی تھک جاتے ہیں جیسے بدن تھک جاتے ہیں۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دل کو ذکر سے راحت پہنچایا کرو۔ حسن فرماتے ہیں یہ دل زندہ ہوتے ہیں اور پھر مردہ ہوجاتے ہیں' جب یہ زندہ ہوں تو ان کو نوافل کی ادئیگی پر آمادہ کرو اور جب مردہ ہوجائیں تو فرائض کی پابندی کرو۔

زہری فرماتے ہیں ایک شخص اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتا اور ان سے ہم کلام ہوتا تھا، جب صحابہ کرام زیادہ احادیث سناتے اور وہ اس پر بوجھ ہو جاتیں تو کہتا کہ یہ کان ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور دلچسپی کی باتیں پسند کرنے لگتے ہیں، اب مزاح کی باتیں اور اشعار پیش کرو۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بعض (مباح کھیل کود سے اپنے دل کو بھلاتا ہوں کیوں کہ مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ دل حق کا بوجھ اٹھانے میں اکتاہٹ محسوس کرے۔

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما جب اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھتے تو ان سے ایک گھڑی دین کی باتیں کر کے فرماتے تھے "حمضونا" (کچھ دلچسپی ہنسی مذاق کی باتیں سناؤ) پھر عربوں کی کہانیوں میں لگ جاتے، کچھ دیر کے بعد پھر اپنے موضوع کی طرف لوٹ آتے اور تھکاوٹ کی بعد، پھر اسی طرح کرتے، چنانچہ اس عمل کی کئی بار نوبت آتی۔

زہریؒ فرماتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے پیش کرو اپنے اشعار، پیش کرو اپنی دلچسپ باتیں، کیونکہ کان (زیادہ دیر دین کی باتیں سن کر) ڈھیلے ہو جاتے ہیں اور دل مزاحیہ باتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں زہریؒ حدیث بیان فرماتے تھے (جب تھکاوٹ ہوتی) فرماتے: اپنی ظرافت پیش کرو، اپنے اشعار سناؤ، بعض ایسی باتوں میں مشغول ہو جاؤ جو تمہارا بوجھ ہلکا کر دیں اور تمہاری طبیعتوں کو مانوس کر دیں، اس لئے کہ کان ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور دل پریشان ہو جاتا ہے۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں گزشتہ امتوں میں ایک شخص تھا' جب اس پر باتیں بوجھ بنتیں تو کہتا کہ کان ڈھیلے ہوجاتے ہیں اور دل نمکینی کو پسند کرتا ہے، کچھ کہانیاں سناؤ۔

ابن زید فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ عطاء ابن یسارؒ مجھ سے اور ابو حازم سے باتیں کرتے کرتے ہمیں رُلادیتے اور پھر باتیں کرتے کرتے ہمیں ہنسادیتے۔ پھر فرماتے: ایک گھڑی یہ کیفیت ہوگی اور ایک گھڑی دوسری کیفیت۔ (تاکہ تم تنگ نہ ہو)

ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ علماء فضلاء ہمیشہ دلچسپ باتوں کو پسند فرماتے رہے اور اس کی طرف خوشی سے مائل ہوتے رہے اس لئے کہ اس سے نفس کو آرام ملتا ہے اور دل کو فکر کے بوجھ سے راحت ملتی ہے۔

شعبہؒ حدیث بیان کرتے تھے، اگر آپ کسے دلیر نحوی کو دیکھتے تو (مزاحاً فرماتے) ''یہ ابوزید ہے''

استعجمت دار نعم ماتکلمنا　　　والدار لو کلمتنا ذات أخبار

''نعم کا گھر خاموش ہے، ہم سے بات نہیں کرتا، اگر یہ ہم سے بات کرتا تو کئی خبریں بتادیتا۔''

ابن عائشہ [1] سے ہم نے کئی ایسی باتیں نقل کی ہیں جن میں سے بعض فحش باتیں بھی ہیں:

---

(۱) ابن عائشہ سے مراد ابوعبدالرحمٰن عبیداللہ بن محمد بن حفص بن معمر تھی جو ابن عائشہ سے مشہور ہے، بہت عمدہ فصحاء عرب میں ان کا شمار ہوتا ہے اور حدیث کے عالم تھے، ۲۲۸ھ میں انتقال ہوا۔ ۱۲

ایک آدمی نے ان سے کہا آپ جیسی شخصیت سے یہ باتیں منقول ہیں؟ (یعنی آپ کے شایانِ شان نہیں) فرمایا: کیا آپ ان کے اسانید نہیں دیکھ رہے؟ جن سے میں نے نقل کی ہیں وہ ہمارے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل تھے، لیکن تم جیسے قبیح باطن لوگوں نے صرف اس کے ظاہر کو دیکھا، حالانکہ ان حضرات کا باطن ظاہر سے بہت ہی اعلیٰ درجہ کا تھا۔

عبید اللہ ابن عائشہ کے پاس نساک کے ایک شخص کی تعریف کی گئی کہ وہ ہمیشہ محنت میں لگا رہتا ہے فرمایا: اس نے اپنے اوپر چراگاہ کو تنگ کر رکھا ہے، اور عقل کو گھٹا دیا ہے، اگر وہ اپنے نفس کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے کے لئے آزاد کرتا تو تنگی کی گرہ اس سے کھل جاتی اور یہ پھر محنت کی دوبارہ خوشی اور رغبت سے لوٹ آتا۔

اصمعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ہارون الرشید سے سنا کہ: عجیب وغریب باتیں ذہنوں کو تیز کرتی ہیں، کانوں کو خوش کرتی ہیں۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہارون الرشیدؒ کہا کرتے تھے ظرافت کو وہی لوگ پسند کرتے ہیں جن میں مردانگی ہو، اور اس کو صرف وہ لوگ ناپسند کرتے ہیں جن میں زنانہ پن ہو۔

اصمعی فرماتے ہیں کہ میں نے قاضی مدینہ محمد بن عمران تیمی کو اشعار سنائے ان سے بڑھ کر کوئی عقلمند قاضی نہیں دیکھا۔

یاایھا السائل عن منزلہ نزلت فی الخان علی نفس

یغدو علی الخبز من خابز لایقبل الرھن ولاینسی

اکل من کیسی ومن کسوتی حتی لقد اوجعنی ضرسی

''اے میرے گھر کے پوچھنے والے آپ تو میری حریم میں
داخل ہو چکے ہیں، ایسے نانبائی کے پاس سے میرے پاس روٹی آتی ہے
جو نہ رہن وصول کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ میں اپنی جیب اور اپنے اشعار
کے ذریعہ تعریف کر کے کھاتا ہوں، یہاں تک کہ اس نے میری داڑھ کو
دردمند بنا دیا (یعنی زخمی کر دیا)

یہ اشعار سن کر قاضی مدینہ نے کہا یہ میرے واسطے لکھ لیجیے، میں نے عرض کیا: اللہ تعالی آپ کی اصلاح فرمائے یہ کوئی لکھنے کی چیز ہے؟ فرمایا تیرا ناس ہو' لکھ لو شریف لوگ ظرافت کو پسند کرتے ہیں۔

فصل:۔

گزشتہ بیان سے یہ بات سامنے آئی کہ علماء کے دل جائز کھیل میں دلچسپی لیتے رہے ہیں، جو کام میں نشاط اور چستی پیدا کرتے ہیں گویا کہ یہ بھی ہمیشہ کوشش ومحنت کا ایک جزء رہا ہے۔

ابوفراس شاعر کہتا ہے:۔

اروح القلب ببعض الهزل تجاهلامنی بغیر جهل

أمزح فيه مزاح اهل الفضل والمزاح احياناجلاء العقل

''میں جاہل نہیں، اپنے آپ کو جاہل بنا کر کچھ مزاح کے ذریعہ دل کو
راحت پہنچاتا ہوں۔
اصحاب فضل والا مذاق کرتا ہوں (یعنی شریعت کے مطابق حدود میں رہ
کر) اور کبھی کبھار مزاح تو عقل کے لئے سرمہ بن جاتا ہے۔''

فصل:۔

اگر کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو کہ حمقاء اور مغفلین کی حکایات تو ہنسانے کیلئے اسباب ہیں، حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک آدمی ایک بول بولتا ہے تا کہ اس سے اپنے ہمنشینوں کو ہنسائے تو وہ شخص اس کی وجہ سے ثریا سے بھی دور جہنم میں گرتا ہے۔''

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ آدمی جھوٹ بول کر لوگوں کو ہنسائے، چنانچہ دوسری حدیث اس کی وضاحت کرتی ہے:

''ویل للذی یحدث الناس فیکذب لیضحک الناس

''ہلاکت ہے اس آدمی کے لئے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹی باتیں بیان کرے۔''

اور بسا اوقات ایک انسان کیلئے کسی شخص کو ہنسانا جائز ہوتا ہے، مسلم شریف کی حدیث میں ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ضر بالضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات کروں گا جس سے آپ ہنس پڑیں گے، چنانچہ میں نے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی بنت زید کو دیکھوں کہ مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہے تو اس کی گردن توڑ دونگا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔(۱)

البتہ کسی شخص کے لئے یہ مکروہ ہے کہ لوگوں کا ہنسانا اپنی عادت بنا لے تھوڑی ہنسی مذموم نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے، یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک

---

(۱) حضرت عمر نے یہ بات اس لئے کہی کہ آپ ﷺ اپنی ازواج مطہرات سے زیادہ نفقہ کے مطالبہ کرنے کی بناء پر ناراض ہو کر الگ ہوئے تھے۔

ظاہر ہو جاتے تھے۔

البتہ کثرت سے ہنسنا مکروہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "کثرت الضحک تمیت القلب" کثرت سے ہنسنا دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

بعض اوقات ان جیسی چیزوں کی طرف ایسی ہی ضرورت اور رغبت ہوتی ہے جیسے کہ ہانڈی میں (تھوڑے سے) نمک کی ہوتی ہے۔

فصل :۔

میں نے اس کتاب کو چوبیس بابوں میں تقسیم کیا ہے جن کے عنوانات یہ ہیں:

پہلا باب:............حماقت اور اس کے معنی کا بیان۔

دوسرا باب:............حماقت ایک فطری چیز ہے۔

تیسرا باب:............حماقت میں لوگوں کے اختلاف کا بیان۔

چوتھا باب:............احمق کے اسماء کا بیان۔

پانچواں باب:.........احمق کی صفات کا بیان۔

چھٹا باب:............احمق کی صحبت سے بچنے کا بیان۔

ساتواں باب:..........احمقوں کی پہچان کیلئے عربوں کے ضرب الامثال کا بیان۔

آٹھواں باب:..........ان لوگوں کی حکایت جو اپنی حماقت اور غفلت کی وجہ سے ضرب المثل بن گئے ہیں۔

نواں باب:............عقلاء کی اس جماعت کا بیان جن سے کبھی فعل حماقت صادر ہوا۔

دسواں باب:............مغفل قاریوں کا بیان۔

گیارہواں باب:............مغفل روایان حدیث اور ان کی تصیف (یعنی حدیث غلط

لکھنے اور پڑھنے والوں کا بیان۔

بارہواں باب:...........مغفل قاضیوں کا بیان۔

تیرہواں باب:...........مغفل امراء کا بیان۔

چودھواں باب:...........مغفل کاتبوں اور دربانوں کا بیان۔

پندرہواں باب:...........مغفل مؤذنوں کا بیان۔

سولہواں باب:...........مغفل اماموں کا بیان۔

سترہواں باب:...........مغفل دیہاتیوں کا بیان۔

اٹھارواں باب:...........ان دیہاتیوں اور مغفلین کا بیان جنہوں نے فصاحت دکھانے کی کوشش کی۔

انیسواں باب:...........مغفل شاعروں کا بیان۔

بیسواں باب:...........قصہ گو بیوقوفوں کا بیان۔

اکیسواں باب:...........مغفل زاہدوں کا بیان۔

بائیسواں باب:...........مغفل معلموں (استادوں) کا بیان۔

تیئسواں باب:...........مغفل جولاہوں کا بیان۔

چوبیسواں باب:...........مطلق مغفلوں کا بیان (خواہ انکا تعلق کسی طبقہ سے ہو)

پہلا باب

حماقت اور اس کے معنیٰ کا بیان

ابن الاعرابی فرماتے ہیں ’’حماقت‘‘ ’’حمقت السوق‘‘ سے ماخوذ ہے یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب بازار ٹھپ ہو جائے۔ تو گویا کہ حماقت بھی عقل اور قوت رائے کو ٹھپ کر دیتی ہے، پھر نہ ایسے شخص سے مشورہ کیا جاتا ہے، اور نہ جنگی معاملہ میں اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

ابوبکر مکارم فرماتے ہیں حزفہ کے ساگ کو ’’البقلة الحمقاء‘‘ اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ پانی اور اونٹوں کے راستہ میں اگتا ہے (جس کی وجہ سے بچ نہیں پاتا)۔

ابن الاعرابی فرماتے ہیں: احمق کو احمق اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی بیوقوفی کی وجہ سے اپنی کلام کو ممتاز نہیں کر سکتا۔

فصل:۔

حماقت کے لغوی معنیٰ کے متعلق جو کچھ تھا ہم نے ذکر کر دیا، اور مقصود معنیٰ اصطلاحی کے بیان سے ہی ظاہر ہوگا۔

حماقت اور تغفیل کے معنیٰ ہیں، مقصود کے صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ مطلوب تک پہنچنے کے وسیلہ اور طریقہ میں غلطی کرنا، بخلاف جنون کے کہ وہ وسیلہ اور مقصود دونوں میں خلل سے عبارت ہے، پس احمق کا مقصود صحیح ہوتا ہے لیکن اس کا طریقہ فاسد ہوتا ہے اور غرض کی طرف پہنچنے کا طریقہ صحیح نہیں ہوتا، مجنون کا تو اصل

اقدام ہی فاسد ہوتا ہے تو مجنون ایسی چیزوں کا انتخاب کرتا ہے جن کا انتخاب نہیں کیا جاتا اور یہ فرق آئندہ بعض مغفلین کے واقعات ذکر کرنے سے واضح ہو جائے گا، جیسا کہ ایک بادشاہ کا پرندہ اڑا تو اس نے شہر کے تمام دروازے بند کرنے کا حکم دیا اس سے ان کا مقصد پرندہ کی حفاظت تھی (یعنی مقصود صحیح تھا لیکن طریقہ تحفظ احمقانہ تھا۔)

دوسرا باب

حماقت فطری چیز ہے

ابو اسحاق فرماتے ہیں: جب تجھے یہ خبر پہنچے کہ غنی آدمی فقیر بنا تو اس کی تصدیق کر لے اور جب یہ اطلاع ملے کہ فقیر غنی ہوا اور یہ کہ زندہ مرگیا تو اس کی بھی تصدیق کر لے لیکن جب تجھے یہ بتایا جائے کہ احمق عقلمند بنا تو اس کی تصدیق مت کر۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں دو کی تصدیق کر لو مگر ایک کی تصدیق مت کرو:

ا۔ یہ بات جب تجھ سے کی جائے کہ تیرا ساتھی اس دیوار کے پیچھے ہوتے ہی انتقال کر گیا تو مان لینا۔

۲۔ جب تجھ سے کہا جائے کہ ایک فقیر آدمی نے دوسرے شہروں میں جا کر مال کمایا تو یہ بھی تسلیم کر لینا۔

۳لیکن جب تجھے یہ کہا جائے کہ احمق نے فلاں شہر میں جا کر عقل حاصل کر لی تو اس کی تصدیق مت کرنا۔

اوزاعی فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اے روح اللہ! آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں۔ پھر پوچھا آپ مادر زاد اندھوں کو بینا کر دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اللہ کے حکم سے۔ پھر پوچھا حماقت کا کیا علاج ہے؟ فرمایا اسی چیز نے مجھے تھکا دیا۔ (یعنی میں اس سے عاجز ہوں)

جعفر بن محمد فرماتے ہیں: احمق کو ادب سکھانا ایسا ہی فضول جیسے کہ حنظلہ کی جڑوں میں پانی ڈالنا' کہ جتنا زیادہ سیراب کرو گے اتنا ہی زیادہ کڑواہٹ پیدا ہو گی۔

مامون کہتے ہیں: تمہیں معلوم کہ میرے اور امیر المومنین ہارون الرشید کے درمیان کیا ماجرا پیش آیا۔ ہوا یوں کہ میں ان کا کچھ قصوروار تھا تو میں سلام کر کے داخل ہوا، ہارون الرشید نے کہا اے اہل عیال سے دور رہنے والے احمق میں، غصہ ہو کر لوٹ آیا اور چند دن ان کے یہاں نہیں گیا تو ہارون الرشید نے میری طرف ایک رقعہ بھیجا جس میں تھا۔

لیت شعری وقد تمادی بک الهجر　　امنک التفریط ام کان منی

ان تکن خنتنا فعنک عفا الله　　وانکنت خنتکم فاعف عنی

"افسوس ہے تیرا ہجر لمبا ہو گیا' معلوم نہیں کوتاہی تیری ہے یا میری۔ اگر تو نے ہم سے خیانت کی تو اللہ تجھے معاف فرماوے' اگر میں نے تجھ سے بے وفائی کی تو مجھے معاف کر دے۔"

مامون کہتے ہیں: یہ اشعار پڑھ کر میں ان کی طرف چل پڑا' ہارون الرشید نے کہا اگر غلطی ہماری تھی تو ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں اور اگر آپ کی تھی تو میں نے تجھے معاف کیا۔

میں نے کہا آپ نے مجھے کہا اے احمق اس کے بجائے آپ مجھے "اے ارعن" کہتے تو یہ مجھ پر زیادہ آسان تھا، یہ سن کر ہارون الرشید نے پوچھا دونوں میں فرق کیا ہے؟

میں نے کہا رعونت (تکبرانہ نخرا) عورتوں سے پیدا ہوتی ہے اور ان سے

زیادہ میل جول رکھنے سے مرد میں منتقل ہو جاتی ہے' جب وہ مرد عورتوں سے جدا ہوتا ہے اور مردوں کی صحبت اختیار کر لیتا ہے تو یہ رعونت اس اس سے زائل ہو جاتی ہے اور حماقت تو فطری چیز ہے (جو کسی حالت میں زائل نہیں ہو سکتی) بعض حکماء کا شعر ہے۔

وعلاج الابدان ایسر خطبا حین تعتل من علاج العقول

''بیمار جسموں کا علاج بہت آسان ہے۔ بیمار عقلوں کا علاج بہت مشکل ہے۔''

تیسرا باب

حماقت کی تعریف میں علماء کے اختلافات کا بیان

ہم بتا چکے ہیں کہ حماقت عقل یا ذہن میں فساد کا نام ہے، جو حماقت فطری ہو اس میں تادیب کارگر نہیں ہوتی، البتہ جو حماقت فطری نہ ہو اس کا اصلی جوہر سلیم ہے (یعنی تسلیم کرنا) تو وہاں تادیب سے عوارض مفسدہ زائل ہو جاتے ہیں۔

جس طرح لوگ عقل اور اس کی اصلیت اور مقدار میں مختلف الآراء ہیں ایسے ہی حماقت میں بھی مختلف رائے رکھتے ہیں۔

ابراہیم نظامؒ سے پوچھا گیا حماقت کی کیا تعریف ہے؟ فرمایا آپ نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں پوچھا جس کی کوئی مستقل تعریف نہیں۔

عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ماغرك بربك الكريم﴾ (سورة الانفطار)"

"کس چیز نے تجھے رب کریم کے ساتھ دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔"

فرمایا اے پروردگار حماقت نے ہمیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے،

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر انسان میں کچھ نہ کچھ حماقت موجود ہے جس میں وہ زندگی بسر کرتا ہے۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی ذات کے بارے میں ہم سب حماقت میں مبتلا ہیں (یعنی حق بندگی پورا ادا نہیں کر پاتے)

وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں: حق تعالیٰ نے (بتقاضاء حکمت) حضرت آدم علیہ السلام کو بھی حالت حمق میں پیدا فرمایا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو زندگی کی طرف مائل نہ ہوتے۔

مطرفؒ فرماتے ہیں اگر میں قسم کھاؤں تو مجھے امید ہے کہ میں اس سے بری ہو جاؤں گا (یعنی قسم میں جھوٹا نہ ہوں گا) وہ یہ کہ کوئی ایسا انسان نہیں جو اپنی رب کے ساتھ معاملہ میں حماقت میں مبتلا نہ ہو، ہاں یہ بات الگ ہے کہ بعض حماقتیں بعض سے کم ہوا کرتی ہیں' نیز فرماتے ہیں لوگوں کی عقلیں ان کے زمانے کی مناسبت سے کم زیادہ ہوتی ہیں۔ نیز فرماتے ہیں لوگ سخت بھوکے ہیں، میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ لوگوں کے پانی میں گھسے ہیں۔

سفیان ثوری فرماتے ہیں انسان کو کچھ احمق پیدا کیا گیا ہے، تاکہ زندگی سے نفع اٹھا سکے۔ بعض کا شعر ہے:

لعمرك ماشي يفوتك نيله بغين ولكن في العقول التغابن

''تیری عمر کی قسم دھوکہ کی وجہ سے کسی کا حصول تجھ سے فوت نہیں ہوا' لیکن یہ عقلوں میں نقصان سے ہے۔''

چوتھاباب

احمق مردوں اورعورتوں کے نام

۱. احمق ۲. المائق ۳. الازبق ۴. الهجهاجة ۵. الهلباجة ٦ لخطل
۷. الخرف ۸. الملغ ۹. الماج ۱۰. المسلوس ۱۱. المافون
۱۲. المافوک ۱۳. الاعفک ۱۴. الفقاقة. ۱۵. عياياء ۱٦. الالق
۱۷. الخوعم ۱۸. الالفت ۱۹. الواطي ۲۰. الباحر ۲۱. الهجا
۲۱ الهجرع ۲۲. المجع ۲۳. الأنوک ۲۴. الهبنک
۲۵. الاهوج ۲٦. الهبنق ۲۷. الاخرق ۲۸. الداعک
۲۹. الهداک ۳۰. الهبنقع ۳۱. المدله ۳۲. الذهول ۳۳الجعبس
۳۴. الاوره ۳۵. الهوف ۳۷. المعضل ۳۸. الفدم ۳۹. الهتور
۴۰. طباقاء. ۴۱عياياء.

کثرت اسماء پرکسی چیز کی طرف توجہ کی جاسکتی ہے تو تقریبا وہ احمق ہی ہے۔
کہتے ہیں کہ اگر زیادہ نام سبب فضیلت ہوتے تو احمقوں کے لئے صرف یہی فضیلت کافی ہوتی۔

ابن الاعرابی فرماتے ہیں ”رقیع“ وہ ہوتا ہے جو وہ بیوقوفی ظاہر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

بعض دیہاتیوں سے پوچھا گیا کہ احمق اور مائق میں کیا فرق ہے؟
انھوں نے کہا احمق کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کنویں کے اوپر ہوتے ہوئے چلو

سے پانی پلانے کی درخواست کرتا ہے، اور مائق وہ ہے جو کنویں کے نیچے سے چلو میں پانی پلانے کی درخواست کرتا ہے، جیسے ان دونوں میں فرق ہے ایسی ہی مائح اور مائق کی حماقت کے درمیان فرق ہے۔ عرب کہتے ہیں احمق وہ ہے جو پیشاب' پاخانہ' وغیرہ دستور کے مطابق کرنا جانتا ہو۔ اور اخرق وہ ہے جو چیزوں کو پھاڑتا ہو اور کوئی کام دستور کے موافق نہ کر سکتا ہو۔

احمق عورتوں کے نام

۱. الورهاء ۲. الخرقاء ۳. الدفنس ۴. الخذعل
۵. الهوجاء ۶. القرئع ۷. الداعكة ۸. الوطيئة.

پانچواں باب

احمق کی صفات کا بیان

احمق کی صفات دو قسم کی ہیں:

ایک قسم وہ ہے جو شکل وصورت اور بناوٹ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے، اور دوسری قسم وہ ہے جو افعال اور عادات کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔

پہلی قسم کی صفات کا بیان

حکماء فرماتے ہیں چھوٹا سر اور بدصورتی، دماغ کی کمزوری اور خرابی پر دلالت کرتی ہے۔

جالینوس فرماتے ہیں یقینی بات ہے کہ چھوٹا سر، دماغ کے کمزور ہونے سے خالی نہیں ہوتا، چھوٹی گردن ضعف دماغ اور قلت عقل پر دلالت کرتی ہے، جس شخص کی بناوٹ، ڈیل ڈول متناسب نہ ہو تو ایسے شخص کی ہمت پست اور عقل کمزور ہوتی ہے۔ جیسے بڑے پیٹ کا ہونا، چھوٹی انگلیاں، گول چہرہ، لمبی قد وقامت، چھوٹی کھوپڑی اور گوشت سے بھری پیشانی اور موٹی گردن اور موٹی پنڈلیوں والا انسان گویا کہ اس کا چہرہ گول دائرہ کا نصف حصہ ہے۔ اور اسی طرح گول سر، گول ڈاڑھی والا جبکہ اس کے چہرہ کی کھال سخت ہو اور اس کی آنکھوں سے بیوقوفی کی حرکات کا اظہار ہو تو ایسا شخص بھی لوگوں میں سب سے زیادہ خیر سے دور ہوتا ہے، اور اگر اس کی آنکھیں ابھری ہوئی ہوں تو وہ بے شرم اور بے ہودہ ہوتا ہے، اور اس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوں تو وہ مکار اور چور ہے، اور اگر بڑی بڑی متحرک اور مضطرب آنکھیں ہیں تو ایسا

آدمی سست، بیکار، احمق اور عورتوں کا شوقین ہوتا ہے، اور نیلی آنکھیں جس میں زعفران کی طرح زردی بھی ہو تو یہ انتہائی بداخلاقی پر دلالت کرتی ہیں، بیل کے مشابہ آنکھیں بھی حماقت پر دلالت کرتی ہیں' اور جب آنکھیں ابھری ہوئی ہوں اور آنکھ کا پپوٹا چمٹا ہوا ہو تو ایسا آدمی احمق ہوتا ہے' اور جب پپوٹا آنکھوں سے چھوٹا ہو یا کسی بیماری کے بغیر رنگدار ہو تو ایسا آدمی جھوٹا مکار اور احمق ہوتا ہے۔

کندھوں اور گردن پر بالوں کا ہونا حماقت اور جرأت پر دلالت کرتا ہے۔ سینے اور پیٹ پر بالوں کا ہونا کم عقلی پر دلالت کرتا ہے، اور جس شخص کی گردن لمبی اور پتلی ہو تو وہ چیخنے چلانے والا احمق اور بزدل ہوتا ہے، اور جسکی ناک بھری ہوئی موٹی ہو تو وہ کم فہم ہوتا ہے، اور جس کے ہونٹ موٹے ہوں تو وہ احمق اور سخت طبیعت کا ہوتا ہے۔ اور جس کا چہرہ انتہائی گول ہو تو وہ جاہل ہے' اور بڑے کانوں والا جاہل اور طویل العمر ہوتا ہے۔ خوبصورت آواز بھی قلت فطانت اور حماقت کی دلیل ہے اور زیادہ سخت گوشت والے کی حس اور فہم بھی موٹی ہوتی ہے۔ حماقت اور جہل لمبے قد والوں میں زیادہ ہوتا ہے۔

تورات میں لکھا ہے:

داڑھی دماغ سے نکلتی ہے، تو جس کی داڑھی زیادہ لمبی ہوتی ہے تو اس کا دماغ کم ہو جاتا ہے، اور جس کا دماغ کم ہو تو اس کی عقل کم ہو جاتی ہے، اور جس کی عقل کم ہوتی ہے وہ احمق ہوتا ہے۔

بعض حکماء فرماتے ہیں: لمبی گھنی ڈاڑھی حماقت ہے، جس کی ڈاڑھی لمبی ہو جاتی ہے تو اس کی حماقت زیادہ ہو جاتی ہے۔

بعض لوگوں نے بہت لمبی ڈاڑھی والے شخص کو دیکھا تو کہنے لگے خدا کی قسم

اگر یہ نہر سے نکلے تو تب بھی خشک رہے۔

احنف بن قیس فرماتے ہیں جب آپ کسی شخص کو دیکھیں بڑی کھوپڑی اور لمبی داڑھی والا ہے (۱) تو اس پر بے شرم ہونے کا حکم لگادیں اگر چہ وہ امیہ بن عبدالشمس ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے جن پر وہ غصہ ہوئے تھے کہا: ہمارے پاس تیری حماقت اور کمزور عقل پر شہادت کے لئے تیری لمبی داڑھی ہی کافی ہے۔

مروان بن عبدالملک کہتے ہیں: کہ لمبی داڑھی والا کم عقل ہوتا ہے، اور دوسرے حضرات کہتے ہیں جو پستہ قد ہو اور کھوپڑی چھوٹی ہو اور داڑھی لمبی تو

---

(۱) شریعت مطہرہ میں جس طرح داڑھی رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اس کی ایک مقدار بھی متعین ہے اس سے کم رکھنا شرعاً معتبر نہیں وہ مقدار ایک مشت سے زائد کتنی رکھی جائے، اس بارے میں آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ داڑھی کے طول اور عرض میں سے کترا وتے تھے جس کی تحدید آپ ﷺ کے سنت کے شیدائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا کرتے تھے، اور حضرت عمر سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا کیا تھا، طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے فرمایا (ہلکی داڑھی انسان کی سعادت ہے) اور یہ مشہور ہے کہ داڑھی کا لمبی ہونا خفت عقل پر دلالت کرتا ہے۔ (ردالمختار ج ۶ ص ۴۰۷) (رسالہ داڑھی کا وجوب ص ۱۱)

تو علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کا لمبی داڑھی کو علامت حماقت قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی داڑھی سے بھی اتنا بے خبر ہو کہ نہ تو اسے یہ معلوم ہو کہ اس کی داڑھی کتنی لمبی ہو چکی اور نہ اس کو درست اور صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کرتا ہو تو غفلت کی وجہ سے داڑھی کا بے تحاشا لمبا ہونا اس شخص کی حماقت اور غفلت ہے، حالانکہ حضور اقدس ﷺ نے بالوں کو صاف ستھرا اور درست رکھنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے (جس کے بال ہوں تو وہ اس کی خوب دیکھ بال کرے) اسی لئے حضرات حنفیہ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ داڑھی ایک مشت سے جتنی زائد ہے اس کو کاٹ دینا چاہیئے۔ (مترجم)

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی عقل کے بارے میں لڑیں۔(حماقت ثابت کرنے لئے حجت بازی کریں)

اصحاب فراست فرماتے ہیں: جب کوئی شخص لمبے قد، لمبی داڑھی والا ہو تو اس پر حماقت حکم لگا دو، اور اگر اس کے ساتھ ساتھ سر بھی چھوٹا ہو تو پھر تو اس کی حماقت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

بعض حکماء فرماتے ہیں: عقل کی جگہ دماغ ہے، اور روح کا راستہ ناک ہے، اور بیوقوفی کی جگہ لمبی ڈاڑھی ہے۔

سعید بن منصور کہتے ہیں: میں نے ابن ادریس سے پوچھا کہ آپ نے سلام ابن ابی حفصہ کو دیکھا ہے؟ کہا: جی ہاں، میں نے اس کو دیکھا لمبی داڑھی والا ہے جو کہ احمق ہی ہوتا ہے۔

ابن سرین فرماتے ہیں: جب آپ کسی لمبی داڑھی والے شخص کو دیکھیں تو اس کی عقل میں حماقت کو پہچان لیں۔

زیاد بن امیہ کہتے ہیں: جس شخص کی داڑھی ایک مٹھی سے جتنی زیادہ بڑھتی ہے اتنی ہی اس کی عقل کم ہو جاتی ہے۔

بعض شعراء کہتے ہیں:

اذا عرضت للفتی لحیة   وطالت فصارت إلی سرته
فنقصان عقل الفتی عندنا   بمقدار مازاد فی لحیته

"جب کسی جوان کی ڈاڑھی نکلتی ہے، اور ناف تک لمبی ہو جاتی ہے، تو اس جوان کی عقل میں ہمارے ہاں نقصان ہی ہوتا ہے، جتنی اس کی

ڈاڑھی بڑھتی ہے۔ (یعنی شرعی حد سے زیادہ)

احمق کے منجملہ صفات میں کانوں کا چھوٹا ہونا ہے' اور احمق چلنے کے انداز اور تردد سے بھی پہچانا جاتا ہے، احمق کی گفتگو اس کی حماقت پر سب سے قوی دلیل ہوتی ہے۔

ابو قاسم عبدالرحمٰن بن محمد کہتے ہیں: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مہدی (اپنے محل) عیساباذ کی تکمیل کے بعد ایک جماعت کی ہمراہ اس کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوا، اور اچانک اس میں داخل ہوا، چنانچہ وہاں پر موجود تمام لوگوں کو نکال دیا گیا، دو آدمی نکالنے والوں سے چھپ کر باقی رہ گئے، چنانچہ ایک پر مہدی کی نگاہ پڑی وہ گھبراہٹ کی وجہ سے عقل کھو بیٹھا تھا۔ مہدی نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا مجھے کوئی پتہ نہیں' مہدی نے کہا تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا نہیں' نہیں۔ (یہ دیکھ کر) مہدی نے کہا اس کو نکالو، اللہ اس کی جان نکال دے۔ اور گردن پر ایک چپت رسید کی جب وہ نکلا تو مہدی نے اپنے غلام سے کہا: اس کا پیچھا کر اس طرح کہ اس کو پتہ نہ چلے اور اس کے پیشے اور کام کے متعلق معلوم کر لینا' میرا خیال ہے کہ یہ جولاہا ہے' غلام اسکے پیچھے ہولیا۔

پھر مہدی نے دوسرآدمی کو دیکھ کر اس سے سوالات کئے تو اس نے مہدی کو دلیری اور جرأتمندانہ انداز میں جواب دیا، چنانچہ مہدی نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں تیری رجال دعوت کی اولاد میں سے ہوں، مہدی نے کہا یہاں کیسے آنا ہوا؟ کہا اس خوبصورت عمارت کو دیکھنے آیا ہوں، تاکہ اس کو دیکھنے سے فائدہ اٹھاؤں اور امیر المومنین کے لئے درازی عمر اور اتمام نعمت، وعزت اور سلامتی کے

اضافہ کی زیادہ سے زیادہ دعا مانگوں۔ مہدی نے کہا تیری کوئی حاجت ہے؟ آدمی نے کہا جی ہاں' میں نے اپنی چچازاد بہن کو پیغام نکاح دیا تو اس کے والد نے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ تیرے پاس مال نہیں ہے۔ اور میں اس لڑکی پر عاشق ہوں۔ مہدی نے کہا میں نے تیرے لئے پچاس ہزار درہم کا حکم دیا' آدمی نے کہا اے امیر المومنین! اللہ آپ پر مجھے قربان کردے آپ نے انعام دیا تو بہت بڑا انعام دیا' احسان کیا تو وہ بھی بہت بڑا، اللہ تعالیٰ آپ کی باقی ماندہ زندگی کو گزشتہ سے زیادہ کردے، اور آپ کے باقی ایام کو پہلے سے بہتر بنادے۔ اور خدا کرے کہ آپ اس کے انعامات سے فائدہ اٹھائیں اور رعیت آپ سے فائدہ اٹھائے، چنانچہ مہدی نے اس کو انعام دینے کا حکم صادر کیا اور اس کے ساتھ اپنے خاص لوگوں کو روانہ کیا۔

اس کے بعد مہدی نے اس کے متعلق بھی حکم دیا کہ اس کے پیشے کا معلوم کرنا میرے خیال میں یہ کاتب (یعنی ادیب) ہے۔

اس کی بعد مہدی کے پہلے قاصد نے آکر خبر دی کہ وہ شخص واقعی جولاہا ہے اور دوسرے قاصد نے آکر بتایا وہ آدمی حقیقت میں کاتب ہے۔ یہ سن کر مہدی نے کہا مجھے جولاہے اور کاتب کی گفتگو سے کوئی خوف نہیں۔

روایت کیا گیا ہے: معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا تم احمق کے ساتھ رہے بغیر اس کو کیسے پہچانو گے؟ بعض نے کہا ہم اس کی چال سے، نظر سے اور تردد سے پہچانیں گے، بعض نے کہا نہیں بلکہ آدمی کی حماقت اس کی کیفیت اور انگوٹھی کے نقش سے پہچانی جاتی ہے' ہم احمقوں کی اسی گفتگو میں مصروف تھے کہ اچانک ایک آدمی نے دوسری آدمی کو آواز دی اے ابو یاقوت! حضرت معاویہ نے اس شخص

کو بلایا تو یہ ایک مسلح آدمی تھا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک گھڑی گفتگو کرنے کے بعد، اس سے پوچھا تیری انگوٹھی کے نگینے میں کیا لکھا ہوا ہے؟ اس نے کہا ''مالی لاارى الهدهد ام كان من الغائبين'' لکھا ہوا ہے۔ یہ سن کر انھوں نے عرض کیا' امیر المومنین واقعی معاملہ ایسا ہی ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں: جب آپ کسی شخص کو دیکھیں کہ اس کی انگھوٹھی کا حلقہ بڑا ہے اور نگینہ چھوٹا ہے تو یہ شخص عقلمند ہے، اور گر یہ دیکھیں کہ انگوٹھی کی چاندی کم ہے اور نگینہ بڑا ہے تو یہ شخص عاجز ہے یعنی بیوقوف ہے، اور جب آپ کسی کاتب کو دیکھیں کہ دوات اس کے بائیں جانب رکھی ہے تو یہ کاتب نہیں ہوسکتا اور دوات دائیں جانب ہو اور قلم اس کے کان کے اوپر ہو تو یہ شخص کاتب ہے۔

احمقوں کی دوسری قسم کی صفات کا بیان جو عادات سے تعلق رکھتی ہیں

منجملہ احمقانہ خصائل میں سے کسی کام کے انجام پر نظر نہ کرنا' اور ایسے شخص پر بھروسہ کرنا جسے وہ نہ جانتا ہو اور کسی دوست کا نہ ہونا، عُجب اور کثرت کلام وغیرہ ہیں۔

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' جب کسی آدمی میں تین خصلتیں دیکھو تو اس کی ظرافت اور فصاحت سے تم دھوکا نہ کھانا، اگرچہ اس کے ساتھ وہ رات کو قیام کرنے والا اور دن کو روزہ رکھنے والا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۔ عجب

۲۔ کثرت سے لایعنی گفتگو

۳۔ جو کام خود کرتا ہو اس میں لوگوں پر غصہ ہونا

یہ سب جاہل کی علامات ہیں۔

عمر بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں: احمق دو عادتوں سے خالی نہیں ہوتا' جواب دینے میں جلدی کرنا اور کثرت التفات کرنا (یعنی کثرت سے ادھر ادھر متوجہ ہونا)۔

ایک آدمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ کر بہت باتیں کیں معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ڈانٹ کر فرمایا چپ رہ' اس نے جواب میں کہا: کیا میں نے کوئی بات کی ہے۔

حماقت کی علامات میں سے کسی کا کلیۃً علم سے خالی ہونا بھی ہے' کیونکہ عقل کچھ علم حاصل کرنے کی حرکت ضرور کرتی ہے، اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو جب کسی کی عمر زیادہ ہو جائے اور اس نے تھوڑا سا علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو یہ اس کی حماقت کی دلیل ہے۔

اعمشؒ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی بوڑھے کو دیکھتا ہوں کہ علم سے خالی ہے تو دل چاہتا ہے کہ گدی پر تھپڑ ماروں۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب ولید کے دوست تھے، اس کے پاس گپ شپ لگانے آتے تھے، ایک دن دونوں شطرنج کھیلنے بیٹھے کہ اچانک اجازت کے لئے ایک شخص آیا، کہنے لگا: اللہ امیر کی اصلاح فرمائے' آپ کے ننھیال کا اشراف ثقیف میں سے ایک شخص جہاد کر کے آ رہا ہے' آپ کی سلامی کا خواہش مند ہے، یہ سن کر ولید نے کہا چھوڑ و رہنے دو' عبداللہ نے کہا تجھے کیا ہے، اسے اجازت دے دو ہم اپنے کھیل کو جاری رکھیں گے رومال منگوا دو اس پر ڈال دیں گے، اور آدمی

سے سلام دعا کر کے لوٹ آئیں گے۔ چنانچہ ولید نے ایسا ہی کیا' اور کہا اس کو اجازت دیدو' جب وہ داخل ہوا تو ایک ہیبت ناک آدمی تھا' جس کی پیشانی پر سجدہ کے اثار تھے۔ اور پگڑی باندھے ہوئے تھا، سلام کے بعد کہنے لگا، اللہ امیر کو درست رکھے، میں جہاد سے واپس آرہا ہوں تو مجھے اچھا نہیں لگا کہ آپ کا حق ادا کئے بغیر گزر جاؤں' ولید نے کہا، اللہ تجھے زندہ رکھے اور برکت عطا فرمائے' تھوڑی دیر سکوت کے بعد جب وہ مانوس ہوا تو ولید نے اس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: ماموں جان' آپ نے قران کریم میں سے کچھ یاد کیا ہے؟ کہا: نہیں، کاموں نے ہمیشہ اپنے شغل میں مشغول رکھا۔

ولید نے کہا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مغازی یا کچھ احادیث یاد ہیں؟ کہا نہیں کاموں سے فرصت نہیں ملی۔ ولید نے پوچھا عرب کے واقعات و اشعار سے واقف ہو؟ کہا: نہیں، ولید نے پوچھا پھر حجازیوں کے واقعات اور دلچسپ مزاحیہ باتوں سے واقف ہو؟ کہا: نہیں، ولید نے پوچھا تمہیں واقعات عجم اور ان کے آداب معلوم ہیں آدمی نے کہا: اس بات کی میں نے کبھی طلب ہی نہیں کی، یہ سن کر ولید نے کھیل پر سے رومال اٹھا کر کہا شروع کرو یہ دیکھ کر عبداللہ بن معاویہ نے کہا سبحان اللہ (یعنی اس شخص کے سامنے ہم شطرنج کھیلیں گے) ولید نے کہا خدا کی قسم گھر میں ہمارے ساتھ کوئی نہیں (یعنی یہ شخص نہ ہونے کے برابر ہے) جب اس آدمی نے یہ ماجرا دیکھا تو نکل گیا اور یہ اپنے کھیل میں مصروف ہوئے۔

احمقانہ عادات

اپنی جھوٹی تعریف پر خوش ہونا' اپنے تعظیم سے متاثر ہونا (یعنی اپنے آپ کو

بڑا سمجھنا) اگر چہ وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ حسن فرماتے ہیں: احمق کو پیچھے سے جوتے مارنا بھی متوجہ نہیں کرتا۔ زید ابن خالدؒ کہتے ہیں اس غنی سے بڑھ کر کوئی احمق نہیں جو فقر سے بے خوف ہو اور اس فقیر سے بڑا احمق نہیں جو غنا سے مایوس ہو۔

اصمعیؒ فرماتے ہیں اگر آپ ایک ہی مجلس میں کسی شخص کی عقل معلوم کرنا چاہیں تو وہاں کوئی بے بنیاد سی بات بیان کر دیں، اگر اس شخص نے توجہ سے آپ کی بات سنی اور اسے قبول کر لیا تو سمجھ لو یہ احمق ہے اور اگر اس نے آپ کی بات پر تنقید کی تو وہ عقلمند ہے۔

بعض حکماء فرماتے ہیں احمقانہ اخلاق یہ ہیں:

عجلت (جلد بازی)، خفت (چھچھوراپن)، جفا، غرور، فجور، بیوقوفی، جہل، سستی، خیانت، ظلم، ضیاع، تفریط (کوتاہی)، غفلت، (بے جا) خوشی، تکبر، مکر و فریب، مالدار بنے تو تکبر کرے، مفلس بنے تو مایوس ہو جائے، خوش ہوتا ہے تو شرارت کرتا ہے، بولتا ہے تو بیہودہ باتیں کرتا ہے، سوال کیا جائے تو بخل کرتا ہے، خود مانگتا ہے تو الحاح وزاری کرتا ہے، بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اچھی طرح بول نہیں پاتا ہے، اس سے کوئی بات کہی جائے تو اسے سمجھتا نہیں، اور ہنسنے لگتا ہے تو بیل کی طرح ڈکارتا ہے۔

بعض حکماء فرماتے ہیں احمق کو چھ عادتوں سے پہچانا جاتا ہے:

۱۔ بلا وجہ غصہ ہونا ۲۔ ناحق دینا ۳۔ بے نفع کلام کرنا ۴۔ ہر ایک پر بھروسہ کرنا ۵۔ اپنا راز فاش کرنا ۶۔ اپنے دوست دشمن میں تمیز نہ کرنا، جو دل میں آئے زبان پر لے آنا اور اپنے آپ کو بہت زیادہ عقلمند سمجھنا۔

ابو حاتم بن حیان الحافظؒ فرماتے ہیں حماقت کی علامات یہ ہیں:

جواب میں جلدی کرنا' ترک ثبت (ثابت قدم نہ رہنا)، بے تحاشا ہنسنا، کثرت سے ادھر ادھر توجہ کرنا، خبروں کی کرید بن میں پڑ جانا' شریروں سے میل جول رکھنا۔ اگر آپ احمق سے اعراض کریں تو غمزدہ ہو جاتا ہے' توجہ کریں تو اتراتا ہے، نرمی سے پیش آئیں تو جہالت کرے' جہالت کے ساتھ پیش آئیں تو بردبار بنتا ہے، اور گر آپ اس سے اچھا سلوک کریں تو برا سلوک کرتا ہے، اگر آپ برائی سے پیش آئیں تو اچھا بننے کی کوشش کرتا ہے' اگر آپ انصاف کریں تو وہ ظلم کرتا ہے' ظلم کریں تو انصاف سے پیش آتا ہے، پس جو شخص احمق کی صحبت میں مبتلا ہو اس کو عقل کی نعمت پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

محمد شامی کہتے ہیں۔

لسنا جليس تارك للادب　　جليسه من قوله في تعب

يغضب جهلا عند حال الرضى　　ومنه يرضى عند حال الغضب

۱۔ ہمارا ایک تارک ادب (بے وقوف) دوست ہے' اس کا ہمنشین اس کی گفتگو سے تکلیف میں مبتلا ہے۔

۲۔ رضامندی کی حالت میں بھی جہالت کی وجہ سے غصہ ہوتا ہے جبکہ حالت غضب میں اس سے راضی ہوتا ہے۔

چھٹا باب

احمق کی صحبت سے بچنے کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''احمق کے ساتھ بھائی بندی مت کرو اسلئے کہ وہ مشورہ تیرے خلاف دے گا، خود کوشش کرے گا تو غلطی کر بیٹھے گا' بسا اوقات آپ کو نفع پہنچانا چاہے گا تو (حماقت کی وجہ سے) نقصان پہنچا دے گا۔ احمق کا چپ رہنا اس کے بولنے سے بہتر ہے' اس سے دور رہنا اس کے قرب سے بہتر ہے، اس کا مر جانا اس کی زندگی سے بہتر ہے''۔

ابن ابی زیادؒ کہتے ہیں: میرے والد زیاد نے مجھ سے کہا اے بیٹے! اہل عقل کی صحبت کو لازم پکڑو اور ان کی ہم نشینی اختیار کرو۔ احمقوں سے اجتناب کرو' اس لئے کہ میں جب احمقوں کے ساتھ بیٹھا تو اٹھنے کے بعد اپنی عقل میں نقصان پایا۔

عبداللہ بن حبیقؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف یہ وحی بھیجی کہ ''احمقوں پر غصہ مت کر اس سے تیرا غم اور زیادہ ہوگا (یعنی اس سے ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا) کیونکہ حماقت فطری چیز ہے۔''

حسن فرماتے ہیں: احمق کو چھوڑنا اور اس سے دور رہنا حق تعالی کے قرب کا ذریعہ ہے۔

سلیمان بن موسی فرماتے ہیں: تین اشخاص ایسے ہیں کہ وہ دوسرے تین

اشخاص سے انتقام نہیں لے سکتے: حلیم (بردبار شخص) احمق سے، شریف رزیل سے، اور نیک انسان فاجر سے۔

اسی طرح احنف بن قیس خلیل بن احمد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا آدمی چار قسم کے ہوتے ہیں: ایک آدمی وہ ہوتا ہے جو جانتا ہو اور اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ میں جانتا ہوں، یہ آدمی عالم ہے اس سے کچھ حاصل کرو، دوسرا آدمی وہ ہوتا ہے جو جانتا ہے لیکن اس کو یہ معلوم نہیں کہ میں جانتا ہوں (یعنی اپنی معلومات پر اس کو خبر نہیں ہوتی)، تو یہ آدمی بھولا ہوا ہے' اس کو یاد دلا دو' تیسرا آدمی وہ ہے جو نہیں جانتا لیکن اس کو معلوم ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں (یعنی اپنی جہالت معلوم ہے) یہ شخص طالب ہے اس کو سکھاؤ۔ اور چوتھا آدمی وہ ہے جو نہیں جانتا اور اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں نہیں جانتا (یعنی اپنی جہالت پر بھی اس کو علم نہیں) تو یہ شخص احمق ہے اس سے دور رہو اور اس سے بچو۔

اور اسی طرح فرماتے ہیں لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے تین میں سے گفتگو کرو اور چوتھے ہرگز بات نہ کرو:

ایک آدمی وہ ہے جو علم رکھتا ہے اور اپنے علم پر یقین بھی رکھتا ہے، ایسے آدمی سے بات کرو، اور دوسرا وہ ہے جو علم کے باوجود یہ سمجھتا ہو کہ میں نہیں جانتا، ایسے آدمی سے بھی گفتگو کی گنجائش ہے' اور تیسرا وہ ہے جو علم نہیں رکھتا اور اس بات کا بھی اسے علم ہے کہ اس کے پاس علم نہیں، اس سے بھی بات کی جاسکتی ہے' اور چوتھا آدمی وہ ہے جو نہیں جانتا مگر بزعم خویش یہ سمجھتا ہے کہ وہ عالم ہے' تو ایسے شخص سے ہرگز بات مت کرنا۔

جعفر بن محمد فرماتے ہیں: مرد چار قسم کے ہیں: ایک وہ جو جاننے کے ساتھ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے، یہ شخص عالم ہے، اس سے سیکھو۔ دوسرا وہ ہے جو جاننے کے باوجود یہ سمجھتا ہے کہ میں نہیں جانتا' یہ شخص سویا ہوا ہے اس کو متنبہ کردو۔ تیسرا وہ ہے جو نہیں جانتا مگر یہ جانتا ہے کہ وہ وہ نہیں جانتا یہ شخص جاہل ہے اسے سکھاؤ۔ چوتھا وہ ہے جو نہیں جانتا مگر یہ بھی نہیں معلوم کہ میں نہیں جانتا' یہ شخص احمق ہے اس سے دور رہو۔

قاضی ابو یوسفؒ فرماتے ہیں: لوگوں کی تین قسمیں ہیں:

پورا پاگل' نیم پاگل' اور عقلمند۔ پاگل اور نیم پاگل کے ساتھ تو آپ راحت میں رہیں گے اور عقلمند تو اپنا بوجھ خود ہی اٹھاتا ہے۔

اعمشؒ فرماتے ہیں احمق کو ڈانٹنا چنگاری کو پھونکنا ہے جس سے وہ اور بھڑکتی ہے۔

عبداللہ بن داؤد خریبیؒ کہتے ہیں: کہ ہر وہ دوست جو عقلمند نہ ہو انسان پر دشمن سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔

بشیر بن حارثؒ کہتے ہیں: احمق کی طرف دیکھنا اپنی آنکھوں کو تکلیف میں مبتلا کرنا ہے۔ انہیں سے میں نے سنا فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، جس میں حکومت احمقوں کی ہوگی۔ اور اسی طرح فرماتے ہیں: احمق باعث تکلیف ہے غائب ہو یا حاضر۔

شعبہؒ فرماتے ہیں: ہماری عقلیں ویسے بھی کم ہیں اور پھر جب ہم اپنے سے کم عقل کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو اس سے ہماری وہ کم عقل بھی ختم ہو جاتی ہے، میں جس آدمی کو دیکھتا ہوں کہ اپنے سے کم عقل کے ساتھ بیٹھا ہے تو میں اسے ڈانٹ دیتا ہوں۔

بعض حکماء کہتے ہیں: عاقل کا بوجھ اس کی ذات پر ہوتا ہے احمق کا بوجھ لوگوں پر ہوتا ہے جس کے پاس عقل نہیں اس کے پاس نہ دنیا ہے نہ آخرت۔

دوسرا حکیم کہتا ہے: احمق کے ساتھ معاملہ نباہنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں، میں اچھی طرح نباہ لیتا ہوں۔ پوچھا گیا آپ کیسے کرتے ہیں؟ فرمایا میں اسے ویسے چھوڑے رکھتا ہوں، یہاں تک کہ اپنا حق طلب کرے۔ اگر میں خود اس کا حق دوں تو اس سے زیادہ کا طلب گار ہوتا ہے۔

اشعار:

إتق الأحمق ان تصحبه — إنما الأحمق كالثوب الخلق

كلما رفعت منه جانباً — خرقته الريح وهنا فانخرق

أو كصدع في زجاج فاحش — هل ترى صدع زجاج يرتتق

كحمار سوق إن أقضمته — رمح الناس وإن جاع نهق

أو غلام السوء إن اسبغته — سرق الناس وإن يشبع فسق

وإذا عاتبته كي يرعوى — أفسد المجلس منه بالخرق

ترجمہ۔

۱۔ احمق کی صحبت سے بچتے رہو اس لئے کہ احمق کی مثال پرانے کپڑے کی طرح ہے۔

۲۔ جب بھی ایک کو نہ سیں گے تو بوسیدگی کی وجہ سے ہوا، اس کو دوسری طرف سے پھاڑ دیگی۔

۳۔ یا اس کی مثال شیشے کے شگاف (پھٹن) کی طرح ہے کیا کبھی آپ

نے ٹوٹے ہوئے شیشے میں جوڑ لگتے دیکھا ہے۔

۴۔ یا اس کی مثال بازاری گدھے کی طرح ہے کہ آپ اس کو جو بھی چارہ کھلائیں وہ لوگوں کو لات مارتا ہے' بھوکا ہوتا ہے، تو ہنکتا رہتا ہے۔

۵۔ یا وہ اس برے غلام کی مانند ہے کہ اگر آپ اسے بھوکا رکھیں تو لوگوں کی چوری کرے' پیٹ بھرا ہو تو گناہ کر بیٹھے۔

۶۔ جب آپ اسے جہالت اور بیوقوفی سے باز آنے کے لئے ڈانٹتے ہیں تو جھوٹ اور حماقت سے مجلس درہم برہم کر دیتا ہے۔

ساتواں باب

حماقت میں ضرب المثل شخصیتیں

عربوں کی عادت ہے کہ وہ احمق کے لئے ضرب المثل بیان کرتے ہیں، کبھی تو آدمی کا نام لیکر جو لوگوں میں حماقت کی وجہ سے ضرب المثل بن چکا ہے اور کبھی ان پرندوں اور چوپایوں کا نام لیتے ہیں جو سوء تدبیر میں ضرب المثل ہوں، اور کبھی ان کو ایسی چیزوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں جن سے فعل کا صدور تو نہ ہوتا ہو لیکن اگر اس کے لئے فعل تصور کیا جائے تو اس سے احمقانہ فعل ہی صادر ہو۔

عرب حماقت میں جن لوگوں کا ضرب المثل کے طور پر نام لیتے ہیں ان کے متعلق ابو ہلال عسکری فرماتے ہیں:

عرب کہتے ہیں کہ: ''فلاں شخص ''هبنقه'' سے زیادہ احمق ہے'' جیسا کہ اس کا ذکر آگے آرہا ہے اور ''فلان ''حذنة'' سے زیادہ احمق ہے'' یہ ایک مرد کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ ''حذنة'' چھوٹے کانوں والے، ہلکے سر والے، کم دماغ آدمی کو کہتے ہیں۔

احمق بھی اس طرح کا ہوتا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ''حذنة'' ایک عورت تھی جو انگھوٹے سے ناک پونچھتی تھی۔

عرب کہتے ہیں کہ فلان شخص ''ابو غشیان'' سے زیادہ احمق ہے اور

"جحا" سے بڑا احمق ہے۔اور "عجل بن لجیم سے بڑا احمق ہے جحينة سے بڑا احمق ہے' یہ بنی صداء کے ایک شخص کا نام ہے اور فلاں شخص "بيهس" سے بڑا احمق ہے' "مالك بن زيد مناة" سے بڑا احمق ہے "عدی بن حباب" سے بڑا احمق ہے "مهورة" سے بڑا احمق ہے۔

عربوں کی ہاں حماقت میں ضرب المثل جانور

عرب کہتے ہیں فلاں شخص بجو سے بڑا احمق ہے ام عامر سے بڑا احمق ہے، حوض پر کھڑے بھیڑ سے زیادہ احمق ہے، اس لئے جب بھیڑ حوض پر پانی پینے کے لئے آتا ہے تو پانی پر ایسا ٹوٹ پڑتا ہے کہ پھر کسی طرف توجہ نہیں کرتا۔ کہتے ہیں فلاں شخص بھیڑی (مادہ) سے زیادہ احمق ہے کہ وہ اپنے بچے کو چھوڑ کر بجو کے بچوں کو دودھ پلاتی ہے۔

عربوں کے یہاں حماقت میں ضرب المثل پرندے

عرب کہتے ہیں فلاں شخص کبوتر سے بڑھ کر احمق ہے، اس لئے کہ کبوتر اپنا گھونسلا صحیح نہیں بناتا، اس کے انڈے اکثر گر کر ٹوٹ جاتے ہیں، اور کبھی کیلوں' کھونٹی وغیرہ پر انڈے دیدیتا ہے تو وہ گر جاتے ہیں۔ اسی طرح کہتے ہیں فلاں شخص شتر مرغ سے زیادہ احمق ہے اس لئے کہ شتر مرغ جب دوسرے کے انڈوں پر سے گزرتا ہے تو اس پر بیٹھ جاتا ہے اور اپنی انڈوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور کہتے ہیں فلاں شخص عقعق (کوے کی شکل کا ایک پرندہ ہے) سے زیادہ احمق ہے اس لئے کہ یہ اپنے انڈے اور چوزوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ کہتے کہ فلاں شخص "کروان" سے زیادہ

احمق ہے کہ یہ پرندہ جب لوگوں کو دیکھتا ہے تو راستہ میں آ کر گر جاتا ہے تو لوگ اسے پکڑ لیتے ہیں اور حیوانوں میں حماقت سے موصوف و معروف: سرخاب، بھیڑ، اونٹ، مور اور زرافہ ہے۔

اور دو چیزیں جس سے فعل صادر نہیں ہوتا ان کے متعلق عرب کہتے ہیں فلاں شخص دجلہ سے زیادہ احمق ہے۔ یہ ایک قسم کی گھاس ہے جو نہر کے کنارے اور چوپائیوں کے گزرنے کے راستہ پر اگتی ہے (جس کی وجہ سے باقی نہیں رہ سکتی پانی میں بہہ جاتی ہے یا جانور اسے کھا لیتے ہیں)

آٹھواں باب

ان لوگوں کی حکایت جو حماقت وغفلت میں ضرب المثل ہیں

ان میں کچھ مرد ہیں اور کچھ عورتیں ہیں

"ھبنقه":

اس کا نام یزید بن ثروان ہے۔ ایک قول کے مطابق اس کا نام ابن مروان ہے، قیس بن ثعلبہ کی اولاد میں سے ایک ہے۔ اس کی حماقت یہ تھی کہ اس نے اپنے گلے میں گھونگوں، ہڈیوں، ٹھکریوں کا ایک ہار نشانی کے طور پر ڈال رکھا تھا کہ کہیں گم نہ ہو جائے۔

ایک مرتبہ سوتے ہوئے اس کے بھائی نے وہ ہار اتار کر خود پہن لیا، صبح ہوئی ھبنقه نے اپنے بھائی سے کہا: "تم تو میں، بن گیا تو پھر میں کون ہوں؟

ایک مرتبہ اس کا اونٹ گم ہو گیا تو اس نے اعلان کرنا شروع کر دیا "جو اسے پائے گا اسی کا ہے" پوچھا گیا پھر اس کے اعلان کرنے کا فائدہ کیا ہے ؟ کہنے لگا پھر ملنے کی حلاوت کہاں سے ملے گی۔

ایک روایت کی مطابق اس نے یوں اعلان کیا "جو اسے پائے اسے دس اونٹ انعام میں ملیں گے" پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ کہنے لگا کسی چیز کے ملنے سے دل میں ایک لذت اور مٹھاس پیدا ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ قبیلہ طفاوۃ اور بنوراسب کا ایک شخص کے متعلق جھگڑا ہوا، ہر فریق

کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ ان کا عراف ہے۔

ھبنقہ نے کہا ان کا فیصلہ یوں ہو سکتا ہے کہ اس شخص کو پانی میں ڈال دیا جائے اگر یہ الٹا ہو کر سطح پانی پر نکل آئے تو یہ طفاوۃ میں سے ہے (کیونکہ طفاوۃ کے معنی یہی ہے) اور اگر یہ فیل ہو جائے یعنی ڈوب جائے تو یہ قبیلہ راسب کا ہے (کیونکہ راسب کے معنی ناکام ہونے کے ہیں) یہ سن کر ایک شخص کہنے لگا، اگر فیصلہ یوں ہی ہے تو آپ نے دیوان میں بے رغبتی کا مظاہرہ کیا۔

ھبنقہ کی ایک عادت یہ تھی کہ جب یہ بکریاں چراتا تو موٹی تازی بکریوں کو چراگاہ میں لے جاتا اور ان میں سے لاغر اور کمزور بکریوں کو چراگاہ سے ہٹا کر کہتا میں اس کو درست نہیں کر سکتا جسے اللہ نے برباد کیا ہو۔

ابو غبشان:

ان میں سے ایک ابوغبشان ہے، اس کا تعلق خزاعہ سے ہے، یہ کعبہ کا متولی تھا، ایک مرتبہ یہ طائف میں قصی بن کلاب کے ساتھ شراب کی مجلس میں شریک ہوا اور جب اسے نشہ چڑھا تو قصی نے کعبہ کی ولایت اس سے ایک مشکیزہ شراب کے عوض میں خرید لی اور اس سے کعبہ کی چابیاں لے کر مکہ آئے اور وہاں اعلان کیا ''اے قریشیوں! یہ تمہارے جد امجد اسماعیل علیہ السلام کے گھر کی چابیاں ہیں، اللہ تعالی نے بغیر کسی عذر اور ظلم کے تمہیں واپس کر دیں جب ابوغبشان ہوش میں آیا تو سخت پشیمان ہوا، اس وقت سے ضرب المثل بنا۔

أندم من أبي غبشان واخسر من أبي غبشان واحمق من أبي غبشان

''یعنی فلاں شخص ابوغبشان سے زیادہ نادم ہے' ابوغبشان سے زیادہ نقصان

اٹھانے والا ہے، ابوغبشان سے بھی بڑا احمق ہے۔

چنانچہ بعض نے کہا:

باعت خزاعة بيت الله إذ سكرت بزق خمر فبنست صفقة البادي

باعت سدانتها بالخمر وانقرضت عن المقام وضل البيت والنادي

''خزاعہ نے نشے کی حالت میں بیت اللہ کو شراب کے مشکیزہ کے عوض فروخت کر کے بہت بڑا نقصان اٹھایا۔

۲۔ اپنی وجاہت بیچ دی اور اپنے مقام سے گر گیا اور بیت اللہ سے کھو گئے اس کے بعد خزاعہ والے اس معاملہ میں قصی پر غالب آئے۔

شیخ مہو

یہ عبدالقیس کا ایک قبیلہ ہے، اس کا نام عبداللہ بن بیدرہ ہے، قبیلہ ایاد کو پھسی کا طعنہ دیا جاتا تھا، اس کے قبیلہ کا ایک شخص عکاظ بازار میں چادر لیکر کھڑا ہوا، اور آواز لگائی لوگو! سن لو میں قبیلہ ایاد سے تعلق رکھتا ہوں، مجھ سے دو چادروں کے عوض کون پھسی کا عار خریدے گا؟ یہ سن کر عبداللہ بن بیدرہ کھڑا ہوا کہنے لگا: میں خریدتا ہوں ایک چادر بطور ازار استعمال کروں گا اور دوسری اوڑھ لوں گا، اس خرید فروخت کے بعد ، ایادی نے اس پر بہت سے قبائل کو گواہ بنایا، عبداللہ اپنی قوم کی طرف لوٹ کر کہنے لگا تمہارے پاس ہمیشہ کا عار (طعنہ) ساتھ لیکر آیا ہوں چنانچہ عبدالقیس کے ساتھ یہ عار ہمیشہ رہا۔

عجل بن لجیم

عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل، اس کی حماقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ اس سے پوچھا آپ نے اپنے گھوڑے کا کیا نام رکھا ہے؟ تو یہ اٹھا اور گھوڑے

کی ایک آنکھ پھوڑ کر کہنے لگا: میں نے اس کا نام ''اعور'' (کانا) رکھا ہے۔
شاعر عنزی نے کہا:

ومتی بنو عجل بداء ابیھم ... وای مرئ فی الناس أحمق من عجل
الیس أبوھم عار عین جوادہ ... فصارت بہ الأمثال تضرب بالجھل

''مجھ پر بنی عجل نے عیب لگایا اور لوگوں میں عجل والوں سے بڑھ کر کون احمق ہوسکتا ہے۔
کیا ان کے باپ نے اپنے گھوڑے کو کانا نہیں کر دیا تھا، اسی وجہ سے آج یہ لوگ جہالت وحماقت میں ضرب المثل ہیں۔''

۴۔حمزہ بن بیض

ابی طالب عمر بن ابراہیم کہتے ہیں کہ حمزہ بن بیض نے پچھنے لگانے والے کو بلایا وہ بھاری بھرکم اور باتونی تھا' جب حجام نے آلات جراحی تیار کیے تو یہ بولا اس سے مجھے تکلیف ہوگی؟ حجام نے کہا نہیں' حمزہ بولا آج تشریف لے جائیے۔ حجام نے کہا اس طرح مت کرو اس وقت آپ کا خون نکلنا ضروری ہے اور اس کے اثرات تیرے چہرہ پر ظاہر ہیں اور یہ سنت نبوی بھی ہے' حمزہ بولا آپ چلے جائیے کل تشریف لائیے۔ حجام نے کہا آپ کو کیا پتہ کل تک کیا پیش آئے اور ابھی آلات بھی تیز ہیں اور یہ تو چند سیکنڈ کا کام ہے' حمزہ بولا اگر صورت حال یہ ہی ہے' جیسا کہ آپ کہتے ہیں تو لائیے اپنا ایک خصیہ میرے ہاتھ میں رہن رکھئے اگر تو مجھے تکلیف پہنچائے گا تو میں (اس کو دبا کر) تجھے تکلیف پہنچاؤں گا' یہ سن کر حجام اٹھ کھڑا ہوا اور کہتا ہوا چلا گیا میرے خیال میں آپ کو اس سال پچھنے لگوانے کا شوق نہیں ہے۔

محمد بن کاتب کہتے ہیں: ایک مرتبہ حمزہ بن بیض نے اپنے غلام سے پوچھا

رصافہ میں ہم نے کس دن جمعہ کی نماز پڑھی تھی ؟غلام کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا منگل' کے دن۔ کسی نے حمزہ بن بیض سے کہا آپ کتنا نبیذ پیتے ہیں؟ کہنے لگا دو رطل سے کچھ زیادہ۔

۵۔ابو اسید

محمد بن رجاء کہتے ہیں ایک مرتبہ ابو اسید نے ایک واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے یہ منصور کی موت سے قبل مہدی کی خلافت کا واقعہ ہے۔فرمایا ابواسید کے سامنے سے دو اونٹ گزرنے لگے، آس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس سے پوچھا ان دونوں اونٹوں میں سے کونسا تیز ہے ؟

ابو اسید نے کہا ان دونوں میں ایک دوسرے سے تیز ہے ،لوگو نے پوچھا آخر وہ کونسا ہے؟ کہنے لگا آگے والا اول سے زیادہ تیز ہے۔

ابواسید نے ایک مصیبت زدہ شخص کو ان الفاظ میں تسلی دی: جناب اللہ تعالی تیری مکافات عمل ہمیں نصیب فرمائے۔

محمد بن عبدالمطلب کہتے ہیں ایک مرتبہ ابواسید نے ایک سوئے ہوئے شخص کو دیکھ کر کہا اٹھ کب تک سوئے گا گویا کہ تو بدکنے والا اونٹ ہے۔

ابوا سے درخواست کی گئی کہ ہمیں ابن عمر کی کوئی روایت سنا دو؟ کہنے لگا' ابن عمر مونچھیں کترواتے تھے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

۶۔جحا

ان کی کنیت ابو الغضن ہے' اگرچہ ان کی بارے میں ایسی باتیں بھی منقول ہیں جو ان کی ذہانت وفطانت پر دلالت کرتی ہیں مگر حماقت غالب تھی' ایک قول یہ بھی

ہے کہ ان کے بعض دشمنوں نے ان کے متعلق کچھ واقعات گڑھ لئے تھے واللہ اعلم۔

مکی بن ابرہیم کہتے ہیں حجا کو ہوشیار اور ظریف شخص سمجھتا ہوں، ان کے متعلق غفلت وحماقت کے جتنے بھی واقعات بیان کئے گئے ہیں سب جھوٹ ہیں۔ بات یہ تھی کہ ان کے کچھ مخنث پڑوسی تھے۔ یہ ان سے مزاح کرتا، وہ ان سے مذاق کرتے تھے تو انھوں نے ان کے حق میں اس قسم کے واقعات گڑھے ہیں۔

ابو بکر کلبی کہتے ہیں میں بصرہ سے نکل چلا جب کوفہ پہنچا تو وہاں ایک شیخ کو دیکھا کہ دھوپ میں بیٹھا ہے میں نے کہا بڑے میاں حکم کا گھر کہاں ہے؟ کہنے لگا (ورائک) پیچھے' یہ سن کر میں پیچھے کو لوٹا، کہنے لگا: سبحان اللہ! میں تجھ سے کہہ رہا ہوں کہ (ورائک) تو پیچھے ہی کو لوٹا جارہا ہے۔ میں نے کہا کیا وراء کے معنی پیچھے کے نہیں ہے کہا نہیں پھر دلیل میں کہنے لگا: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، اللہ تعالی کے ارشاد "وکان ورائهم ملک یاخذ کل سفینة غصباً" میں وراء" کا معنی "بین ایدیهم" (ان کے آگے) کا بیان کیا ہے۔ میں نے پوچھا تیری کنیت کیا ہے؟ کہا ابو الغصن میں نے پوچھا نام کیا ہے کہنے لگا میں حجا ہوں۔

جب کہ یہ واقعہ دوسری طرح سے بھی بیان کیا گیا ہے، چنانچہ عباد بن صہیب کہتے ہیں میں کوفہ میں اسماعیل بن خالد سے حدیث سننے آیا تو ایک بیٹھے ہوئے بڑے میاں پر گذر ہوا، میں نے کہا اے شیخ! اسماعیل بن خالد کا گھر کہاں ہے؟ کہا تیرے پیچھے کی طرف میں نے کہا لوٹ جاؤں؟ کہنے لگا میں تجھ سے "ورائك" کہہ رہا ہوں تو پیچھے لوٹ رہا ہے، میں نے کہا "ورائك" کا معنے پیچھے کے نہیں ہیں؟ کہا نہیں پھر (بطور دلیل) کہنے لگا عکرمہ۔ ابن عباس سے "وکان وراء هم" کا معنی

"بین ایدھم" کے نقل کئے ہیں۔ عباد بن صہیب کہتے ہیں یہ سن کر ... ے ابرے میاں خدا کے لئے یہ تو بتاؤ کہ تم کون ہو؟ کہنے لگا میں جحا ہوں۔

مصنف کہتے ہیں جحا کے متعلق جو کچھ نقل کیا گیا ہے، غفلت پر دلیل ہے جیسے ہم نے سنا ویسا ہی ہم اس کو ذکر کریں گے۔

ابوالحسن کہتے ہیں ایک آدمی نے جحا سے پوچھا میں نے تمہارے گھر چیخ پکار سنی تھی؟ کہنے لگا ہاں وہ اوپر سے میری قمیص گر گئی تھی' آدمی نے کہا اگر تو اوپر سے گرتا تو؟ کہنے لگا اے احمق' اگر میں اس میں ہوتا تو کیا میں اس کے ساتھ نہ گرتا۔

ابو منصور ثعالبی نے کتاب ''غرر النوادر'' میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ابوالغصن جحا کو ہوا نے اذیت پہنچادی تو جحا نے ہوا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تجھے تو سلیمان ابن داود علیہ السلام نے ہی پہچانا تھا تجھے اتنا روکے رکھا یہاں تک کہ تو نے اپنی گندگی کھائی۔

ایک مرتبہ جحا سردیوں کے دنوں میں حمام سے نکلا، اس کو ہوا کی وجہ سے سردی لگی اس نے اپنے خصیتین کو ہاتھ لگایا تو ایک خصیہ سکڑ گیا تھا (جیسا کہ سردی میں ہوتا ہے) تو جحا حمام کی طرف لوٹا اور لوگوں سے تفتیش شروع کی، لوگوں نے کہا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا میرا ایک خصیہ چوری ہوا ہے پھر جب جسم میں گرمی آئی اور خصیہ اپنی جگہ بڑا ہو گیا اور اس نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو خدا کے سامنے سجدہ شکر بجالایا، کہنے لگا جس چیز کو ہاتھ نہیں پکڑتا وہ گم نہیں ہوتی۔

ایک مرتبہ اس کے پڑوسی کا انتقال ہوا تو اس نے قبر کھودنے والے کو بلایا تو اس کے اور کھدائی کرنے والے کے درمیان اجرت میں اختلاف ہوا، چنانچہ جحا بازار

گیا اور دو درھم میں ایک لکڑی خرید کر لایا۔ جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو کہنے لگا کھودائی والا پانچ درھم سے کم میں قبر نہیں کھودتا میں نے یہ لکڑی دو درھم میں خریدی اس پر اس کو سولی دے دوں گا' اس صورت میں ہمیں تین درہم کا نفع بھی ہوگا اور مردہ قبر کے جھٹکے اور سوالات منکر نکیر سے بھی بچ جائے گا۔

ایک مرتبہ جحا کو اس کے والد نے دھونی دی تو اس کے کپڑے جل گئے' کہنے لگا خدا کی قسم اس کے بعد ننگا ہو کر دھونی دونگا۔

ایک دن تیز ہوا چلنے لگی تو لوگ اللہ تعالی سے توبہ کرنے میں لگ گئے، جحا نے چیخ کر پکارا اے قوم توبہ کرنے میں جلدی مت کرو یہ تو مصیبتیں ہیں خود ختم ہو جاتی ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابو جحا کے گھر کے دراوزہ کے سامنے بہت ساری مٹی اور ملبہ جمع ہوا دیکھ کر جحا کے والد نے کہا' آج پڑوسیوں نے یہ مٹی اور ملبہ پھینک کر مجھے مشقت میں ڈالدیا حالانکہ یہ وہ مٹی بھی نہیں جس سے اینٹیں بنائی جائیں، سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس کے ساتھ کیا کروں۔ جحا نے اپنے ولد سے کہا جب آپ کے پاس مٹی کی اتنی مقدار ختم ہو جائے، اس وقت اس سے کوئی بھی اچھی چیز بنا سکتے ہیں۔ جحا کے والد بولے میں نے جان لیا ہم اس سے کیا بنائیں گے' اس کے لئے کنواں کھود کر اس میں پلٹ دیں گے۔

ایک دن جحا نے آٹا خرید کر مزدوروں سے اٹھوالیا تو مزدور آٹا لیکر بھاگا کچھ دن بعد جحا نے اسے دیکھا تو چھپنے لگا لوگوں نے جحا سے پوچھا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ جحا نے کہا مجھے اس کا خوف ہے کہ یہ مجھ سے آٹا اٹھانے کی مزدوری نہ طلب کرے۔

حجا کو اس کے والد نے بھنی ہوئی سری خریدنے کے لئے بھیجا۔ حجا سری خرید کر راستے میں بیٹھ گیا اور اس سے آنکھیں' کان اور دماغ کھا گیا اور باقی ماندہ اپنے والد کو پکڑا دیا، والد نے دیکھ کر کہا تیرا ناس ہو یہ کیا ہے؟ کہا وہی سری جو آپ نے منگوائی۔ والد نے کہا اس کی آنکھیں کہاں گئیں؟ کہنے لگا یہ اندھا تھا؟ کان کہاں گئے. حجا بولا یہ بہرا تھا۔ زبان کہاں ہے؟ کہا یہ گونگا تھا' دماغ کہاں ہے؟. حجا نے کہا یہ گنجا تھا۔

والد نے کہا تیرا ناس ہو اس کو تبدیل کر کے لاؤ۔ حجا نے کہا سری والے نے اسے ہر عیب سے بری ہو کر بیچا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ. حجا نے صحراء میں کچھ دراہم دفن کر دیئے اور بادل جو اس جگہ پر چھائے ہوئے تھے بطور علامت مقرر کئے۔

. حجا کے والد کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس سے کہا جا کر کفن خرید لو. حجا نے کہا مجھے ڈر ہے کہ اگر میں کفن خریدنے جاؤں گا تو مجھ سے نماز جنازہ فوت ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ مہدی نے. حجا کو اپنے پاس مزاح کرنے کو بلایا اور چمڑے کا فرش (جو مجرم کو قتل کرنے کے لئے بچھایا جاتا ہے) بچھایا اور تلوار منگوائی جب اسے فرش پر بٹھایا گیا تو جلاد سے کہنے لگا خیال رکھنا کہیں میرے پچھنے لگوانے کی جگہ نہ مارنا کیونکہ میں نے پچھنے لگوائے ہیں۔

ایک دن لوگوں نے اسے بازار میں دوڑتا ہوا دیکھا، پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا کیا تمہارے پاس سے ایک آدمی کی لونڈی جس کی داڑھی میں خضاب لگا ہے، گزری ہے؟

ایک دن جامع مسجد کے دروازہ کے پاس سے گزرا پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ جامع مسجد ہے،، جحا نے کہا اللہ تعالی جامع صاحب پر رحم فرمائے کیا ہی خوبصورت مسجد بنائی ہے۔

جحا لوگوں کے پاس سے گزرا اس وقت اس کی آستین میں شفتالو تھا' جحا نے کہا جو شخص یہ بتادے میری آستین میں کیا ہے؟ تو اسے سب سے بڑا شفتالو ملے گا یہ سن کر لوگوں نے کہا تیری آستین میں شفتالو ہے۔ جحا نے کہا جس نے تمہیں یہ راز بتادیا ہے اس کی ماں زانیہ ہے ۔

جحا نے ایک آدمی سے سنا جو کہہ رہا تھا چاند کیا ہی خوبصورت ہے۔ جحا نے کہا جی ہاں خدا کی قسم خاص طور پر رات کے وقت۔

ایک آدمی نے جحا سے کہا آپ انگلیوں سے اچھی طرح حساب کرنا جانتے ہیں؟ بولا جی ہاں' آدمی نے کہا دو تھیلی گندم کا حساب لگائیے ؟ جحا نے خنصر و بنصر (چھوٹی انگلی اور انگوٹھی والی انگلی) کو ملایا اور اس آدمی سے کہا یہ لو دو تھیلی جو اور ساتھ ہی شہادت کی انگلی اور انگھوٹے کو ملا دیا اور درمیانی انگلی کو کھڑا رکھا، آدمی نے کہا درمیانی انگلی کو کیوں کھڑا کیا؟ جحا نے کہا اس لئے تاکہ گندم جو سے نہ ملے۔

ایک دن جحا بچوں کی پاس گزرا جو مرے ہوئے باز سے کھیل رہے تھے۔ جحا نے مردہ باز ان سے خرید لیا اور گھر لایا۔ جحا کی والدہ بولی' تیرا ناس ہو یہ مردہ باز کیا کرے گا؟ جحا نے ماں کو جواب دیا چپ رہ اگر یہ زندہ ہوتا تو آپ سو درہم میں بھی اس کے خریدنے کی امید نہیں کرسکتی تھیں۔

ایک مرتبہ جحا کے والد مکہ کی طرف حج کیلئے نکل پڑے' رخصت کرتے وقت

جمانے کہا ابا جان آپ کو خدا کی قسم وہاں پر بہت عرصے مت رہنا اور کوشش کرنا قربانی کیلئے آپ عید گھر میں ہمارے پاس ہی آ کر کریں۔

۷.مزبد

ابوزید کہتے ہیں مزبد سے کسی نے کہا فلاں قبر کھودنے والا مر گیا ہے، مزبد بولا اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کرے، جو اس طرح برے قسم کے گھڑے کھودتا ہے، خود اس میں گر جاتا ہے۔

مزبد نے ایک آدمی سے کہا آپ اس بات پر خوش ہیں کہ آپ چھت سے گریں اور اس کے عوض آپ کو ایک ہزار درہم ملے؟ آدمی نے کہا نہیں مزبد نے کہا اگر مجھے ایک ہزار درہم ملیں تو میں ثریا سے بھی گرنے کو تیار ہوں، آدمی بولا تیرا ناس ہو جب تو گرے گا تو مر جائیگا، مزبد نے کہا تجھے کیا خبر شائد میں بھوسی پر گر جاؤں یا زبیدہ کے قالینوں پر۔

کسی نے مزبد سے کہا تو اس بات پر خوش ہے کہ تجھے یہ جبہ مل جائے، کہنے لگا جی ہاں اور ساتھ ہی مجھے بیس کوڑے مارے جائیں، اس آدمی نے کہا یہ کیوں؟ کہنے لگا اس لئے کہ ہر چیز کسی چیز کے عوض ملتی ہے۔

۸. ازھر الحمار

یہ امیر عمرو بن لیث کے سامنے بیٹھ کر تربوز کھا رہا تھا، عمرو نے اس سے پوچھا اے ازہر اس کا ذائقہ کیسا ہے میٹھا ہے، یا کڑوا؟ ازہر الحمار بولا جناب! میں نے پاخانہ کبھی نہیں کھایا۔

امیر عمرو کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا دستر خوان چنا گیا، امیر نے ازہر سے

کہا آج چپ رہ کر ہمیں زینت بخشو، ازہر کافی دیر چپ رہا لیکن پھر صبر نہ کر سکا کہنے لگا بستی میں ایک ایسا محل بنایا گیا ہے جس کی بلندی ہزار قدم ہے، یہ سن کر امیر نے دربان کو اشارہ کیا کہ اسے چپ کرادو۔ قاصد نے پوچھا یہ محل کتنی چوڑائی میں بنایا گیا ہے؟ کہنے لگا ایک قدم کی چوڑائی میں۔ قاصد نے کہا ہزار قدم کے اونچے محل کے لئے ایک قدم کی چوڑائی کافی نہیں ہے، کہنے لگا میں نے اس میں اضافہ کرنے کا ارادہ کیا ہے لیکن اس کھڑے شخص نے مجھے روک دیا۔

ایک دوسرا قاصد آیا' ازہر سے کہا گیا آج نہ بولنا اور سفیر کے سامنے خوب وقار کا مظاہرہ کرنا، کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد قاصد کو چھینک آئی تو ازہر نے جواب میں ''یرحمک اللہ'' کے بجائے کہا ''صحک اللہ'' امیر نے کہا کیا میں نے پہلے نہ کہا تھا بولنا مت، کہنے لگا میں نے ارادہ کیا کہ یہ قاصد بغداد لوٹ کر نہ کہے کہ ان لوگوں کو عربی نہیں آتی۔

طبیب نے ازہر الحمار سے کہا دو انار لے کر چھلکے سمیت نچوڑ کر اسکا پانی پیو (چھلکے کیلئے حکیم نے شحمہ کا لفظ استعمال کیا جو کہ انار کے دانوں کے بیچ میں باریک چھلکے کو کہتے ہیں جبکہ مطلق شحم کے معنے چربی کے ہوتے ہیں) تو ازہر نے دو انار اور ایک چربی کا ٹکڑا لیا دونوں کو ایک ساتھ کوٹ کر نچوڑا اور اس کا پانی پیا۔

ابو محمد جامع الصیدلانی۔

علی ابن معاذ کہتے ہیں میں نے جامع الصیدلانی کو خط لکھا تو اس نے جواب لکھ کر پتہ یوں لکھا ''اس شخص کی طرف جس نے مجھے خط لکھا''۔

کچھ لوگ ان کے پاس ایک دیوار کے متعلق معلومات کے لئے آئے اور

ان سے پوچھا ابو محمد آپ اس دیوار کو کب سے جانتے ہیں کہنے لگا اس وقت سے جانتا ہوں جب یہ فلاں شخص کے پاس چھوٹی سی تھی۔

ایک دن کسی نے ان سے پوچھا آپ نے کتنے سال گنے؟ کہنے لگا اکہتر سال، اس نے پوچھا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے کون آپ کو یاد ہے؟ کہنے لگا اتیاخ۔(۱)

ایک دفعہ کشتی میں سوار ہوا تو ملاح کو ایک ٹکڑا دیا، اس نے مزید مانگا کہنے لگا، اگر میں نے تجھے اس سے زیادہ دیا تو اللہ تعالیٰ مجھے مسخ کر کے تجھ جیسا چوپایا بنا دے گا۔

ایک دفعہ ابو محمد اپنے بیٹے کے لئے جوتا خریدنے بازار گیا۔ جوتے والے نے پوچھا اس کی عمر کتنی ہے؟ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں البتہ اتنا معلوم ہے وہ دارانی انگور کے پھلوں کے ابتدائی موسم میں پیدا ہوا اور میرا بیٹا محمد (میں اسے اللہ کے سپرد کرتا ہوں) اس سے ایک سال دو مہینے بڑا ہے۔ اس کی ایک بیٹی تھی اس سے پوچھا گیا اس کی عمر کتنی ہے؟ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں' البتہ یہ ایام البراغیث (پسوؤں والے دن میں) پیدا ہوئی۔

ایک بار جامع صیدلانی کے بیت الخلاء ابلنے لگے تو غلام سے کہا جلدی سے کسی ٹھیک کرنے والے کو لیکر آ، پہلے اس سے کہ وہ ہمارے ساتھ شام کا کھانا کھائے ہم اس سے پہلے دوپہر کا کھانا کھائیں۔

ایک بار اس کے بیٹے نے حج کا ارادہ کیا تو بیٹے سے کہنے لگا پیارے بیٹے آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے بغیر مجھے صبر نہیں آتا لہذا کوشش کرنا کہ قربانی ہمارے پاس ہی آکر کریں' کیونکہ تجھے معلوم ہے تیری والدہ اس وقت تک کچھ نہیں کھاتی جب

تک تو نماز عید سے واپس نہ آئے۔

۱۰. ابو عبداللہ بن الجصاص

اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ایک دن وزیر کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا' جب کھانے سے فارغ ہوئے تو کہنے لگے "الحمدللہ الذی لا یحلف باعظم منہ (تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس سے بڑھکر اونچی ذات پر قسم نہیں کھائی جاتی) ایک بار قرآن شریف کے نسخے میں دیکھ کر یہ کہنا شروع کیا" خدا کی قسم سستی چیز ہے اور یہ میرے رب کا فضل ہے، کھاتا ہوں اور درہم سے فائدہ اٹھاتا ہوں "قران کریم میں ہے(ذرھم یاکلوا و یتمتعوا)(ان کو چھوڑ دے تاکہ وہ کھائیں اور نفع اٹھائیں) اس نے غلطی کرکے ذرھم کو درھم بنایا۔

ایک دن ابن الجصاص ابن الفرات وزیر خاقانی کے پاس گئے، اس وقت اس کے ہاتھ میں کافور کا تربوز تھا' تو اس نے چاہا کہ تربوز وزیر کو دے دوں اور دجلہ میں تھوک پھینکوں' بجائے اس کے وزیر کے منہ پر تھوکا اور تربوز دجلہ میں پھنک دیا۔ اس فعل سے وزیر گھبرایا اور ابن الجصاص بے چین اور پریشان ہوا، کہنے لگا' واللہ العظیم میں نے بہت بڑی غلطی کی اور خطاء کی اور میرا ارادہ یہ تھا کہ آپ کے چہرے پر تھوکوں اور تربوز دجلہ میں پھنک دوں، وزیر نے کہا جاہل تو نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ ابن الجصاص نے فعل میں غلطی کی اور عذر پیش کرنے میں بھی خطاء کر گئے۔

ایک دن ابن الجصاص شیشے میں دیکھ کر کہنے لگے "اللھم بیض وجوھنا یوم تبیض وجوہ وسودھا یوم تسود وجوہ" (الٰہی ہمارے چہرے سفید کر دے جس دن بہت سے چہرے سفید بنائے گا، اور ہمارے چہرے کو سیاہ بنادے جس

دن تو بہت سے چہروں کو سیاہ بنائے گا۔

ایک دن کہنے لگا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کی نسل میں سے خچر چاہتا ہوں کہ میں بھی اس کا نام دلدل رکھوں۔

ایک دن کہنے لگا میرا ہاتھ غلاظت میں پڑ گیا، اگر میں اسے ایک ہزار بار بھی دھوؤں تو بھی یہ صاف نہ ہوگا جب تک دو بار نہ دھولوں۔

ایک دن شیشے میں دیکھ کر پاس بیٹھے ہوئے شخص سے کہنے لگا آپ میری داڑھی دیکھ رہے ہیں لمبی ہو چکی ہے اس نے کہا شیشہ تیرے ہاتھ میں ہے، ابن الجصاص بولے تو نے سچ کہا لیکن حاضر جو کچھ دیکھتا ہے غائب نہیں دیکھ سکتا۔

ایک دن بادام توڑ رہا تھے، بادام پر چوٹ لگاتے ہی بادام اڑ گیا، ابن الجصاص نے کہا لا الہ الا اللہ ہر چیز موت سے بھاگتی ہے یہاں تک کے چوپائے بھی۔

ایک بار اس نے وزیر عباس بن احنف کو بیر ہدیہ کئے اور اس کی طرف خط میں لکھا میں نے اس بیر کے ہدیہ سے آپ کے باقی رہنے سے ہاتھی بنا (اس کیلئے اس نے غلطی سے لفظ تـفـلـيـت استعال کیا جس کے معنی ہے ہاتھی بننا جبکہ لفظ تفاءلت استعمال کرنا چاہئے تھا جس کے معنی ہیں میں نے شگون لیا) وزیر نے جواب میں لکھا اے عبداللہ آپ ہاتھی نہیں بنے بلکہ آپ بیل بنے ہیں۔

ابن الجصاص روزانہ یہ تسبیح پڑھتے تھے

"نعوذ بالله من نعمه ونتوب إليه من احسانه ونستقيله من عـافيتـه ونسـألـه عـوائق الأمور حسبي الله وانبياؤه والملائكة الكرام".

''ہم اللہ سے اس کی نعمتوں سے پناہ مانگتے ہیں' اور اس کے احسان سے توبہ کرتے ہیں اور اس کی عافیت واپس کرتے ہیں اور اس سے مصائب مانگتے ہیں، کافی ہے میرے لئے اللہ اور اس کے انبیاء اور معزز فرشتے۔''

اس طرح یہ دعا کرتے تھے:

اللھم ادخلنا برکۃ القصور علی قبورھم والبیع والثغور الکنائس سبحان اللہ قبل اللہ سبحان اللہ بعد اللہ

''اے اللہ ہمیں محلات کی برکت میں، ان کی قبروں، گرجوں اور سرحدوں' میں داخل فرما' سبحان اللہ' اللہ سے پہلے' سبحان اللہ' اللہ کے بعد)۔''

ایک دن اس کا غلام اس کے پاس چوزہ لایا' ابن الجصاص کہنے لگے دیکھو یہ چوزہ اپنی ماں سے کتنا زیادہ مشابہت رکھتا ہے' پھر بولا' اس کی ماں نر ہے یا مادہ ہے؟

ایک بار بیمار ہوا کسی نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگا پوری دنیا کو بخار چڑھا ہے۔

محمد بن اسحاق ترمذی کہتے ہیں کہ میں زجاج (نحوی) کے پاس اسکی والدہ کی تعزیت کے لئے حاضر تھا، اس وقت ان کے پاس رؤساء اور کاتبوں کی بڑی تعداد موجود تھی کہ اچانک ابن الجصاص ہنستے ہوئے داخل ہوئے کہہ رہے تھے کہ اے ابو اسحاق خدا کی قسم تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے خوش کیا' یہ سن کر زجاج اور حاضرین مجلس ششدر رہ گئے، ابن الجصاص سے پوچھا گیا تجھے اس چیز نے کیسے خوش کیا جس نے زجاج کو اور ہم کو غمزدہ کیا ہے، ابن الجصاص بولا تیرا ناس ہو مجھے خبر پہنچی تھی کہ زجاج انتقال کر گئے ہیں لیکن جب مجھے یقین ہوا کہ اس کی والدہ

انتقال کر گئی ہیں تو میں خوش ہوا یہ سن کر سب لوگ ہنس پڑے۔

ابن الجصاص نے ایک وکیل کی طرف لکھا کہ سو من روئی لیکر آؤ جب اس نے روئی دھنوائی تو اس سے چوتھائی وزن گھٹ گیا تو ابن الجصاص نے وکیل کی طرف لکھ بھیجا اس سے صرف پچیس من روئی برآمد ہوئی لہذا اس کے بعد دھنی ہوئی کاشت کرنا اور اسی طرح اون کی بھی کاشت کرنا۔

ایک دن باغ میں داخل ہوا تو کڑوی چیز کھانے کے سبب منہ کڑوا ہو تو اس نے سرکے کے ساتھ پیاز منگوائی تاکہ تلخی ذائل ہو، اتفاق سے یہ چیزیں باغبان کے پاس موجود نہیں تھیں، ابن الجصاص نے باغبان سے کہا آپ نے ہمارے لئے سرکہ ملی ہوئی پیاز کیوں کاشت نہیں کیا۔

ایک دن ابن الجصاص امام کے پیچھے کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، امام نے پڑھا ﴿ولا الضالین﴾ تو ابن الجصاص نے کہا، جی ہاں میری عمر کی قسم اور جب تسبیح پڑھتا تو تسبیح یوں پڑھا کرتا تھا "حسبی اللہ وحدی" صرف میرے لئے ہی اللہ کافی ہے۔

ایک دن کہنے لگا انسان کو چاہئے کہ مقبروں میں جا کر غصہ کریں، کہنا چاہ رہا تھا مقبروں میں جا کر نصیحت حاصل کریں۔

ایک دن کہنے لگا چوہا چھت میں سے ہمیں بہت ایذا پہنچاتا ہے تو ایک شخص نے مجھے ایک دوا بتادی تو اس کی بعد میں نے چوہے کی گھونٹ نہیں سنی۔ کہنا یہ چاہ رہے تھے کہ اس کے بعد میں نے چوہے کی آہٹ نہیں سنی (یعنی لفظ حسا کے بجائے حسو کا استعمال کیا)۔

ایک دن کپڑے کی تین قسمیں بیان کرنے کے بعد کہنے لگا جب میں ان

میں سے ایک قسم پہنوں تو دیگر کی مجھے کوئی پروانہیں۔ ایک دن کہنے لگا گذشتہ رات ہوا ٹھنڈی تھی مگر مجھے محسوس نہیں ہوئی۔

ایک دن اس کے سامنے ایک قسم کا حلوا پیش کیا گیا جو اس کو بہت اچھا لگا، کہنے لگا کیا مزہ آتا اگر میں اسے قریہ (بستی) کے ساتھ کھاتا' حالانکہ کہنا چاہ رہا تھا' اگر میں اسے سالن کے ساتھ کھاتا۔

ابن الجصاص بیمار ہوا کسی نے اس سے کہا ممکن ہے آپ نے کوئی مضر چیز کھائی ہوگی' کہنے لگا خدا کی قسم میں نے تو صرف چوزے کا چوزہ کھایا ہے۔

اس کی سامنے ایک شخص کا تذکرہ ہوا کہنے لگا اس کی ماں نے بتایا جب اس کا باپ پیدا ہوا تھا تو اس کی عمر اسی سال تھی۔

ایک دن اس کے سامنے سیسہ پیش کیا گیا تو پاس بیٹھنے والوں سے مخاطب ہو کر بولا کھاؤ' ام القری یہی ہے۔

ایک دن کہنے لگا گزشتہ رات بیت الخلاء جانے کے لئے اٹھا تو چراغ بجھ گیا، میں نے قضائے حاجت کی جگہ کو تلاش کرنے لئے فرش کو چاٹنا شروع کیا ، یہاں تک وہ جگہ مجھے ملی (جہاں بیٹھ کر قضائے حاجت کی جاتی ہے)۔

ایک دن مریض کے پاس آ کر بیٹھے مریض نے ان کے سامنے کاندھوں کے درد کی شکایت کی ،ابن الجصاص گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بولا میں اپنے ان دونوں کاندھوں کے درد سے کبھی غافل نہیں ہوا۔

ابن الجصاص سے ایسی باتیں بھی منقول ہیں جن سے انکا مقصد دل لگی ہوا کرتا تھا نہ کہ ثواب۔

علی بن علی تنوخی اپنے والد سے نقل کر کے کہتے ہیں سن ۳۵۶ھ میری ملاقات بغداد میں ابوعلی بن عبداللہ بن الجصاص سے ہوئی۔ میں نے اسے دیکھا تو وہ ایک خوبصورت اور خوش مزاج آدمی تھا، میں نے ان کے والد کی طرف منسوب حکایات کے متعلق پوچھا' جیسے ولا الضالین کے بعد آمین کے بجائے (ای لعمری) کہنا، اور اسی طرح جب اس نے وزیر کی پیشانی کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا تو کسی نے ان سے پوچھا کیا اس میں سونا ہے۔ کہنے لگا اگر وزیر کے سر میں غلاظت بھی ہو تب بھی میں اس کا بوسہ لونگا۔ اور اسی طرح قران کریم کے نسخے کو عتق سے متصف کرنا پھر یہ کہنا یہ کسروی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں ابن الجصاص کے بیٹے نے کہا خدا کی قسم یہ اور اس جیسی دیگر حکایات سب جھوٹی ہیں۔ اور اس میں کوئی بات حقیقت پر مبنی نہیں۔ اور میرے والد تو ہوشیار لوگوں میں سے تھے۔ البتہ وہ بعض وزراء کے سامنے اس قسم کی ظریفانہ اور مزاحیہ باتیں کرتے تھے، ان سے جو کچھ منقول ہے ان کی سلامت طبع کی وجہ سے ہے اور دوسری بات یہ کہ میرے والد یہ پسند کرتے تھے کہ ان کے سامنے اپنے آپ کو بے وقوف ظاہر کرے تاکہ وزراء ان سے مطمئن رہیں، اس لئے کہ میرے والد کی کثرت سے خلفاء کے ساتھ خلوت ہوا کرتی تھی اور ان کو بڑا قرب حاصل تھا۔

میں آپ سے ان کے متعلق ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جس سے آپ جان لیں گے وہ انتہائی زیرک انسان تھے۔ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوالحسن بن الفرات کو عہدہ وزارت سونپا گیا تو اس نے میرے متعلق ارادہ کیا' چنانچہ اس نے گورنر کو میرے اثاثے کے پیچھے لگایا اور میرے معالات کو کنٹرول میں لینے کا حکم دیا اور میری عیب جوئی میں خوب زبان درازی کی' اور اپنی مجلس میں خوب میرے نقائص بیان

کئے، ایک دن میں اس کے گھر میں داخل ہوا تو لوٹتے ہوئے اس کے دربان سے سنا' وہ کون سا بیت المال ہے جو روئے زمین پر چلتا ہے، اسے کوئی لینے والا نہیں؟ میں نے کہا یہ اس کے ساتھی کا کلام ہے (اس کا نہیں) میں تو مسلوب المال ہوں (یعنی مجھ سے مال چھینا گیا ہے) حالانکہ اس وقت میرے پاس سات لاکھ کی مالیت کی نقدی اور جوہرات موجود تھے، علاوہ میرے جائیداد کے چنانچہ میں اس رات جاگتا رہا اور ان کے ساتھ اپنے اس معاملے کے متعلق سوچتا رہا تو رات کے آخری حصہ میں میں نے رائے قائم کر لی۔ میں فوری طور پر سوار ہو کے اس کے گھر کی طرف چل پڑا' دیکھا تو سب دروازے بند ہیں میں نے دروازے کھٹکھٹائے، دربانوں نے پوچھا کون ہے؟ میں نے جواب دیا ابن الجصاص ہوں، انھوں نے کہا یہ کوئی آنے کا وقت ہے، وزیر صاحب سو رہے ہیں میں نے کہا دربانوں سے کہو میں بڑے اہم معاملے میں حاضر ہوا ہوں، انہوں نے بتا دیا تو ایک نکل کر کہنے لگا وزیر صاحب ابھی دیر میں بیدار ہونگے میں نے کہا معاملہ اس سے بھی زیادہ سنگین ہے' اس کو جگا کے میرا بتا دو، چنانچہ وہ اندر گیا اور کچھ دیر بعد نکلا مجھے گھر میں داخل کر کے ان کی خواب گاہ میں پہنچا دیا' دیکھا اپنے تخت پر جلوہ افروز ہے اور اس کے اردگرد خدام کے پچاس بستر لگے ہوئے ہیں، گویا کہ وہ سکورٹی گارڈ ہیں' وزیر صاحب خوف سے کانپ رہے تھے، یہ گمان لے کر کہ کوئی بڑا حادثہ پیش آیا ہے یا میں اس کے پاس خلیفہ کا خط لیکر آیا ہوں مجھے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے اپنے ساتھ بٹھایا کہنے لگا کون سی چیز تجھے اس وقت لے کر آئی؟ کیا کوئی بڑا حادثہ پیش آیا؟ تیرے پاس خلیفہ کا خط ہے میں نے کہا خیر ہے، نہ تو کوئی بڑا حادثہ پیش آیا ہے اور نہ ہی میرے پاس خلیفہ کا خط ہے۔ البتہ میں ایسے کام کے متعلق

آیا ہوں جو صرف میرے اور وزیر کے ساتھ خاص ہے، وہ صرف خلوت ہی میں ہو سکتا ہے، چنانچہ وزیر کچھ سکوت کے بعد خدام سے کہنے لگا چلے جاؤ اور وہ چلے گئے مجھ سے مخاطب ہوا اور کہا کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا اے وزیر صاحب آپ نے میرے حق میں برا ارادہ کیا ہے، آپ میری ہلاکت اور میرے نعمت کے ازالہ میں لگے ہوئے ہیں اور اس کے ازالہ سے میری جان نکلتی ہے اور اس کا کوئی عوض نہیں، میری عمر کی قسم میں نے کبھی آپ کی خدمت میں گستاخی نہیں کی' یہ میری طرف سے پیغام ہے اور میں نے آپ کی اصلاح میں حتی المقدور کوشش کی لیکن آپ میری ایذا رسانی پر ڈٹے رہے اور دنیا میں بلی سے بڑھ کر کوئی کمزور حیوان نہیں لیکن آپ نے پرچون کی دکان پر دیکھا ہوگا کہ جب دکان والا بلی کا گلا گھوٹنے کے لئے اس کو ایک کونے میں گھیر لیتا ہے تو کمزور بلی بھی اس کے چہرے اور بدن کو زخمی کر دیتی ہے اور اس کے کپڑے پھاڑ دیتی ہے اور اپنی زندگی بچانے کے لئے ہر طریقہ بروئے کار لاتی ہے' حالانکہ آپ کے ساتھ اس معاملہ میں جب میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں میں بلی سے زیادہ کمزور نہیں ہوں، یقیناً میں نے اس گفتگو میں واضح طور پر اتمام حجت کر لی، اگر آپ میرے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہیں تو فبہا، ورنہ تو میرا رویہ دیکھ لے گا اور میں بڑی زوردار قسمیں کھا چکا ہوں' میں ابھی خلیفہ کا قصد کرتا ہوں اور اپنے خزانہ کو جو ایک لاکھ دینار اور ورق کی صورت میں ہے' خلیفہ کے پاس صبح سے پہلے منتقل کرتا ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ میں اس پر قادر ہوں اور میں کہوں گا، یہ مال لے لو اور ابن الفرات کے حوالہ کر دو اور اس کو اس کا وزیر بنا دو اور میں اس کے سامنے اس شخص کا تذکرہ کرونگا جو میرے نزدیک ان کے اقرب ترین ہو' اور وہ بادشاہ کی تقلید کو قبول کرے گا بہ نسبت اس شخص کے جو

وجاہت والا میٹھی زبان والا اور خوشنویس ہے، اور اس معاملہ میں' میں آپ کے بعض کاتبوں پر ہی اعتماد کروں گا، اس لئے کہ جب وہ مال سامنے دیکھیں گے تو آپ اور غیر کے درمیان کوئی فرق نہیں کریں گے، اور آپ کو فی الحال حوالہ کردیں گے اور ذمہ داری اٹھانے والا شخص مجھے کن آنکھوں سے دیکھے گا جو اسے لے گا حالانکہ وہ کمسن ہے اور اس کو وزیر بنائے گا' اور اس پر مال کثیر خرچ کرے گا، چنانچہ وہ میری خدمت کریگا میری رائے کو بروئے کار لائے گا اور میں آپ کو اس کے حوالے کردوں گا اور وہ آپ پر برابر عذاب ڈھاتا جائے گا، یہاں تک کہ آپ سے دو لاکھ درہم پورے لے لے، آپ جانتے ہیں کہ اب تو حالات ٹھیک ہیں، اس کے بعد آپ فقیر ہو جائیں گے اور مال میرے پاس آئے گا اور مجھ سے کبھی بھی ختم نہیں ہوگا تو اس طرح سے میں اپنے دشمن کو ہلاک کردونگا اپنے غصہ کا علاج کردونگا اور اپنے مال کو لوٹا لونگا اور نعمت کو دوام بخشوں گا۔

جب وزیر نے یہ گفتگو سنی تو ان کے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا اے اللہ کے دشمن آپ اس کو حلال سمجھیں گے،، میں نے کہا میں اللہ کا دشمن نہیں ہوں بلکہ اللہ کا دشمن وہ جو میرے بارے میں اس چیز کو حلال سمجھتا ہے جس نے اس گھڑی مجھے سوچ پر مجبور کیا اور میں اس شخص کے متعلق کیسے برے ارادے کو حلال نہ سمجھوں جس نے میری ہلاکت اور ازالہ نعمت کا ارادا کیا ہے؟ یہ سن کر وزیر نے کہا تو پھر کیا بات ہے؟ میں نے کہا آپ اس گھڑی اس بات پر زوردار قسم کھائیں گے کہ آپ آئندہ میرے چھوٹے اور بڑے معاملہ میں میرے خلاف نہیں ہونگے اور میرے متعلق معاہدہ میں لکھی گئی تحریر کو نہیں گھٹائیں گے' اور نہ میرے کسی معاملہ کو تبدیل کریں گے اور نہ میرے

خلاف سازش کریں گے اور نہ میرے لئے کسی ظاہری باطنی کام میں بڑا مشورہ دیں گے وزیر نے کہا اسی طرح آپ بھی میری لئے حسن نیت' طاعت اور آپس میں تعاون کی قسم کھائیں گے؟ میں نے کہا اسی طرح کرونگا وزیر نے کہا تیرا ناس ہو تو تو ابلیس ہے خدا کی قسم تو نے مجھ پر جادو کیا' اس کے بعد وزیر نے دوات منگوائی اور ہم نے ایک حلف نامہ تیار کیا ارو پہلے میں نے اس سے حلف لیا اور میں نے اس کو حلف نامہ دیا' جب میں اٹھنے لگا وزیر نے کہا: اے ابوعبداللہ یقیناً میرے دل میں تیری عظمت پیدا ہوئی اور تو نے میرے دل کا بوجھ ہلکا کیا۔ ورنہ خدا کی قسم خلیفہ تو مال کی موجودگی میں میرے ہم پلہ میرے خسیس ترین خط کے درمیان فرق پیدا کر لیتے ہیں پھر وہ کچھ ہوتا جو کاغذ میں لپٹا ہوا ہے' میں نے کہا سبحان اللہ! وزیر نے کہا صبح جب مجلس میں تشریف آوری ہوگی تو دیکھ لونگا میں تم سے کیا سلوک کرتا ہوں، اس کے بعد میں اٹھا۔ وزیر نے کہا اے خدام سب کے سب کھڑے ہو جاؤ' چنانچہ وہ میرے آگے دوسو غلاموں کے ہمراہ نکلا اور میں گھر لوٹا صبح ہوئی کچھ دیر آرام کرنے کے بعد مجلس میں حاضری دی تو جو لوگ اس وقت حاضر تھے، انھوں نے مجھے پہچان لیا اور وزیر نے مجھ سے وہ معاملہ کیا جس کا حاضرین نے مشاہدہ کیا اور گردنواح کے گورنروں کی طرف میرے اور میرے وکلاء عمال کے اعزاز وساز وسان کے تحفظ کے خطوط جاری کئے۔

بس میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور وزیر نے کہا اے خدام اس کے آگے چلو تو دربان ننگی تلواریں لیکر میرے آگے نکلے اور لوگ تعجب کر رہے تھے لیکن کوئی ایک بھی اس کا سبب نہ جان سکا، میں نے یہ واقعہ وزیر کی رحلت کے بعد ہی بیان کیا' یہ سن کر ابو علی نے مجھ سے کہا کیا یہ اس شخص کا فعل ہے' جس کے متعلق اس قسم کی حکایات منقول

ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں۔

تنوخی نے بیان کیا ہے کہ ابن الجصاص نے مقتدر کے زمانے میں احرار کے سامنے مطالبے شروع کئے یہ مطالبے اس کے ظاہری مال کے علاوہ تھے جو چھ لاکھ دینار تھے تنوخی کہتے ہیں ابوعبداللہ ابن احمد بن مکرمہ نے اپنے شیوخ سے بیان کیا کہ ہم ابو عمر قاضی کے پاس تھے، وہاں ابن الجصاص اور اسکی غفلت کا تذکرہ ابوعمر نے کیا' کہا خدا کی پناہ وہ اسطرح نہیں تھا، جس طرح اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے، میں اس کے پاس چند دن ٹھہر چکا ہوں اس کے گھر کے صحن میں پردے لگے ہوئے ہیں. ہم اس کے قریب بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے' تو اچانک پردے کے پیچھے سے آہٹ محسوس ہوئی' ابن الجصاص نے کہا اے غلام اس آدمی کو میرے سامنے حاضر کرو، چنانچہ ایک کالی باندی اس کے سامنے پیش کی گئی، ابن الجصاص نے اس سے پوچھا تو یہاں کیا کر رہی تھی، کہنے لگی میں خادم کے پیچھے نکلی تھی تاکہ اس کو بتاؤں کہ میں خربوزے کو تیار کرنے سے فارغ ہو چکی ہوں اور اس کو پیش کرنے کی اجازت چاہ رہی ہوں' ابن الجصاص نے کہا اپنے کام کیلئے چلی جا، میں سمجھ گیا کہ یہ اس طرح مجھے بتانا چاہتا ہے کہ اس نے ایک کالی لونڈی کے ساتھ صحبت کی ہے اور یہ کہ وہ اس کے حرم میں نہیں ہے، کیا ایسا شخص بھی احمق ہو سکتا ہے؟

ابوالقاسم علی بن محسن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ مجھ سے ابوالقاسم جہنی نے بیان کیا کہ میں ابوالحسن بن الفرات کے ہاں موجود تھا اور ابن الجصاص بھی وہاں حاضر تھا' اس دوران انھوں نے اس کا تذکرہ شروع کیا جو لوگ اپنی اولاد کے لئے سرمایہ جمع کرتے اور جائیداد بناتے ہیں' ابن الفرات نے کہا ایسی کون سی بڑی چیز ہے

جسے لوگ اپنی اولاد کیلئے جائیداد بنائیں؟ حاضرین نے کہا سامان وغیرہ۔ بعض نے کہا زمین اچھا سرمایہ ہے، بعض نے کہا سونا چاندی بہتر ہیں، بعض نے کہا ہلکا قیمتی جوہر بہتر ہے کیونکہ بنی امیہ سے سوال کیا گیا کہ اولاد کے لئے کونسا مال زیادہ نافع ہے تو انہوں نے کہا ہلکے قیمتی جوہرات، کہ ہم اسے آسانی سے بیچتے ہیں اوران میں بعض اپنی قیمت سے بھی زیادہ ہلکے ہوتے ہیں، اس گفتگو کے دوران ابن الجصاص خاموش تھا، ابن الفرات نے ابن الجصاص سے کہا ابوعبداللہ آپ کیا کہتے ہو؟ ابن الجصاص نے کہا سب سے بڑی چیز جس کو لوگ اپنی اولاد کے لئے جائیداد بناتے ہیں وہ زمین اورافراد (بھائی وغیرہ) ہیں کیونکہ اگر لوگ بغیر افراد کے اپنی اولاد کے لئے زمین یا سونا چاندی کی جائیداد فراہم کرتے ہیں وہ جائیداد ضائع اور ختم ہوجاتی ہے اور وزیر سے میں ایسا واقعہ بیان کرتا ہوں جس سے میری بات کی صداقت جان لیں گے، ابن الفرات نے پوچھا وہ کیا ہے؟ ابن الجصاص نے کہا لوگ جانتے ہیں ابوالحسن ایک مشہور آدمی ہے جس نے اپنی اولاد اور باندیوں کے لئے جواہرات کا اثاثہ جمع کیا تھا، ایک دن میں اپنے گھر میں بیٹھا تھا کہ میرا دربان آکر کہنے لگا کہ دروازے پر ایک عورت آنے کی اجازت طلب کررہی ہے تو میں نے اندر داخل ہونے کی اجازت دیدی، جب وہ داخل ہوئی تو مجھ سے کہنے لگی میں فلانی ابوالحسن کی باندی ہوں تو میں نے اسے پہچان لیا اور اسکی بری حالت دیکھ کر رویا اور اپنے غلاموں کو بلاکر ایسی چیز منگوالی جس سے اس کی حالت درست کرسکوں، لیکن وہ کہنے لگی کسی کو مت بلاؤ میرے خیال میں آپ نے اس لئے بلایا کہ میری حالت درست کرلے، اس کی ضرورت نہیں میرے پاس کفایت کے لئے مال موجود ہے، میں اس مقصد کے لئے آپ کے پاس

نہیں آئی بلکہ میری ضرورت اس سے اہم ہے' میں نے پوچھا وہ ضرورت کیا ہے؟ کہنے لگی آپ جانتے ہیں ابوالحسن نے ہمارے لئے صرف ہیروں کا اثاثہ چھوڑا ہے جب ہم تتر بتر ہو گئے اور ہماری وہ سابقہ حالت نہ رہی تو میرے پاس ایک ہیرا تھا جو اس نے اپنی بیٹی فلانی (جو میرے بطن سے ہے) کیلئے دیا تھا اب وہ بچی یہاں پر میرے ساتھ ہے تو میں اس سے ڈر گئی اگر میں اس جوہر کو شہر میں ظاہر کر دوں تو یہ مجھ سے چھین لیا جائے گا تو میں نکلنے کے لئے تیار ہوئی اور چھپ کر نکلی اللہ تعالیٰ نے ہماری حفاظت فرمائی اور ہم ہیرے سمیت اس شہر میں صحیح سالم پہنچے، اس کے بعد میں نے کچھ جواہرات نکالے جس کی قیمت پانچ ہزار دینار تھی اور اسے بازار لے گئی تو اس کی قیمت دو ہزار دینار نکلی' میں نے کہا دے دو' جب انھوں نے مال حاضر کیا تو کہنے لگے مال والا کہاں ہے؟ میں نے کہا میں ہی ہوں، کہنے لگا کہاں تو، کہاں یہ مال، تو چور عورت ہے اور پھر مجھے پکڑ کر پولیس کی حوالے کیا' پھر مجھے ڈر ہوا زیادہ کچھ کہوں گی تو تشہیر کرادی جائے گی اور جوہر مجھ سے لیا گیا اور میں مال کے عوض اس کا مطالبہ کر رہی تھی میرے پاس جتنے دنانیر تھے وہ میں نے لوگوں کو رشوت دیدی، اب جوہر ان کے پاس چھوڑ کر آئی ہوں' میں پوری رات اس غم کی وجہ سے نہ سو سکی اور فقر کا خوف الگ ہے' کیونکہ میرے مال کا تو یہ حشر ہوا، اب میں غنی ہوتے ہوئے بھی فقیر عورت ہوں' اور میں نہیں جانتی کہ اب کیا کروں؟ آپ کے پاس آئی ہوں اور سارا معاملہ ذکر کر چکی ہوں، اب میں آپ کے اثر رسوخ کی وساطت سے اپنا مال چھوڑانا چاہتی ہوں اور آپ یہ مال بیچ کر اس کے عوض آپ ہماری لئے زمین خرید کر دیں تا کہ میں اور میری بیٹی اسکے غلے سے فائدہ اٹھا سکیں۔

میں نے پوچھا تجھ سے جوہر کس نے لیا؟ کہنے لگی فلاں شخص نے چنانچہ میں اس شخص کے پاس گیا اور خلوت میں اس سے کہا یہ ہمارے گھرانے کی عورت ہے اور یہاں اپنے اثاثے کی قیمت معلوم کرنے آئی تھی، آپ لوگوں نے خواہ مخواہ کیوں پریشان کیا؟ کہنے لگے ہمیں اس کا علم نہیں تھا آپ کو معلوم ہے ہمارا قانون یہ ہے کہ ہم بغیر معرفت مالک کوئی چیز نہیں خریدتے' جب ہم نے اس سے مالک کا مطالبہ کیا تو وہ پریشان ہوئی جس کی وجہ سے ہمیں چوری کا شبہ ہونے لگا' میں نے کہا میں فی الحال موتی لینا چاہتا ہوں اور وہ لیکر آیا جب میں نے دیکھا تو اسے پہچان لیا کیونکہ میں نے وہ ابوالحسن کے لئے پانچ ہزار دینار میں خریدا تھا چنانچہ میں نے موتی ان سے لے لیا اسے سنبھالا اور عورت میرے گھر میں ٹھہری رہی' اور میں نے جواہرات کے فروخت میں اس کے ساتھ بڑی نرمی کا معاملہ کیا پوری قیمت پر فروخت ہوئے' اس کل مال سے پانچ ہزار دینار مخصوص کر کے اس سے اس کے لئے زمین اور گھر خریدا جس میں وہ اور اس کے بچے آج تک زندگی گزار رہے ہیں جب میں نے غور کیا کہ اس عورت کے پاس جوہرات بغیر کسی معین مددگار کے تھے وہ مجبور ہوئی بلکہ وہ سبب تکلیف بنے لیکن جب اسے مخلص مددگار ملا تو اس کو اتنا بڑا حلال مال میسر ہوا چنانچہ دوست مال سے بہتر ہے یہ سن کر ابن الفرات نے کہا اے ابوعبداللہ آپ نے بہت عمدہ بات کی' لوگ ایسے شخص کے طرف بھی تغفیل کی نسبت کرتے ہیں؟ حالانکہ جو کچھ اس نے آپ لوگوں سے کہا ایسا شخص کیسے بیوقوف ہوسکتا ہے؟

فصل:۔

عورتوں میں جن کی طرف حماقت منسوب ہے'ان میں سے ایک وہ عورت ہے جو کاتا ہوا اون کھول دیتی تھی۔

ابن سلیمان فرماتے ہیں یہ ایک قریشی عورت تھی جس کا نام ریط[1] مقتل بنت عمر بن کعب ہے'جب یہ اون کاتی تھی تو مکمل کرنے بعد کھول کر خراب کر دیتی تھی۔

ابن السائب کہتے ہیں اس کا نام رائط ہے ابن الانباری کہتے ہیں اس کا نام ریط بنت عمر المرویہ ہے، اور لقب جعرا ہے اور یہ اہل مکہ میں سے تھی یہ مخاطبین کے ہاں اپنے اس مخصوص فعل کی بنا پر معروف تھی اور اس فعل میں اس کی نظیر نہیں تھی یہ عورت حماقت میں انتہا کو پہنچ چکی تھی یہ روئی یا اون کاتی اور خوب مستحکم کرنے کے بعد خادمہ کو کھولنے کا حکم دیتی تھی، بعض کہتے ہیں یہ اور اس کی باندیاں اون کاتتی تھیں، کاتنے کے بعد یہ انہیں کاتے ہوئے کو دوبارہ کھولنے کا امر کرتی تھی۔

ان میں سے ایک دغہ بنت مغنج ہے مغنج سے مراد ربیعہ بن عجل ہے، دغہ کا نام ماویہ ہے، اور دغہ لقب ہے، بچپن ہی میں اس کی شادی بنو العنبر میں ہوئی تھی، یہ حاملہ ہوئی جب اسے دردزہ ہونے لگا تو اپنے سوکن سے کہنے لگی اے فلانی کیا جعر (شرمگاہ) نے اپنا منہ کھول لیا ہے؟ کہنے لگی ہاں یہ کہہ کر اس کے والد کو بلایا، اس کی سوکن گئی اور بچہ اٹھا لیا بنو العنبر اسی کی طرف منسوب ہو کر بنو الجعر کہلائے۔

ایک بار اس نے اپنے بچے یا فوخ کو پریشان دیکھ کر اسے چھری سے دو

---

(۱) یہ وہ عورت ہے جسے حق تعالیٰ نے سورہ نحل میں حماقت میں بطور نمونہ پیش فرمایا ہے۔ مترجم

ٹکڑے کر دیئے اور اس کا دماغ نکال لیا اور کہنے لگی میں نے اس کے دماغ سے فاسد مادہ نکالدیا ہے تا کہ اس کا درد ختم ہو جائے۔

اس عورت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کے دانت انتہائی خوبصورت تھے، اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا، ایک بار اس کے والد نے اسے چومتے ہوئے کہا میرے باپ کی قسم پوپلا ہے (یعنی بے دانتوں والا ہے) اس سے عورت یہ گمان کر بیٹھی کہ میرے شوہر کو بے دانتوں والا بچہ پسند ہے' چنانچہ اس نے اپنے بچے کے سب دانت توڑ دیئے' جب شوہر نے کہا دانت نکلنے کو ہیں کہنے لگی یا شیخ ہم تو سب دانتوں والے ہیں' شوہر نے کہا تو نے ہمیں ابتدائی دانتوں میں ہی ہرا دیا تو آگے دانت کیسے نکلے اس کے بعد دغہ حماقت میں ضرب المثل بن گئی۔

احمق عورتوں میں ایک ریط بن نمیر ہے جو اپنی اولاد کو پہچاننے کے لئے ان کے بالوں کے ایک حصہ کو بطور علامت مونڈ دیتی تھی۔

ان میں ایک مہمورہ تھی، محمد بن مالک کہتے ہیں ابن خلف نے ہم سے بیان کیا، کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص مہمورہ سے زیادہ بیوقوف ہے' یہ فزارہ کی ایک عورت تھی۔

اور ان میں ایک عورت (حذنہ) ہے اس کے نام کے بارے میں اختلاف گزر چکا ہے وہاں ہم نے قول میں ذکر کیا ہے کہ یہ ایک عورت کا نام ہے جو کلائی سے ناک صاف کرتی تھی۔

نواں باب

ان عقلمندوں کا بیان جن سے افعال حماقت صادر ہوئے اور یہ لوگ حماقت کو درست قرار دینے پر مصر رہے اور اسی اصرار کی وجہ سے احمقوں اور بیوقوفوں کی فہرست میں شمار کیے گئے۔

ان میں پہلے نمبر پر ابلیس ہے کہ وہ بڑا عابد اور مؤذن ملائکہ تھا، اس سے ایسی حماقت اور غفلت صادر ہوئی جو کسی سے نہیں ہوئی۔ کیونکہ جب اس نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں تو اس نے اپنے دل میں یہ بات ٹھان لی کہ اگر مجھے ان پر فضیلت دی گئی تو میں انہیں ہلاک کردوں گا اور اگر ان کو مجھ پر فضیلت دی گئی تو میں لازماً انکی نافرمانی کروں گا۔ اگر ابلیس اس معاملے میں تدبر اور غوروفکر کرتا، تو یہ جان لیتا، کہ یہ فیصلہ حضرت آدم علیہ لسلام کے حق میں ہو چکا ہے اور میں کسی حیلہ سے بھی ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا لیکن ابلیس تقدیر کے علم سے جاہل تھا اور وہ اسے بھول ہی بیٹھا، اگر وہ اس حقیقت سے آشنا ہوتا تو یہ معاملہ اسے حسد پر آمادہ نہ کرتا۔ لیکن اس نے حق سبحانہ وتعالی پر اعتراض کر کے اس کی حکمت کو غلط قرار دیا، چنانچہ کہا:

أرأيتک هذا الذی کرمت علی (اسراء ۶۲)

''بتلائے یہ وہی شخص ہے، جس کو آپ نے مجھ پر فوقیت دی''۔

مطلب یہ ہے کہ آپ نے اسے کیوں عزت دی: پھر بزعم خود ہی کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں (خلقتنی من نار و خلقتہ من طین) (اعراف ۱۲)

ترجمہ:۔ "آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو خاک سے پیدا کیا ہے"۔

ابلیس کے تمام کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ میں حکمت والی ذات سے بھی بڑا حکیم ہوں اور اس علیم وخبیر ذات سے بڑا عالم ہوں (معاذ اللہ) اور اللہ تعالیٰ کا آدم علیہ السلام کو معزز کرنے کا فعل صحیح نہیں ہے۔ باوجودیکہ ابلیس کو خوب معلوم تھا کہ اس کا علم، العالم الاکبر کے علم سے حاصل کیا گیا ہے گویا کہ ابلیس نے یوں کہا (اے ذات جس نے مجھے سکھایا میں تجھ سے بڑا عالم ہوں اور اے وہ ذات جس نے مجھ پر آدم علیہ السلام کی فضیلت کو مقدر کیا، یہ آپ نے ٹھیک نہیں کیا، پھر جب تمام حیلوں نے ابلیس کو تھکا دیا اس وقت یہ اپنے آپ کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہو گیا اور اس نے اس ارادہ کو خوب مضبوط کیا پھر یہ کہہ کر دوسروں کو ہلاک کرنا اور بہکانا اور گمراہ کرنا شروع کیا **"لاغوینھم"** (یعنی میں ضرور بالضرور ان کو گمراہ کروں گا)

"لاغوینھم" کے دعوے میں دو جہالتوں کا مظاہرہ کیا:

۱:......ایک تو اس نے اللہ تعالیٰ کو دھمکی دی اور اس سے غافل رہا کہ حق تعالیٰ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ اس کو کوئی چیز تکلیف پہنچا سکتی ہے اور نہ نفع پہنچا سکتی، اس لئے کہ وہ ذات خود بے پرواہ ہے۔

۲:......دوسرا یہ کہ اس بات کو بھول بیٹھا کہ جسے حق تعالیٰ محفوظ رکھے یہ اس کے گمراہ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا پھر جب یہ حقیقت اس کی سمجھ میں آ گئی تو استثناء کر کے کہنے لگا "الا عبادک منھم المخلصین" (مگر ان میں سے منتخب بندوں پر

میری قدرت نہیں چلتی۔سورۃ ص ۸۳)

پھر جس کے لئے ہدایت مقدر ہو اس میں اس کا فعل اور گمراہ کرنا مؤثر نہیں، اس سے اس کا علم باطل ہو گیا' پھر کچھ مدت کے لئے اپنی ناپائیدار اور خسیس ہمت پر راضی ہوا، جس کا جلد ختم ہونا یہ خوب جانتا تھا' اس حالت میں درخواست کرنے لگا "انظر نی الی یوم یبعثون" مجھے قیامت تک مہلت دیجئے (اعراف ۱۲) اور گناہ گار کو گناہ میں ملوث کرنا اس کی لذت بنی، گویا یہ اس حرکت سے حق تعالیٰ کو غصہ دلاتا ہے اور اس کے عدم تأثر سے جاہل ہے اور پھر دائمی سزا کے قریب ہونے کو بھول بیٹھتا ہے، چنانچہ ابلیس جیسا کوئی جاہل اور غافل نہیں۔ابلیس کے متعلق کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

عجبت من ابلیس فی نخوته وخبث ما أظهر من نیته

تاه علی آدم فی سجدة وصار قواداً لذریته

۱:۔ مجھے ابلیس کے تکبر اور بری نیت پر تعجب ہے جس کا اس نے اظہار کیا ہے۔

۲:۔ آدم کو ایک سجدہ کرنے میں تکبر کیا اور اس میں اپنی ذریت کے لئے قائد بنا۔

ابوالحسین الراوندی

ابلیس کے علاوہ غفلت اور پاگل پن کی حرکتوں میں ابوالحسین الراوندی سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کیونکہ اس کی مختلف تصانیف ہیں جس میں اس نے انبیاء علیہم السلام کی عیب جوئی کی اور ان کو گالیاں دی ہیں۔(معاذ اللہ)

ایک کتاب لکھی جس میں یہ کہہ کر کتاب اللہ پر رد کیا اس میں لحن ہے

،حالانکہ اس کو معلوم ہے یہ ایسی معزز کتاب ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس سے دشمنی کی لیکن کسی کو بھی اس قسم کے اعتراض کی جرأت نہیں ہوئی۔ گویا کہ اس نے بزعم خویش تمام فصحاء پر پانی پھیر دیا۔

''الدامغ'' نام سے ایک اور کتاب لکھی اس میں خالق سبحانہ تعالی پر ایسے اعتراضات کئے ہیں کہ میں اسے زبان پر نہیں لاسکتا، چنانچہ اس میں انتہائی قبیح طریقے پر حق تعالی پر اعتراضات کئے ہیں مثلاً یہ کہ ''ظلم اور شر دونوں اسی کی طرف سے ہیں'' ایسی قبیح عبارتیں جن میں سے بعض کو میں نے (التاریخ) میں ذکر کیا ہے۔ تعجب ہے ایک شخص خالق کو ماننے کے باوجود اس پر اعتراض کرتا ہے۔ پھر تو خدا کا منکر آرام سے فارغ بیٹھ جائے گا۔

آپ غور فرمائیں کہ حق تعالی نے تو اس کو کامل عقل عطا فرمائی، اور خود اس کی صفات میں نقص ہو (کیسی بیوقوفی والی بات ہے) اللہ کی ذات اس سے بری اور پاک ہے۔

فصل :۔

اس کے بعد قابیل نے حماقت اور غفلت میں ابلیس کی تابعداری کی اس کی بڑی بے وقوفی اپنے بھائی سے جس کی قربانی قبول ہوئی تھی یہ کہنا ہے **"لا قتلنك"** (المائدہ ۲۷) میں ضرور بالضرور تجھے قتل کروں گا ۔جب کہ یہ انتہائی بری بات تھی، کیونکہ اگر اس میں ذرا سی بھی سمجھ ہوتی تو یہ اپنے بھائی کی قربانی کی قبولیت اور اپنی قربانی کے مردود ہونے کے سبب میں غور کرتا، بجائے اس کے اس نے بڑی حماقت یہ کی کہ مردہ بھائی کو پیٹھ پر اٹھائے پھرتا رہا اور اسے دفن کرنے تک کا طریقہ بھی نہیں آیا۔

ایسی حماقت قوم ابراہیم سے بھی سرزد ہوئی ہے جنھوں نے "حرقوه و

انصروا الھتکم" (جلاؤ اور اپنے خداؤں کا بدلہ لو)(سورہ الانبیاء ۶۸)اور ان کا یہ کہنا بھی حماقت تھی "ان امشوا و اصبروا علی الھتکم " (چلو اپنے معبودوں پر قائم رہو)(سورہ ص ۶)۔

نمرود کا یہ کہنا حماقت ہے "أنا أحي و أُميت "(میں ہی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں)(البقرہ ۲۵۷)۔یعنی نمرود اتنا بے قوف تھا کہ حیات اور موت کی حقیقت جو کہ روح کا جسم سے ملنا اور روح کا جسم سے الگ ہونا ہے نہ جان سکا)۔

فرعون کا یہ کہنا بھی بیوقوفی ہے ﴿الیس لی ملك مصر و ھذه الأنھار تجری من تحتی ﴾ " کیا مصر کی سلطنت میری نہیں اور یہ نہریں میرے تصرف میں چلتی ہیں "(سورۃ الزخرف ۵۱)

فرعون نے چھوٹی چھوٹی نہروں پر فخر کیا حالانکہ نہ اس نے ان کو جاری کیا اور نہ ان کی ابتدا اور انتہا کا علم تھا اور ان جیسے بہت سی نہروں کو بھول گیا جو اس کے تصرف میں نہیں چلتی تھیں ،فرعون سے بڑا کوئی احمق نہیں کہ اس نے الوہیت کا دعوی کیا۔حکماء نے اس کی ایک مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ ایک بار ابلیس کو فرعون کے پاس لایا گیا ،فرعون نے پوچھا آپ کون ہیں ؟اس نے کہا میں ابلیس ہوں ،فرعون نے کہا کیسے آنا ہوا؟ ابلیس نے کہا اس لئے آیا ہوں تا کہ تجھے دیکھ کر تیرے پاگل پن پر تعجب کروں۔ فرعون نے کہا وہ کیسے؟ ابلیس نے کہا میں نے اپنی جیسی مخلوق (یعنی آدم علیہ السلام) کی دشمنی کی اور اسے سجدہ نہیں کیا تو میں راندۂ درگاہ اور ملعون بنا اور آپ نے یہ دعوی کیا کہ میں خدا ہوں۔ خدا کی قسم یہ تو بہت بڑا جنون اور انتہائی پاگل پن کا ثبوت ہے۔

اور سب سے تعجب یہ حماقت بتوں کو خدا بنانا ہے کیوں کہ اللہ کے شایان

شان تو یہ ہے کہ وہ کسی چیز کو پیدا کرے، نہ یہ کہ اسے بنایا جائے۔

اور یہ بھی نمرود کی حماقت تھی کہ اس نے محل بنایا اور پھر تیراندازوں سے آسمان کی طرف تیر مارنے کو کہا تا کہ خود آسمان والے کو قتل کرے۔

آپ غور فرمائیں اگر اس کا مقابل ایسی جگہ ہو جہاں سے وہ اپنی طرف آنے والے تیر کو دیکھ سکے تو کیا وہ اس سے بچ نہیں سکتا؟

حضرت یوسف علیہ السلام کی بھائیوں نے ﴿اکلہ الذئب﴾ (یوسف کو بھیڑیا کھا گیا) کہہ کر بڑی حماقت کا مظاہرہ کیا، جبکہ ان کی قمیص کو کسی جگہ سے پھاڑا نہیں گیا (یعنی بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کا خون تو قمیص پر لگا لیا لیکن قمیص پھاڑنا بھول گئے) اور یوسف علیہ السلام نے ان کو یہ کہہ کر بہلا دیا کہ صاع (اناج تولنے کا پیمانہ) نے مجھے فلاں فلاں خبر دی۔

اس طرح ہاروت و ماروت کا اپنے آپ کو گناہ سے بچنے کا دعوی کرنا بھی بڑی حماقت ہے، جب اسی نیت پر آسمان سے اتارے گئے تو گناہ میں پڑ گئے۔(۱)

---

(۱) یہ ان لوگوں کے اقوال کے مطابق ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو زمین میں آزمائش کے لئے اتارا گیا تھا جس وقت انہوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ ملائکہ بنی آدم سے زیادہ تابعدار ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دو فرشتوں کو منتخب کر لو میں ان کو زمین پر اتارتا ہوں۔ پھر دیکھوں گا کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب ہم ہاروت و ماروت کو منتخب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانی صفات دے کر اتار دیا ان کے سامنے حسین ترین زہرہ نامی عورت آئی تو ان دونوں نے اس سے زنا کا مطالبہ کیا تو اس نے کلمہ شرک کہنے کی شرط لگا دی انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم کلمہ شرک نہیں کہیں گے۔ دوبارہ آئی تو انہوں نے پھر مطالبہ کیا اس پر زہرہ نے بچے کو قتل کی شرط لگا دی یہ شرط بھی انہوں نے ٹھکرا دی۔ سہ بارہ آئی تو مطالبہ کے بعد شراب پینے کی شرط لگا دی جسے انہوں نے قبول کیا، شراب پینے کے بعد زہرہ سے زنا بھی کیا اور بچے کو بھی قتل کیا۔ نشہ ختم ہونے کے بعد زہرہ نے کہا خدا کی قسم جن کاموں سے تم نے انکار کیا تھا وہ سب تم کر گذرے پھر ان کو اللہ کی طرف سے عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے عذاب دنیا کو ترجیح دی۔ (مسند احمد ۲/۱۳۴)

اسی طرح جب بنی اسرئیل دریا پار کر گئے تو وہاں مشرک بت پرست قوم کو دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کرنا ﴿اجعل لنا الھاً﴾ ''ہمارے لئے بھی اسی طرح کا خدا بناؤ) بھی حماقت تھی۔

نصاری بھی حماقت میں مبتلا ہیں ایک طرف تو کہتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام خدا ہے یا خدا کا بیٹا ہے اور پھر یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ حضرت عیسی کو یہود نے سولی پر چڑھایا ہے یعنی قتل کیا ہے، چنانچہ ان کا ایک ایسے انسان کے متعلق دعویٰ الوہیت کرنا جو پہلے نیست تھا پھر وجود میں آیا اور کھانا کھانے کے بغیر باقی نہیں رہ سکتا، حالانکہ اللہ تو وہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے اشیاء قائم ہونہ یہ کہ خود اشیاء کی وجہ سے قائم ہو۔

پھر یہ گمان بھی غلط ہے کہ ''ابن اللہ'' ہے کیونکہ بنوت یعنی بیٹا ہونا حصہ ہونے اور مثل ہونے کا مقتضی ہے اور اللہ میں یہ دونوں محال ہیں اور پھر عیسی علیہ السلام کا قتل اور سولی پر چڑھنے کا اقرار کرنا عیسی علیہ السلام کیلئے عجز اور اپنی مدافعت نہ کر سکنے کا اقرار ہے یہ سب باتیں حماقت و بیوقوفی کی دلیل ہیں۔

فرقہ مشبہ کا یہ عقیدہ بھی عجیب حماقت ہے کہ معبود حصوں اور اعضاء سے مرکب ہے اور اپنی مخلوق کے مشابہ ہے باوجود یہ جانتے ہوئے کہ ہر مرکب کو کوئی جوڑنے والا ضرور ہوتا ہے۔

رافضیوں (شیعوں) کی یہ حماقت بھی عجیب ہے کہ ایک طرف تو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے بیعت

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اس واقعہ کو اکثر مفسرین نے دیگر نصوص قرآنی سے متعارض اور خلاف ہونے کی بناء پر غلط قرار دیا ہے۔ ابن کثیر کے مطابق کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو اسرائیلی کتب سے نقل کیا ہے۔ مزید تحقیق کے لئے رسالہ (حقیقت ہاروت و ماروت) کا مطالعہ کیا جائے۔ (از تعلیق کتاب) مترجم

کی اور علی کا بیٹا حنیفہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی لونڈی سے پیدا ہوا، اور حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے کرایا تھا، یہ سب باتیں حضرت علی کی رضامندی پر دلیل ہیں لیکن پھر بھی شیعہ میں ایسے لوگ ہیں جو شیخین کی تکفیر کرتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور بزعم خویش اس سے علی رضی اللہ عنہ کی محبت چاہتے ہیں اور مذکورہ باتوں کو پس پشت ڈالتے ہیں۔(۱)

اس طرح کی بیوقوفیاں بہت ہیں غور کر کے معلوم کر سکتے ہیں۔ یہاں ہم نے بطور نمونہ صرف اس لئے پیش کی ہیں تاکہ اس قسم کی باتوں میں غور فکر کیا جائے، اس طرح کے تمام قصوں کا ذکر کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ اس کتاب سے بڑا مقصد کچھ اور ہے۔

احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے پاس ایک شخص آ کر کہے کہ میں نے طلاق کا حلف اٹھایا ہے کہ میں آج کسی احمق سے بات نہیں کروں گا پھر اس نے رافضی یا نصرانی سے بات کر لی، تو میں کہوں گا کہ یہ شخص حانث نہ ہوا' یہ سن کر دینوری نے امام احمد بن حنبل سے کہا "اللہ تعالیٰ آپ کو معزز بنائے" رافضی اور نصرانی دونوں احمق نہیں ہیں؟ انہوں نے تو ان لوگوں کی مخالفت کی ہے جو ان کے یہاں سچے ہیں، پہلی صادق ہستی عیسیٰ علیہ السلام کی ہے، انھوں نے نصاریٰ سے کہا "اعبدوا

---

(۱) ایک سنی کا شیعہ رافضی سے مناظرہ: سنی نے شیعہ سے پوچھا حضرت علی حضرت عمر سے کیسے اپنی بیٹی کے نکاح کرنے پر راضی ہوئے؟ اگر آپ کہتے ہیں کہ دباؤ اور ڈر کی وجہ سے راضی ہوئے تھے، یہ تو حضرت علی پر (نعوذ باللہ) دیوث ہونے کا الزام ہے جو کہ خسیس سے خسیس عرب بھی اس کو قبول نہیں کرتا۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ نکاح حضرت علی نے اپنے اختیار اور رضامندی سے کرایا تو پھر تمہارے دو بے بنیاد اصل ٹوٹ گیا۔ (از تعلیق کتاب) مترجم

اللہ" اللہ کی بندگی کرو (سورہ المائدہ ۱۸) اور فرمایا کہ " انی عبداللہ" میں اللہ کا بندہ ہوں (مریم ۳۰) اس کے باوجود نصرانیوں نے کہا عیسے علیہ السلام بندہ نہیں بلکہ وہ اللہ ہے۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بات ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کہ متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ" (ابوبکر و عمر ادیڑھ عمر جنتیوں کے سردار ہیں) اس کے باوجود شیعوں نے حضرت علی کی جھوٹی محبت میں ان حضرات کو گالیاں دیں اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا۔

• قدماء کی غفلت میں یہ بات عجیب ہے جسے جابر بن عبداللہ نے نقل کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک شخص عبادت خانہ میں عبادت کر رہا تھا کہ بارش ہوئی اور زمین تروتازہ اور خوب سبزہ زار ہوگئی تو اس نے ایک گدھے کو چرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگا اے میرے رب تیرا کوئی گدھا ہوتا تو میں اسے اپنے گدھے کے ساتھ چراتا' یہ بات انبیاء بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کو پہنچی اس نے اس شخص کو بددعا دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالی نے وحی بھیجی میں بندوں سے ان کی عقل کے مطابق مواخذہ کرتا ہوں (یعنی یہ شخص گستاخ نہیں بلکہ یہ اپنے عقل کے مطابق یوں کہہ رہا ہے)۔

فصل:۔

اس طرح عقلاء کی ایک بہت بڑی جماعت گزری ہے جن سے اس طرح حماقت کے مشابہ افعال صادر ہوئے ہیں، اگرچہ انہوں نے بالارادہ ایسا نہیں کیا۔ ان میں سے ایک حکایت بعض گانے والوں نے بیان کی ہے کہتے ہیں کہ میں ایک امیر

کے پاس گانے کے لئے حاضر ہوا وہاں بعض وزراء کی بات شروع ہوئی تو میں نے اس وزیر کے کچھ محاسن اور کرم نوازیاں بیان کیں تا کہ امیر کی توجہ اس کی طرف مبذول کروں اور یہ بھی مجھ سے اس جیسا معاملہ کرے۔ چنانچہ میں نے یہ گانا شروع کیا:

قواصد کافور توارك غيره ومن قصد البحر استقل السوافيا

''کافور کے قصد کرنے والے دوسری چیزوں کو چھوڑتے ہیں۔ جو سمندر کا قصد کرتا ہے نہروں کو چھوٹا سمجھتا ہے۔

چنانچہ یہ سن کر امیر نے کہا خدا تیرا ناس کرے یہ کیا معاملہ ہے (کہ وزیر کو سمندر سے تشبیہ دے رہا ہے) تب میں جاگا اور میں نے قسم کھا کر کہا میرا ارادہ یہ نہیں تھا۔

یہ ہی معاملہ عبداللہ بن حسن کے ساتھ بھی پیش آیا کہ وہ سفاح کے ساتھ جا رہا تھا اور اس کا بنایا ہوا شہر مدینۃ الانبار کے ظاہر کو دیکھ رہا تھا کہ شعر پڑھا:

ألم تر مالكاً اضحى يبنى بيوتاً نفعها لبنى بقيلة

يرجى أن يعمر عمر نوح وأمر الله يأتى كل ليلة

کیا آپ مالک کو نہیں دیکھتے کہ ایسے گھر بنانے شروع کئے ہیں کہ جس کا نفع بنو بقیلہ کو پہنچتا ہے۔ اس کو عمر نوح ملنے کی امید ہے حالانکہ اللہ کا امر (موت) ہر رات اس کے پاس آتا ہے' یہ سن کر سفاح غضبناک ہوا اور میں نے معذرت چاہی۔

عیسیٰ بن موسیٰ ابو مسلم کے ساتھ جا رہے تھے جس دن ان کو منصور کے پاس لیجا رہے تھے تو عیسیٰ نے بطور ضرب المثل کہا

سيأتيك ما أفنى القرون التى مضت وماحل فى أكباد عاد وجرهم

تیرے پاس وہ موت آئے گی جس نے گزشتہ زمانے والوں
کوفنا کیا' جوقوم عاد اور جرہم کے جگروں میں داخل ہوئی۔

یہ سن کر ابومسلم نے کہا امن دینے کی بنا پر میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ عیسی نے کہا اگر میرے دل میں کوئی برا ارادہ ہوتو میرے غلام آزاد۔

جب امین (ابن ہارون الرشید) کا محاصرہ کیا گیا تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا کچھ اشعار پڑھوتو وہ گانے لگی:

کلیب لعمری کان أکثر ناصراً وأیسر جرماً منک ضرج بالدم

میری عمر کی قسم چھوٹا سا کتا ہے اکثر زیادہ مددگاروں والا تھا اور تجھ سے کم جرم میں خون میں لت پت کیا گیا ہے۔

چنانچہ یہ امین پر بہت گراں گزرا، حکم دیا اور کہو، وہ بولی:

شکت فراقهم عینی فأرقها إن التفرق للأحباب بکاء

" میری آنکھوں نے ان کے فراق کا شکوہ کیا تو میں نے ان کو بند کرلیا' بے شک احباب کا جدا ہونا رونے کا باعث ہے"۔

یہ سن کر امین نے کہا خدا تیرا ناس کرے تو اس کے علاوہ کچھ نہیں جانتی وہ کہنے لگی:

مااختلف اللیل والنهار وما دارت نجوم السماء فی الفلک
إلا لنقل السلطان من ملک قد غاب تحت الثری إلی ملک

" رات اور دن نہیں آتے جاتے اور آسمان میں ستارے گردش نہیں کرتے اپنے محور میں مگر ملک سے سلطان کے منتقل ہونے کے لئے جو ثری کے نیچے دوسرے بادشاہ کے پاس جا کر غائب ہو چکا ہے۔"

یہ سن کر امین نے کہا اٹھ جا یہاں سے جب وہ اٹھی تو بلوری پیالے پر پھسل

گئی اور پیالا توڑ دیا تو اس وقت ایک کہنے والے نے کہا ﴿قضى الامر الذى فيه تستفتيان﴾ (یوسف ۱۴) ترجمہ: جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اسی طرح مقدر ہو چکا ہے۔

• جب مامون زبیدہ کے پاس تعزیت کے لئے گئے تو زبیدہ کہنے لگی۔ کیا خیال ہے اگر آپ آج دوپہر کا کھانا میرے ساتھ تناول فرما کر مجھے تسلی دیں چنانچہ جب مامون نے ظہرانہ کھایا تو امین کی ایک لونڈی نکلی اور گانے لگی۔

هم قتلوه كى يكونوا مكانه كما فعلت يوما بكسرى مزازبه

''انہوں نے اس کو قتل کیا تا کہ اس کی جگہ لے لیں جیسا ایک دن کسری کے ساتھ اس کے بیٹے نے کیا''۔

یہ سن کر مامون غصے سے چونک اٹھا، غضبناک ہو گیا، لونڈی کہنے لگی امیر المومنین اگر مجھے علم ہوتا یا میں نے کوئی سازش کی ہو تو اللہ مجھے اجر سے محروم کر دے' مامون نے اس کی تصدیق کی۔

جب معتصم اپنے محل کی تعمیر سے فارغ ہوا لوگ اس کے پاس گئے اسحاق بن ابرہیم نے اس محل کی تعریف میں اشعار کہے جس کا پہلا شعر یہ ہے:

یادارا غیرك البلى ومحاك يا ليت شعرى ماالذى أبلاك

''اے محل تجھے بوسیدگی نے متغیر کیا اور مٹایا' افسوس کس چیز نے تجھے پرانا کیا''۔

اس سے معتصم نے بدفالی لی اور لوگوں نے اسحاق پر تعجب کیا کہ سمجھدار ہوتے ہوئے یہ کیا کہا۔ لوگ اٹھے اور محل اس طرح ویران ہو گیا اس کے بعد دو آدمی بھی اس میں اکٹھے نہ ہوئے۔

اسی طرح ایک بار صاحب بن عباد نے عضد الدولہ کی تعریف میں قصیدہ کہا:

ضممت علی أبناء تغلب تاء ها فتغلب ما كدر الجديد أن تغلب

''میں نے تغلب پر انکا تکبر سمیٹ دیا پس تغلب کے دن رات مکدر ہو کر مغلوب ہو گئے۔''

اس میں عضد الدولہ نے لفظ تغلب سے بد فالی لی اور کہا نعوذ باللہ اس سے شعر کہنے والا بیدار ہوا اور اس کا رنگ اڑ گیا۔

اسحاق مہلبی کہتے ہیں میں واثق کے پاس گیا واثق نے کہا مجھے عربی زبان میں شعر پڑھ کر سناؤ' میں نے کہا:

یاداراً إن كان البلى محاك فإنه يعجبنی أراك

''اے گھر تجھے بوسیدگی نے مٹایا ہے' لیکن تجھے دیکھنا مجھے پسند ہے''۔

کہتے ہیں اس کی وجہ سے میں نے اس کے چہرے میں ناگواری کے اثار محسوس کئے اور میں پشیمان ہوا۔

ابونجم عجلی ہشام بن عبد ملک کے پاس گئے اور چند اشعار پڑھے یہاں تک کہ سورج کے تذکرہ پر پہنچ کر کہنے لگے ''وهی علی الافق كعين الاحول'' (سورج کناروں پر بھینگے کی آنکھ کے مانند) تو ہشام بن عبد لملک نے حکم دیا کہ اس کو گردن سے پکڑ کر باہر نکالدو۔

اَرطاۃ جو کہ ایک بوڑھا آدمی تھا' عبدالملک بن مروان کے پاس آیا، اس وقت عبدالملک نے ان سے وہ اشعار پڑھوائے جو اس نے عبدالملک کی درازی عمر کے بارے میں کہے تھے اَرطاۃ نے کہا:

رأيت المرأ تاكله الليالی　　كاكل الأرض ساقطة الحديد
وماتبغی المنية حين تأتی　　علی نفس ابن آدم من مزيد
فاعلم أنها ستكر حتی　　توفی نذرها بأبی الوليد

''میں لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ راتیں ان کو اس طرح کھا رہی ہیں جیسے زمین گرے پڑے لوہے کو کھا جاتی ہے (یعنی راتوں کے گزرنے سے زندگی ایسے کٹتی جا رہی ہے جیسے مٹی میں پڑا ہوا لوہا زنگ آلود ہو کر مٹی بن جاتا ہے) (۲) جب موت بنی آدم کے پاس آتی ہے تو اسے مزید مہلت نہیں دیتی (۳) خوب جان لو کہ موت گردش کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ ابوالولید سے اپنی نذر پوری کرلے گی۔

یہ سن کر عبدالملک کانپ اٹھا اس نے مجھے ہی مراد لیا ہے' اور اُرطاۃ بھی سمجھ گیا کہ میں پھسل گیا ہوں' تو ایک دم کہنے لگا امیرالمومنین میری کنیت ابوالولید ہے اور حاضرین نے بھی اس کی تصدیق کی۔

ذوالرمہ بھی عبدالملک کے پاس آیا اور شعر کہا:

مابال عينك منها الدمع ينسكب　　كانه من كلی مفرية سرب

''تیری آنکھوں کو کیا ہوا کہ اس سے آنسوں بہتے ہی جا رہے ہیں گویا کہ وہ نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے پانی کا ایک بہتا ہوا چشمہ ہے۔''

اس وقت عبدالملک کی دونوں آنکھیں (کسی بیماری کی وجہ سے) بہ رہی تھیں' تو اس نے یہی گمان کیا کہ اس نے مجھ پر ہی تعریض کی' تو غصہ ہوا اور سلسلہ شعر کو کاٹ کر اسے باہر نکالا۔

ایک شاعر طاہر بن عبداللہ کے پاس آیا اور شعر کہا:

شب بالأبل من عزيزة نار أوقدتها و أين منك الزار

''عزیزہ پراس آگ نے اونٹوں کو تیز و چست کیا جسے محبوبہ نے جلایا تھا
اوران سے پوچھا زیارت گاہ کہاں ہے (یعنی کتنی دور ہے)۔''

اور طاہر کی والدہ کا نام عزیزہ تھا یہ شعر سن کر حاضرین نے آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے کئے اور شاعر کواس کی بکواس پر مطلع کیا وہ فوراً اشعار پڑھنے سے رک گیا۔

اسی طرح ایک آدمی عقبہ بن مسلم ازدی کے پاس گیا اور شعر کہا

يا ابنة الأزدى قلبى كئيب مستهام عندكم مايؤوب

ولقد لاموا فقلت دعونى إن من تلحون فيه حبيب

''اے ازدی کی بیٹی میرا دل حیران پریشان ہے تمہاری طرف
رجوع کرتا ہے یقیناً انہوں نے مجھے ملامت کی ہے تو میں نے کہا مجھے چھوڑ
دو جس کے متعلق تم جھگڑتے ہو وہ محبوب ہے''۔

چنانچہ عقبہ کا چہرہ متغیر ہوا جب شاعر نے دیکھا تو شعر کہنا بند کیا۔

ایک دن ابوعلی علوی بعض روساء کے پاس آئے اور ان کے ساتھ باتوں میں' لگ گئے اتنے میں اس آدمی کا غلام آ کر پوچھنے لگا آج کس گھوڑے پر زین کسی جائے اس نے کہا علوی گھوڑے پر یہ سن کر ابوعلی علوی نے اس سے کہا محترم منہ سے صحیح الفاظ نکالئے چنانچہ وہ شخص شرمندہ ہوا اور کہا میں نے یہ کیا بکواس کی۔

ایک دن علویوں کا سردار مرتضی ابوالقاسم جمعہ کے دن جامع منصور کی اس جگہ کے پاس سے گزرا جس میں بکریاں فروخت ہوتی تھیں وہاں ایک شخص آواز لگا رہا تھا یہ علوی بکرا ہم ایک دینار پر بیچتے ہیں' تو ابوالقاسم یہ گمان کر بیٹھا کہ اس شخص نے مجھے ہی مراد لیا ہے' چنانچہ اس سے بہت رنجیدہ ہوا پھر جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو

پتہ چلا کہ جس بکرے کی گردن میں دو بالوں کا گچھا ہوتا ہے اس کو علوی کہتے ہیں۔

اس طرح کا معاملہ ابوالفرج علوی کے ساتھ بھی پیش آیا جو کہ لنگڑا اور بھینگا تھا' اس نے بازار میں ایک شخص کو سنا جو بکرا بیچتے ہوئے یہ کہہ رہا تھا کہ ہے کوئی اس علوی بھینگے لنگڑے بکرے کو خرید لے، اس پر ابوالفرج کو یہ گمان ہوا کہ اس شخص نے اس جملے سے اس کو ہی مراد لیا ہے، اس شخص کو مارنا شروع کیا یہاں تک کہ پتہ چلا کہ بکرا درحقیقت لنگڑا اور بھینگا ہے' چنانچہ اس عجیب اتفاق سے حاضرین ہنس پڑے۔

ابوالحسن صابی کہتے ہیں ہمارے بعض دوست ایک شخص کے پاس آئے جس کے پڑوس میں گھر بک رہا تھا اس کو سلام کیا اور اس کے قریب رہنے میں رغبت ظاہر کی۔ اس شخص نے کہا یہ گھر ہمارے بھائی اور دوست کا تھا مگر بحمداللہ آپ اس سے زیادہ کرم نواز اور وسیع الظرف ہونگے تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اس کے عوض ہمیں نعم البدل عطا فرمایا اور شعر کہا:

بدل بالبازی غراب أبقع (باز کو چتکبرے کوے سے تبدیل کیا گیا)

یہ سن کر لوگ بہت ہنسے یہاں تک کہ وہ شخص شرمندہ ہوا اس کے بعد یہ اس شخص کی چڑ بن گئی جس سے اس کو چھیڑا اور بھڑکایا جاتا تھا۔

دسواں باب

غلط پڑھنے والے مغفّل قاریوں کا بیان

عبداللہ بن ابان سے منقول ہے کہ 'مشکد انہ' نے تفسیر پڑھتے وقت قران کریم کی آیت یوں پڑھی (یعوق وبشرا) اس سے کہا گیا یہ "ونسرا" ہے، کہنے لگا اس کے اوپر تین نکتے ہیں، کہا گیا اوپر تین نکتے غلط ہیں تو کہنے لگا پھر اصل کی طرف مراجعت کرلو۔

ابوالعباس الکاتب کہتے ہیں میں مشکد انہ کی مجلس سے لوٹا تو محمد بن عباد بن موسیٰ کے پاس سے میرا گزر ہوا' انہوں نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں سے آرہے ہیں؟ میں نے کہا مشکد انہ کے پاس سے آرہا ہوں کہنے لگا اچھا وہ شخص جو حضرت جبرئیل کی غلطی نکالتا ہے اس سے اس کی مراد ان کی یہی (یعوق وبشرا) والی قرأت تھی۔

اسماعیل بن محمد کہتے ہیں میں نے عثمان بن ابی شیبہ کو پڑھتے ہوئے سنا "فان لم یصبھا وابل فنطل" (جبکہ صحیح "وابل فطل" ہے) اور اسی طرح پڑھا (من الخوارج مکلبین (جبکہ صحیح من الجوارح ہے).

محمد بن حریر طبری کہتے ہیں کہ محمد بن جمیل رازی نے ہمیں آیت سنائی " وإذ یمکر بك الذین کفروا لیثبتو ك أو یقتلو ك أو یجرحو ك "(جبکہ صحیح "یخرجوك " ہے۔)

دار قطنی کہتے ہیں ابوبکر باغندی نے ہمیں حدیث کی املا کراتے وقت اس طرح آیت لکھوائی" وعباد الرحمن الذین یمشون علی الأرض هویاً (جبکہ صحیح "هونا" ہے۔)

ابن کامل کہتے ہیں ابوالشیخ اصبہانی محمد بن الحسن نے ہم سے بیان کیا کہ عثمان بن ابی شیبہ نے تفسیر میں یوں آیت سنائی"واذا بطشتم بطشتم خبازین" (جبکہ صحیح "جبارین" ہے۔)

محمد عبداللہ المنادی کہتے ہیں ہم عثمان بن ابی شیبہ کے دیوان میں موجود تھے اتنے میں نکل کر وہ پوچھنے لگے (ن والقلم) کونسی سورت میں ہے؟۔

ابراہیم بن دومہ اصبہانی کہتے ہیں کہ ہمیں تفسیر املا کراتے وقت عثمان بن ابی شیبہ نے کہا (سورۃ مدبر حاصل کرو) (یعنی مدثر کو مدبر کہا)۔

دار قطنی کہتے ہیں عثمان بن ابی شیبہ نے تفسیر پڑھاتے وقت آیت یوں پڑھی"فلما جهزهم بجهازهم جعل السقاية فی رجل اخيه" ان سے کہا گیا صحیح آئت تو السقاية فی رحل أخيه) ہے، انہوں نے کہا میں اور میرا بھائی اور ابوبکر ہم تینوں عاصم کی قرأت نہیں پڑھتے۔

قاضی مقدمی کہتے ہیں عثمان بن ابی شیبہ نے ہمیں سنایا"جعل السقاية فی رجل اخيه" ان سے کہا گیا صحیح اس طرح ہے "فی رحل اخيه" کہنے لگا جیم کے نیچے ایک ہی نقطہ ہے۔

محمد بن عبداللہ الحضرمی کہتے ہیں عثمان بن ابی شیبہ نے پڑھا"فضرب بينهم سنور له ناب" ان سے کہا گیا صحیح آیت یوں ہے" بسور له باب"، کہنے

لگا میں حمزہ کی قرأت نہیں پڑھتا، ہمارے نزدیک حمزہ کی قرأت بدعت ہے۔

اور اسی طرح کہتے ہیں ابوالحسن بن یحیٰ نے بیان کیا کہ میں ایک شیخ کے پاس سے گزرا جس کی گود میں قران رکھا ہوا تھا اور وہ تلاوت کرزہا تھا" وللہ میزاب السموات والارض" میں نے کہا بڑے میاں "وللہ میزاب السموات والارض" کا کیا معنے ہیں؟ کہنے لگا یہی بارش تو ہے جسے آپ دیکھتے رہتے ہیں' میں نے کہا لفظی غلطی کے ساتھ تفسیر بھی غلط ہے، اللہ کے بندے یہ تو اس طرح ہے "وللہ میراث السموات والارض" یہ سن کر کہنے لگا اللہ مجھے معاف کرے میں تو چالیس سال سے یوں ہی پڑھ رہا ہوں اور میرے نسخے میں بھی یوں ہی لکھا ہوا ہے۔

اور کہا ابوفزارہ رسدی نے مجھ سے بیان کیا کہ سعید بن ہشیم سے کہا اگر آپ اپنے والد سے دس احادیث یاد کر لیتے تو آپ لوگوں کے سردار بن جاتے، لوگوں نے کہا یہ ابن ہشیم آپ کے پاس آرہے ہیں ان سے سن لینا' جب وہ آئے تو کہنے لگا مجھے قرآن نے مشغول رکھا، اس لئے دس آحادیث یاد نہ کرسکا، چنانچہ آخری دن مجھ سے پوچھنے لگا جبیر نبی تھے یا صدیق تھے؟ میں نے کہا کون سا جبیر؟ کہنے لگا جس کا ذکر قران کی اس آیت میں ہے "فاسأل به جبیرا" صحیح "خبیرا" ہے۔ میں نے کہا اے غافل آدمی ابھی تو آپ نے کہا مجھے قرآن نے مشغول رکھا تھا، اس لئے میں حدیث یاد نہ کرسکا اب قرآن میں تیری یہ حالت ہے کہ خبیرا کو جبیرا پڑھتا ہے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ہم ابوعمران بن العلاء کے ساتھ بیٹھ کر علمی فنون میں مباحثہ کرتے تھے اور ایک شخص ہمارے ساتھ مجلس میں بیٹھتا تھا اور بات نہیں کرتا تھا ہمارا یہ خیال تھا کہ یا تو یہ شخص پاگل ہے یا بڑا عالم ہے، یونس نے کہا شاید خوش زدہ ہے'

عنقریب میں اس کی حالت ظاہر کروں گا یونس نے ان سے پوچھا آپ کو کتاب اللہ کے بارے میں کچھ علم ہے' اس نے کہا میں کتاب اللہ کا عالم ہوں یونس نے کہا اچھا بتاؤ یہ آیت کون سی سورت میں ہے

(الحمدالله لاشريك له .من لم يقلها فنفسه ظلما)

''تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کا کوئی شریک نہیں ۔ جو اس کا اقرار نہ کرے اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔''

چنانچہ وہ شخص تھوڑی دیر سر جھکا کر کہنے لگا یہ سورۃ حم دخان میں ہے۔

عبداللہ بن عرفہ کہتے ہیں کچھ لوگ ایک ساتھ بیٹھ کر ادب و اخبار کا اور دیگر تمام علوم میں مباحثہ کرتے تھے ان کے ساتھ ایک جوان ایسا تھا جو اس مباحثہ میں شریک نہیں ہوتا تھا، البتہ یہ ضرور کہتا تھا' اللہ تعالی میرے والد پر رحم کرے اس نے قران کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور اس کے متعلق کچھ بھی نہ جانتا تھا' اس کی اس بات سے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ قرآن کا بہت بڑا عالم ہے چنانچہ بعض شرکاء مجلس نے ان سے پوچھا :

وفينا رسول الله يتلو كتابه   كما لاح مبيض من الصبح ساطع

بيت يجافى جنبه عن فى ......   إذا استقلت بالكافرين المضاجع

''ہم میں اللہ کا پیغامبر ہے جو اس کی کتاب پڑھتا ہے' جیسے صبح روشن ظاہر ہوتی ہے ایسی حالت میں رات گزارتا ہے کہ اس کی کروٹ بستر سے دور رہتی ہے جبکہ کافروں کے بستر بوجھل ہوتے ہیں۔''

کہنے لگا سبحان اللہ کون ایسا ہوگا جسے پتہ نہ ہو یہ تو حم عسق (یعنی سورۃ شوری) میں ہے (حالانکہ یہ تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار ہیں) یہ سن کر لوگوں نے

کہا تیرے والد نے تجھے ادب سکھانے میں کوتاہی کی، جوان نے ان کو جواب دیا کیا میرے والد بھی مجھ سے ایسے ہی غفلت برتتے تھے جیسے تمہارے والدین نے تمہارے حق میں تغافل برتا ہے۔

اسی قسم کا ایک اور واقعہ بھی ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لے گیا اور قاضی سے یوں مخاطب ہوا: اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو درست رکھے' میرا یہ بیٹا شراب پیتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا، قاضی صاحب لڑکے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے بیٹے تمہارے والد نے تمہارے حق میں جو کچھ کہا ہے اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بیٹا بولا: یہ غلط کہتا ہے، میں نماز پڑھتا ہوں اور شراب نہیں پیتا، یہ سن کر باپ بولا: اللہ قاضی صاحب کو سلامت رکھے کیا نماز بغیر قرأت کے ہوتی ہے؟ یعنی اس کو قرأت کرنا ہی نہیں آتا' قاضی نے بیٹے سے پوچھا: بیٹے آپ قرآن شریف کا کچھ حصہ پڑھ سکتے ہیں؟ بولا ہاں میں بہترین طریقہ سے قرأت کر سکتا ہوں' قاضی نے کہا سناؤ' وہ پڑھنے لگا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علق القلب ربابا — بعد ماشابت وشابا

إن دین اللہ حق — لاأریٰ فیہ ارتیابا

''دل جوان ہونے کے بعد رباب سے چمٹ گیا' بیشک اللہ کا دین حق ہے' مجھے اس میں کوئی شک نہیں۔''

یہ سن کر اس کے والد نے کہا قاضی صاحب خدا کی قسم یہ دو آیتیں اس نے رات کو ہی سیکھیں ہیں، اس لئے کہ گزشتہ رات اس نے ہمارے پڑوسیوں کا قران

کریم چوری کیا ہے، قاضی نے کہا خدا تمہیں برباد کرے تم اللہ کی کتاب پڑھتے ہو، اس پر عمل نہیں کرتے۔

مزنی کہتے ہیں میں نے شافعی رحمہ اللہ سے سنا فرمایا کہ ایک شخص نے پڑھا ''فما لکم فی المنافقین قیس (صحیح لفظ ''فئتین'' ہے) اس سے پوچھا گیا قیس کیا ہے؟ کہنے لگا وہ چیز جس سے لوگ ایک دوسرے کا اندازہ لگاتے ہیں۔

ابوبکر محمد بن جعفر سواق کہتے ہیں کہ میں نے ابن عبدان صیرفی سے وعدہ کیا تھا جس کی ایفاء میں' میں نے تاخیر کر دی' چنانچہ وہ آ کر مجھ سے تقاضہ کرنے لگا اور اپنے کلام کے بیچ میں کلمات کہے' ابوبکر میں تجھ سے وہی بات کہتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (شدید عادته منتزعه) (اور سخت ہے چھیننے والی عادت) میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان میں سے تو اللہ نے کچھ بھی نہیں فرمایا، چنانچہ شرمندہ ہو کر اٹھا اور بہت عرصہ نہیں لوٹا جب میرے پاس روپیہ آیا تو میں نے اس کا وعدہ پورا کیا۔

یحیٰ بن اکثم کہتے ہیں ایک آدمی پابندی لگوانے کے لئے اپنے بیٹے کو قاضی کے پاس لایا (یعنی اس کا کوئی معاملہ نافذ نہ ہوگا) قاضی نے کہا کس معاملہ میں اس کو مجبور قرار دوں؟ وہ شخص کہنے لگا' اللہ آپ کی اصلاح فرمائے، اگر یہ لڑکا قرآن کریم کی دو آیتیں ٹھیک پڑھ سکے تو اس پر پابندی مت لگا۔ قاضی نے لڑکے سے کہا اے جوان سناؤ وہ پڑھنے لگا:

أضاعوني وأني فتى أضاعوني ليوم كريهة وسداد وثغر

''لوگوں نے مجھے کھو دیا اور کتنے بڑے شخص کو کھو دیا جو لڑائیوں اور رخنہ بندیوں میں کام آتا تھا''

یہ سن کر اس کا والد بولا قاضی صاحب اگر اس نے ایک آیت اور پڑھی تو اس پر پابندی مت لگا۔ چنانچہ قاضی نے باپ بیٹے دونوں کو محجور قرار دیا۔

ابوعبداللہ شطیری کہتے ہیں کہ ابرہیم، اعمش کو سنایا کرتا تھا، ایک بار اس نے پڑھا (قال لِمن حولِہ الا تسمعون) اعمش نے کہا (لَمن حولہ) ہے ابراہیم نے کہا آپ نے مجھے نہیں بتایا کہ (من) اپنے مابعد کو جر دیتا ہے۔

دارقطنی کہتے ہیں کہ ابوبکر نے کہا حماد نے پڑھا "والغادیات صبحا" انہوں نے عقبہ کو اس کی اطلاع دی، عقبہ نے ناظرہ پڑھنے میں اس کا امتحان لیا تو اس نے اسی طرح بہت سی آیتوں کو پڑھنے میں غلطی کی، چنانچہ اس نے پڑھا "ممایغرفون" (جبکہ صحیح یعرشون ہے) اس نے پڑھا (وعدھا ایاہ) (صحیح وعدھا ایاہ ہے) اور اسی طرح پڑھا (اصبحت بہ من آسا) (صحیح یوں ہے "اصیب بہ من أشاء" اس نے پڑھا (فبادوا ولات حین) (صحیح یوں ہے فنادوا ولات حین مناص) (لا یسع النجاھیلین) (صحیح یوں ہے "لا نبتغ الجاھلین) (فان اول العائدین) صحیح العابدین ہے) اور اسی طرح پڑھا (کل خباز) (صحیح کل جبار ہے)

دارقطنی کہتے ہیں علی بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواحمد عراقی نے عبداللہ بن احمد ابن حنبل کو یوں سنایا (الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعِہ) یعنی عین کو مکسور پڑھا عبداللہ بن احمد نے ان سے کہا یہ تو یرفعہ، ہے کہنے لگا اس پر وقف کرنے والا اس کو یوں ہی پڑھتا ہے۔

اسی طرح دارقطنی کہتے ہیں نقاش نے ہم سے بیان کیا کہ میں شام میں تھا

وہاں کا ایک شیخ کچھ لکھ رہا تھا اس کے پاس ایک نسخہ تھا جس میں یوں لکھا ہوا تھا "ان لك في النهار شيخا طويلا" پڑھنے والے شیخ اور اس کے ساتھ دیگر سامعین نے "سبحا" کو شیخا پڑھا۔

ایک آدمی تھا جو اکثر اپنی بیوی سے لڑتا رہتا تھا اس کا ایک پڑوسی تھا جو اس کو اکثر ڈانٹتا رہتا' ایک رات اس نے اپنی بیوی سے سخت لڑائی کی اور اس کو خوب مارا' تو اس کا پڑوسی جھانک کر کہنے لگا اللہ کے بندے اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "امسا امساك" آگے کیا نام ہے "او تسريح" میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے"۔

فزارہ (جس نے بصرہ والوں پر بہت ظلم کیا تھا) نے ایک آدمی کو کسی کام سے بھیجا وہ کام کرنے کے بعد اس کے پاس لوٹ کر آیا' فزارہ نے کہا تو ایسا ہی ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذا كنت في حاجة مر سلا فارسل حكيما ولا توصه

"جب آپ کسی کام سے بھیجتے ہو تو دانا شخص کو بھیجو اور اس کو تاکید کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایک آدمی کا بیٹا مکتب میں پڑھ رہا تھا، اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا تم کون سی سورت میں ہو؟ بیٹے نے کہا میں "اقسم بهذا البلد و والدى بلا ولد" والی سورت میں ہوں (اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اور اپنے والد کی جس کا بیٹا نہیں) یہ سن کر اس کے والد نے کہا میری عمر کی قسم تجھ جیسا جس کا بیٹا ہو وہ یقیناً بلا ولد ہے۔

مامون نے ایک منشی سے کہا تیرا ناس ہو تو درست نہیں پڑھ سکتا اس نے کہا

کیوں نہیں خدا کی قسم میں تو ایک سورۃ کی ایک ہزار آیات بھی پڑھ سکتا ہوں۔

ابن رومی کہتے ہیں ایک شخص ایک بستی میں گیا بستی کے خطیب نے اس کی ضیافت کی یہ چند دن اس کے پاس ٹھیرا رہا، ایک دن خطیب نے اس سے کہا میں بہت عرصہ سے اس قوم کا امام ہوں، مجھے قرآن کریم کے بعض مقامات میں اشکال ہے۔اس شخص نے کہا پوچھو کیا ہے؟ خطیب نے کہا ایک اشکال تو "الحمد اللہ" یعنی سورۃ فاتحہ میں ہے کہ "ایاک نعبدو ایا ک" اس کے بعد "تسعین ہے یا سبیعین ہے، یہ سن کر وہ شخص کہنے لگا یہاں تو مجھے بھی اشکال ہوتا ہے لیکن میں احتیاطا "تسعین" ہی پڑھتا ہوں۔

گیارھواں باب

مغفّل راویان حدیث

اور حدیث کے غلط لکھنے والے بیوقوفوں کا بیان

ابوبکر بن ابی اویس کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زیاد حدیث بیان کررہا تھا یہاں تک کہ حدیث ''شہر بن حوشب'' تک پہنچی تو پڑھنے لگا (حدثنی شھر بن حوشب) میں نے پوچھا شہر بن حوشب کون ہے؟ کہنے لگا یہ ایک خراسانی شخص ہے' اس کا نام عجمیوں کے ناموں کے مشابہ ہے۔ میں نے کہا شاید آپ کی مراد شہر بن حوشب ہو۔ چنانچہ اس سے ہمیں پتہ چلا کہ یہ دوسروں کی کتابوں سے حدیثیں لیتا ہے (پھر اپنی طرف منسوب کرتا ہے)۔

عوام بن اسماعیل کہتے ہیں مالک کے کاتب حبیب سفیان بن عیینہ کے پاس آ کر سنانے لگا (حدثکم المسعودی عن جراب التیمی) سفیان نے فرمایا یہ جراب نہیں بلکہ (خوات) ہے۔

اور اسی طرح سنایا (حدثکم ایوب عن ابن شیرین) سفیان نے فرمایا یہ شیرین نہیں بلکہ سیرین ہے۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل اپنے شیوخ سے ایک حکایت نقل کرکے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے ہشیم سے کہا ''یا ابا معاویہ أخبرکم ابو جرۃ عن الحسن

" ہیثم نے کہا" أخبرنا ابو حرۃ عن الحسن " یہ کہہ کر ہمارے شیخ نے "ہاہا" کر کے ہیثم کی کیفیت ضحک بھی بتادی (یعنی ہنسنے کی کیفیت)

محمد بن یونس کندی کہتے ہیں کہ میں مؤمل بن اسماعیل کی مجلس میں حاضر ہوا تو اہل مجلس میں سے ایک پڑھنے لگا (حدثکم سبعۃ و سبعین) یہ سنکر مؤملؒ ہنسنے لگا اور اس جوان سے پوچھا آپ کہاں کے ہیں؟ جوان نے کہا مصر کا باشندہ ہوں۔

اسحاق کہتے ہیں میں جریر کے پاس تھا ایک شخص ان کے پاس آ کر کہنے لگا: اے ابوعبداللہ! آپ مجھے یہ حدیث پڑھائیں گے؟ جریر نے کہا کون سی حدیث؟ وہ پڑھنے لگا "حدثنا خر بز عن رقبة " یہ سن کر جریر نے فرمایا تیرا ناس ہو (خر بز) نہیں میں جریر ہوں۔

محمد بن سعید کہتے ہیں میں نے الفضل بن یوسف الجعفی سے سنا جو ابوالنعیم سے کہہ رہا تھا "حدثتک امک " (تیری ماں نے تجھ سے بیان کیا حالانکہ وہ یہ کہنا چاہ رہا تھا) حدثك امی الصیر فی) (یعنی امی بن الصیر فی نے بیان کیا)۔

ابونعیم کہتے ہیں عبدالملک نے ابوبکر بن حزم کو لکھا "احص من قبلک المخنثین "(اپنی یہاں کے ہجڑوں کو شمار کرلو) تو کاتب نے خط سناتے وقت غلطی کر کے (ان احص) کے بجائے ان اخص پڑھا (یعنی ان کو خصی کر) چنانچہ ابوبکر بن حزم نے تعمیل حکم میں سب کو خصی کرڈالا بعض ہیجڑوں نے کہا آج ہم ہیجڑے نام کے صحیح مستحق بن گئے۔

یحیٰ بن بکیر فرماتے ہیں بسیر بن سعد کے پاس آ کر ایک شخص کہنے لگا نافع

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (فی الذی نشرت فی ابیہ القصة) والی حدیث آپ سے کس طرح بیان کی؟ بشیر بن سعد نے کہا تیرا ناس ہو حدیث یوں ہے ''فی الذی یشرب فی انیة الفضة).

دارقطنی کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ الصولی نے بیان کیا کہنے لگا (حدثنا ابو العینا ء)

اسی طرح فرمایا کہ میں بعض مغفل محدثین کی مجلس میں حاضر ہوا تو ایک نے حدیث کی سند یوں بیان کی (عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جبرئیل عن اللہ عن رجل) یہ سن کر میں نے کہا ایسا کون ہے جو اللہ کا شیخ بن سکے؟ حالانکہ اس نے غلطی سے ''عن اللہ عزوجل ''کو'' رجل ''پڑھا۔

یہی حکایت ہم سے ابوعبداللہ الحسن بن محمد البارع نے بیان کی فرمایا بعض مغفل مشائخ کی مجلس میں حاضر ہوا، ایک پڑھنے لگا (عن رسول اللہ عن جبریل عن اللہ عن رجل) میں نے کہا ایسا کون ہے جو اللہ کا شیخ بننے کی صلاحیت رکھے؟ دیکھا تو وہ ''عزوجل'' لکھا ہوا تھا، پڑھنے والے نے غلطی کی۔

ابوایوب سلیمان بن اسحاق الخلال کہتے ہیں کہ ابراہیم الحربی نے کہا کہ ہمارے یہاں محمد بن عباد المهلبی آئے ہم ان کے پاس حدیث سننے گئے اس کو اگرچہ حدیث میں بصیرت حاصل نہیں تھی۔ اس نے ہم سے حدیث بیان کی کہنے لگا (ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضحی هرة (نبی علیہ السلام نے بلی کی قربانی کی) حالانکہ صحیح یہ ہے (ضحی بقرة) (گائے کی قربانی کی) با کا حرف قاف سے مل گیا تھا، جسے اس نے دوچشمی ہا سمجھ کر هرة پڑھا۔

کہتے ہیں محمد بن حمدان سے میں نے سنا کہہ رہا تھا میں نے صالح سے سنا یعنی جزرہ سے، انہوں نے کہا شام سے ہمارے یہاں بعض شیوخ آئے، ایک کے پاس ایک کاپی تھی اس میں لکھا تھا (عن جزیر میں نے پڑھ کر سنایا "حدثکم جریر عن ابن عثمان انه کان لابی اسامة خرزة یرقی بها المریض" (یعنی ابواسامہ کے پاس ایک دھاگہ تھا جس سے وہ مریض کو دم کرتے تھے)۔تو میں نے غلطی سے "حرزه" کو جزرہ پڑھا (جس کے معنے ذبح کی ہوئی چیز کے آتے ہیں) خطیب کہتے ہیں اس کے بعد ان کا نام جزرہ پڑ گیا۔

ابوالحسن دارقطنی فرماتے ہیں ایک دن ابوموسی بن المثنی نے لوگوں سے کہا ہم بڑی معزز قوم ہیں، ہمارا تعلق عنزہ سے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے کیونکہ حدیث ہے "انه صلی الله علیه وسلم صلی الی عنزة" انہوں نے یہ گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان طرف نماز پڑھی ہے۔ حالانکہ عنزہ سے مراد ایک نیزہ ہے جو دوران نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے (بطور سترہ) گاڑ دیا جاتا تھا۔اور آپ اس کو اپنے سامنے کھڑا کر کے نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن ابی بکر سہمی کہتے ہیں کہ میرے والد عیسی بن جعفر کے ہاں گئے وہ بصرہ کے امیر تھے تو والد نے اس کے بیٹے حسن جو انتقال کر گیا تھا کی تعزیت کی اتنے میں شبیب بن شیبہ بھی ان کے پاس آ کر کہنے لگے اے امیر خوشخبری حاصل کرو آپ کا بچہ جنت کے دروازے پر ٹھیرا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گا جب تک میرے والد داخل نہ ہوں (اس کیلئے ایک لفظ "محبنطئا" استعمال کیا) اس سے کہا گیا ظاء کو ترک کرو اور طاء استعمال کرو' یعنی

محبنطئا" ہے کہنے لگا مجھ سے کہتے ہو حالانکہ (مابین لابتیھا افصح منی) ان کالے پتھروں والے پہاڑوں (یعنی اس علاقے میں) کے درمیان میں ہی سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میرے والد نے کہا یہ دوسری غلطی ہوئی بصرہ میں "لابۃ" کہاں سے آیا (کیونکہ "لابہ" کالے پتھروں کو کہتے ہیں اور بصرہ کے پتھر سفید ہیں) یہ جب بھی اٹھتے منہ کے بل گرتے (یعنی جب بھی بولتے تو غلطی کرتے)۔

ابو حاتم رازی کہتے ہیں عمر بن محمد بن الحسین غلطی کر کے یوں پڑھتے تھے (معادبن جبل، وحجاج بن قراقصه وعلقمه بن مريد) میں نے اس سے کہا تیرے باپ نے تجھے کاتبوں کے حوالے نہیں کیا یعنی تو نے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا۔ کہنے لگے ہماری ایک بچی تھی اس نے ہمیں حدیث ہی میں مشغول رکھا۔

دارقطنی کہتے ہیں مجھے یعقوب بن موسیٰ نے بتایا کہ ابوزرعہ کہتے ہیں بشیر بن یحییٰ بن حسان امام رازی کے ساتھیوں میں سے ہیں مناظرہ کرتے وقت مخالفین پر طاؤس (مور) سے استدلال کرتے تھے، مدمقابل مناظر نے کہا یہ ہمارے مقابلے میں پرندوں کو دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

ابوزرعہ کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بشیر نے قرعہ کے متعلق اسحاق کے ساتھ مقابلہ کیا، اسحٰق نے صحیح حدیث پیش کر کے اسے چپ کرایا۔ چنانچہ یہ شکست کھانے کے بعد لوٹے اور اپنی کتابوں میں مراجعت کرلی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں لفظ (التضرع) پایا تو راء کا نقطہ ہٹا کر کے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے ایسی حدیث ملی ہے جس سے میں اسحاق کی کمر توڑ دوں گا چنانچہ اس حدیث کو اسحاق کے پاس لا کر پیش کیا۔ اسحاق نے کہا یہ لفظ (التضرع) ہے (نہ کہ القرع)۔

حماد بن یزید سے غلام نے پوچھا حضرت عمر نے آپ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی سے منع فرمایا۔ حماد نے تبسم فرمایا اور کہا بیٹے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روٹی سے منع فرماتے تو لوگ بغیر کھائے پیئے کیسے زندہ رہتے؟ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے منع فرمایا۔ (روٹی کو خبز اور شراب کو خمر کہتے ہیں، تو غلام نے خمر کو خبز سمجھا)

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں داؤد بن ابی ہند ہمارے پاس کوفہ آئے تو اہل کوفہ کا مستملی پوچھنے لگا وہ سعید کی حدیث کیسی ہے (یکفن الضبی فی ثوب واحد) حالانکہ یہ (یکفن الصبی فی ثوب واحد) کہنا چاہ رہے تھے (یعنی بچے کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا جائے)

حسن بن البراء کہتے ہیں عمر بن عون کے ایک منشی تھے اعرابی غلطی کرتے تھے۔ یعنی اعراب غلط پڑھتے تھے تو عمر بن عون نے انہیں چھوڑ کر ایک ادیب کی طرف رخ کیا یہ مجھے سنائے۔ وہ پڑھنے لگا (حدثکم هیسم) یہ دیکھ کر عمر بن عون نے کہا مجھے پہلے والے کے پاس لے جاؤ وہ تو اعراب غلط پڑھتا تھا اور یہ تو کئی کلمات اور نقطے کھا جاتا ہے۔

ایک آدمی لیث بن سعد کے پاس آیا پوچھنے لگا نافع نے آپ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث (فی الذی نشرت فی ابیہ القصة) کیسے بیان کی۔ انہوں نے کہا حفص بن شاہین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "لایوشک ان الظعینة بلا خفیر" (یعنی قریب ہے ایسا زمانہ آئے کہ عورت امن کی وجہ سے بلا محرم سفر کرے گی) تو اس نے غلطی سے بلاخفین) پڑھا (یعنی

عورت بغیر موزوں کے سفر کرے گی)

حیان بن بشر جو کہ بغداد اور اصبہان کے قاضی تھے اور جملہ رواۃ میں سے ایک ہیں، ایک دن انہوں نے روایت بیان کی (ان عرفجة قطع انفه يوم الكلام) (عرفجہ نے کلام کے دن اپنی ناک کاٹ لی تھی) تو اہل کجہ کا ایک شخص لکھ رہا تھا اس نے کہا قاضی صاحب یہ تو (يوم الكلاب) ہے کلام نہیں قاضی صاحب نے اسے قید کرایا کچھ لوگ ان کے پاس گئے اور ان سے پوچھا تجھے اس مصیبت میں کس چیز نے گرفتار کیا کہنے لگا عرفجہ نے تو اپنی ناک جاہلیت میں کاٹی تھی اور میں اب حالت اسلام میں اس کی سزا بھگت رہا ہوں۔

عبداللہ بن ثعلبہ نے کہا (كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يمسح وجهه من (القيح) عبداللہ کہتے ہیں اس میں مخزومی سے غلطی ہوئی یہ لفظ (الفيح) ہے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرہ سے گرمی کی وجہ سے پسینہ صاف کرتے تھے' جبکہ قیح کے معنی پیپ کے ہیں)۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الذين يشققون الحطب تشقيق الشعر) یعنی رسول اللہ نے ان لوگوں پر لعنت فرمائی جو خطبوں کو شعر کی طرح کاٹ کاٹ کر پڑھتے ہیں۔ابونعیم کہتے ہیں ایک بار میں وکیع کے پاس حاضر ہوا انہوں نے پڑھا يشفقون الحطب میں نے کہا یہ حاء کے ساتھ حطب ہے فرمایا ہاں (حالانکہ حطب کے معنی لکڑیوں کے ہیں)۔

اسی طرح عام ... معب ... ہیں "اعتكفت عائشه عن اختها بعد

ما ماتت "(عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن کی طرف سے اعتکاف کیا اس کے انتقال کے بعد) فرمایا یہ اعتقت ہے یعنی عائشہ رضی اللہ عنہا نے غلام آزاد کیا۔

امام شافعی فرماتے ہیں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے پوچھا گیا تیرے والد نے تیرے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفینہ نوح نے بیت اللہ کا طواف کیا اور سات چکر کاٹے اور مقام ابرہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں؟ فرمایا ہاں۔

اسحاق بن وہب فرماتے ہیں ہم یزید بن ہارون کے پاس تھے ان کا ایک منشی تھا جس کا نام (بریحه) تھا، یزید سے ایک شخص نے حدیث کے متعلق پوچھا تو یزید بیان کرنے لگا (حدثنابه عدة) تو منشی چیخ کر پوچھنے لگا اے ابو حافظ عدة کس کا بیٹا ہے؟ یزید نے کہا (عده بن فقد تلک .)

فضل بن ابی طاہر کہتے ہیں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (عم الرجل صنوابيه) (آدمی کا چچا اس کے باپ کے مثل ہے) کو یوں غلط پڑھا "عم الرجل ضيق انيته" (چچا تنگ برتن ہے)۔

ذکریا بن مہران کہتے ہیں ایک شخص نے حدیث لايورث حمل إلا ببينة کو یوں پڑھا الابشنية (حمیل گم شدہ بچہ جسے اٹھالیا جائے۔)

اسی طرح کہتے ہیں کہ میں احمد بن یحیٰی بن زبیر کے ہاں حاضر ہوا تو وہاں ارباب حدیث میں سے ایک شخص پوچھنے لگا (كيف الزبير ابن خريت) اس نے کہا ابن زبیر تو صحیح ہے خریت کوئی نہیں صحیح لفظ (حزيت) ہے حزیت ماہر رہبر کو کہتے ہیں۔

عسکری کہتے ہیں ایک مغفل شیخ نے روایت بیان کی (ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم احتجم واعطی الحجاج اجرۃ) اجرہ جیم کے ضمہ اور راء کو مشدد پڑھا حالانکہ صحیح حدیث یوں ہے "احتجم النبی صلی اللہ علیہ وسلم واعطی الحجام اجــــرہ" "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اجرت دی" (شیخ نے اجرت کو اجرہ بنایا جس کے معنی اینٹ کے ہے اور حجام کو حجاج بنایا۔)

عسکری کہتے ہیں ابو بکر بن الانباری نے کہا کہ میرے والد نے کہا قطربلی نے ثعلب کو اعشیٰ کا شعر سنایا:

فلو کنت فی حب ثمانین قامۃ ورقیت اسباب السماء بسلم

اگر آپ اسی گز کے لمبے دانے میں ہوتے اور آپ سیڑھی سے آسمان پر چڑھ جائے۔

یہ سن کر ابو عباس نے کہا تیرا گھر ویران ہو، کیا تو نے اسی گز کے برابر دانہ دیکھا ہے بلکہ لفظ (جــــب) ہے جس کے معنی کنویں کے آتے ہیں۔ اس صورت میں شعر کے معنی "اسی گز گہرے کنویں میں ہوں ....الخ"۔

حجاج کہتے ہیں ایک آدمی عبدوالقدوس بن حبیب کے پاس آیا اور عرض کیا آپ نے جو حدیث بیان کی وہ مجھے دوبارہ سنائیں۔ تو اس نے بیان کرنا شروع کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاتتخذوا شیئا فیہ الروح عرضا" (یعنی غرضا کی بجائے عین کے ساتھ عرضا پڑھا) ایک آدمی نے اس سے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے کہنے لگا وہ شخص جس کے گھر میں قسطرون یعنی روشن دان تجھے ہوں (اس کو نشانہ مت بناؤ) میں نے کہا تو نے حدیث بھی غلط بیان کی اور اس کا مطلب بھی غلط

بیان کیا حالانکہ صحیح حدیث یوں ہے (لاتتخذوا شیئا فیه الروح غرضا) یعنی جاندار کو نشانہ مت بناؤ یعنی اس کو مت مارو۔ (یعنی غرضا غین کے ساتھ ہے)۔

سعید بن عمر کہتے ہیں مجھ سے ابوزرعہ نے کہا میرا گمان ہے کہ قاسم بن ابی شیبہ نے کسی انسان کی کتاب میں دیکھا (عن ابن فضیل عن ابیه عن المغیرة عن سعید بن جبیر (المرجئة یهود القبلة) مرجئہ قبلہ کے یہود ہیں) حالانکہ صحیح یہ ہے (المرأ حیث یهوی قلبه) یعنی آدمی وہاں ہوتا ہے جہاں اس کا دل چاہتا ہے۔

دارقطنی کہتے ہیں میں نے ابوالعباس ابن ابی مہران سے سنا فرمایا کہ ابن جمیل رازی ایک تفسیر چھپوانا چاہتا تھا تو چند جلدوں میں اس کو شائع کیا ایک رات ایک جلد نکال کر پریس والوں کے پاس جا کر پوچھنے لگا: الأکثرون هم الأقلون إلا من قال بالمال هکذا وهکذا " یہ کون سی سورت میں ہے؟ یہ سن کر پریس والے نے کہا یہ تو قرآن ہی نہیں ہے چنانچہ شرمندہ ہوا اور اس کے بعد تفسیر شائع نہیں کی۔

دارقطنی کہتے ہیں میں نے برقانی سے سنا فرمایا مجھ سے فقیہ اہوازی نے کہا کہ میں یحیٰ بن محمد بن صاعد کے پاس تھا ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی، پوچھنے لگی اے شیخ اس کنویں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جس میں مرغی گر کر مر جائے اس کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ یہ سن کر یحیٰ نے کہا تیرا ناس ہو مرغی کس طرح کنویں میں گر سکتی ہے؟ عورت نے کہا وہ کنواں ڈھکا ہوا نہیں تھا۔ یحیٰ نے کہا آپ نے اسے کیوں نہیں ڈھکا کہ اس میں کوئی چیز نہ گرتی؟ یہ ماجرہ دیکھ کر اہوازی نے کہا اے عورت سن لے اگر پانی متغیر ہوا تو نجس ہے ورنہ نہیں۔

اسی طرح فرماتے ہیں ہم بیدار کے پاس تھے اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کرتے ہوئے کہا(عن عائشہ قال :قلت یا رسول اللہ) ایک شخص نے ازراہ تمسخر کہا اللہ کی پناہ آپ کیا ہی فصیح ہیں، کہنے لگا جب ہم روح کے پاس سے نکلتے تھے تو ابوعبید کے پاس جاتے تھے' ابوعبیدہ نے فرمایا یہ حقیقت آپ پر ظاہر ہو جائیگی۔ چنانچہ فرمایا(حدثنا عبداللہ بن موسی والفریابی عن اسرائیل عن أبی اسحاق عن حارثة بن مضرب قال: بر زعمینة وشیبه والولیدفقالوا من یبارز ؟ فخرج من الأنصار قال عبداللہ ستة والفریابی شیبة "دارقطنی کہتے ہیں عبداللہ کا ستہ کہنا چھ آدمی مقابلہ کے لئے نکلے غلطی ہے زیادہ صحیح وہ ہے جو فریابی نے کہا' یعنی شیبہ نکلے اس لئے کہ انصار میں جو نکلے تھے وہ تین تھے۔

دارقطنی کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ بن مخلد بن یحیی بن معین کے نسخہ میں پڑھا اوراق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں کہا(ان النبی صلی اللہ علیه وسلم لماتی البقیع حسا رائیته).

دارقطنی کہتے ہیں میرے والد نے ہم سے بیان کیا کہ یحیی بن آدم نے آ کر کہا کعب نے حدیث میں غلطی کی ہے اس نے کہا(قال اللہ: أنا اشبح وأداوی) یعنی میں زخمی کرتا ہوں اور علاج کرتا ہوں۔

لیکن خود یحیی نے اس سے بڑی قبیح غلطی کی کہنے لگا اللہ تعالی فرماتے ہیں (اناأسحر وأداوی) میں جادو کرتا ہوں اور علاج کرتا ہوں۔

ابوالہشیم قاضی کہتے ہیں میں نے احمد بن صالح سے سنا میں ابلہ آیا وہاں

میں نے سلامہ بن روح سے ملاقات کی تو میں نے اس کو حدیث بیان کرتے ہوئے نہ (ولا بیعة للذی باع بعرة أن یفتلا) میں نے عرض کیا حدیث یوں ہے (لاتغر ان یقتلا) کہنے لگا نہیں اس طرح صحیح ہے جیسے میں نے بیان کیا میں نے عرض کیا پھر اس کا کیا مطلب ہوگا؟ کہنے لگا مینگنی کو جب ہاتھ میں لیکر دباتے ہو تو وہ ٹوٹ کر منتشر ہوجاتی ہے۔

دار قطنی کہتے ہیں ہمیں ابوبکر صولی نے ابوایوب کی حدیث لکھوائی (من صام رمضان واتبعه ستا من الشوال) یعنی جس نے رمضان کے روزے رکھے تو اس نے (سته من الشوال) کی بجائے (شیئا من الشوال) لکھوایا (جس کے معنی ہے کچھ شوال کے)۔

احمد بن جعفر حنبلی نے ابوسعید کی حدیث اس طرح بیان کی "لا حلیم الا ذو عثرة" (انسان لغزشوں کے بعد بردبار اور تجربہ کار بنتا ہے) احمد نے غلطی کر کے لاذو غیرة) پڑھا کہ غیرت کے بعد حلم آتا ہے

دار قطنی کہتے ہیں کہ محمد بن احمد نے ہمیں بتایا کہ متوکل کے غلام ابوشا کر نے ہمیں حدیث لکھوائی "اکتحلوا وتراً واذهبوا عنا" (سرمہ طاق لگاؤ اور ہمارے پاس سے چلے جاؤ) حالانکہ وہ کہنا یہ چاہ رہے تھے "ادهنوا غبا" کبھی کبھار تیل لگایا کرو۔

اور فرمایا کہ ابن لهیعہ نے روایت کیا "ان رسول الله صلی الله علیه وسلم احتجم فی المسجد" حالانکہ حدیث میں "احتجر" آیا ہے۔

دار قطنی کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ علی بن داؤد کے پاس ایک

عورت آئی اس حال میں کہ وہ حدیث بیان کرر ہے تھے، ان کے سامنے ایک ہزار کا مجمع تھا۔ عورت مسئلہ پوچھنے لگی میں اپنے ازار (تہبند) کے صدقہ کرنے کی قسم کھا چکی ہوں (اب کیا کروں) علی بن داؤد نے پوچھا آپ نے وہ کتنے کا خریدا کہنے لگی ایک سوبیس درہم کا۔ کہنے لگے چلی جاؤ اور ایک سوبیس روزے رکھو۔ جب وہ عورت گئی تو کہنے لگے افوہ افوہ ہم سے غلطی ہوئی خدا کی قسم میں نے تو اسے کفارہ ظہار کا حکم دیا۔ (حالانکہ کفارہ ظہار کے روزے بھی ایک سوبیس نہیں ہیں بلکہ ساٹھ روزے ہیں)۔

محمد بن عدی کہتے ہیں میں نے ایک آدمی کو دیکھا بیان کر رہا تھا "قال النبی صلی الله علیه وسلم :من برایوم بربه .والدهر لایغتربه". (جو شخص ایک دن بھی اپنے رب کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا تو زمانہ اس کے ساتھ دھوکا نہیں کر سکتا)

محمد عیسی کہتے ہیں عباس نے کہا میں نے یحیٰ بن معین سے سنا وہ سعید بن مسلم سے روایت کرر ہے تھے کہا ان کے پاس بروایت منصور ایک کتاب ہے اتنے میں ایک شخص نے پوچھا کیا آپ نے وہ کتاب سنی ہے؟ کہنے لگا ذرا صبر کیجیے میرے والد آئیں گے تو میں ان سے پوچھ لوں گا۔

دارقطنی کہتے ہیں میں نے حمزہ سہمی سے سنا انہوں نے کہا میں نے ایک شیخ سے سماع حدیث کی اور اس کو لکھنا شروع کیا شیخ نے کہا اپنی کاپیوں میں میرا نام بھی لکھ لینا میں نے اسماعیل سے کہا یہ حماقت کی بات نہیں ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔

اسی طرح ابوالحسن بن خلف فقیہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک شیخ نے ہمارے لئے سند اجازت لکھی اور اس میں اپنا نام نہیں لکھا ہم نے عرض کیا اس میں اپنا نام لکھ دیجئے کہنے لگا میں ایسا نہیں کروں گا جو مجھے نہیں جانتا میں اس کے لئے اپنا نام نہیں لکھتا۔

احمد بن علی ثابت کہتے ہیں میں نے ابوالفتح عبداللہ بن احمد نحوی کی کتاب میں لکھی ہوئی تحریر پڑھی ''میں نے قاضی احمد بن کامل سے سنا انہوں نے بیان کیا کہ محمد بن موسیٰ بربری نے جتنا علم جمع کیا اتنا کسی نے جمع نہیں کیا ایک دن میں ان کے پاس گیا تو وہ غمگین بیٹھے تھے میں نے کہا کیا بات ہے؟ کہنے لگا یہ فلانی یعنی میری بیوی مجھے کہتی ہے کہ یہ لونڈی آزاد کرو' تو میری خدمت کے لئے کوئی لونڈی نہیں رہے گی اور نہ ہی کوئی میرا مددگار رہے گا میں نے کہا اس کی کتنی قیمت ہے؟ کہنے لگا میری بیوی نے مجھے کچھ دینار لونڈی خریدنے کے لئے دیئے تھے تو میں نے اس سے یہ لونڈی خریدی میں نے کہا تو پھر آپ جس چیز کے مالک نہیں وہ کیسے آزاد کرتے ہو؟ کہنے لگا گویا کہ یہ جائز نہیں میں نے کہا جائز نہیں ہے یہ لونڈی تو تیری بیوی کی ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔ چنانچہ وہ مجھے دعا دینے لگا۔

حافظ کہتے ہیں ایک بار میں نے ایک شخص کو ''عمرا'' لکھوایا تو اس نے ''سترا'' لکھا اور پھر (زید) لکھا

اسماعیل بن محمد الحافظ کہتے ہیں ہم نظام الملک کی مجلس میں تھے اس نے لکھوایا:

اف للدنیا الدنیه دراهم وبلیه

''افسوس ہے اس رذیل دنیا پر جو روپوں پیسوں کی شکل میں بلائیں ہیں۔

مستملی نے کہا (وبلیة) اس سے کہا گیا (وملیة) یہ سن کر حاضرین مجلس ہنس پڑے نظام نے کہا چھوڑو۔

محمد بن الحسن نے بعض مغفلین کے بارے میں بیان کیا کہ ایک بیوقوف سے

کہا گیا فلاں شخص رئے میں انتقال کر گیا اس نے کہا رئے کی طرف میں نے دو سفر کئے اب میں نہیں جانتا کہ وہ کون سے سفر میں انتقال کر گیا (پہلے سفر میں یا دوسرے سفر میں)۔

اس طرح فرمایا میں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ الوراق سے سنا انہوں نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی سے سنا انہوں نے اپنے والد سے سنا کہا کہ مجھے صالح بن محمد العبادی نے لکھا جب محمد بن یحییٰ کا انتقال ہوا لوگوں نے اس کی جگہ ایک محدث کو بٹھا دیا جس کا نام محمد بن زید تھا اس نے لوگوں کو یوں حدیث لکھوادی (یــــا اباعمیر مافعل البعیر)(صحیح مـافعل النغیر) یعنی حضور نے چھوٹے صحابی سے جس کے ہاتھ میں پرندہ تھا مزاحا فرمایا ابوعمیر تیرا پرندہ کہاں ہے' جبکہ "بعیر" معنی اونٹ ہے، معنی ہوگا تیرے اونٹ کو کیا ہوا)

اسی طرح ان کو املا کروایا (لاتــصــحب المــلائکة رفقة فیها حرس) یعنی فرشتے ایسی جماعت کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں بھیڑیا ہو حالانکہ صحیح لفظ جرس ہے جس کے معنی گھنٹی کے آتے ہیں (یعنی جس جماعت میں گھنٹی ہو۔) محدث صاحب نے جرس کو حرس کر دیا ۔

ابوسلیمان خطابی نے بیان کیا عبداللہ بن عمار نے کہا میرا تھیلا چوری ہوا ایک آدمی پر ہمیں شک تھا، میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، میں نے (واقعہ سنانے کے بعد) عرض کیا میرا ارادہ تھا اس شخص کو باندھ کر آپ کے پاس لاتا فرمایا بغیر گواہ کے؟ خلیل کہتے ہیں اس میں راوی سے غلطی ہوئی ۔ بلکہ حضرت عمر نے فر آپ نے چوری کو بھانپ لیا تھا کیونکہ اس پر گواہ قائم ہوتا پھر تو اس میں فیصلہ کرنے کی

کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔

یحیٰ بن معین نے کہا ایک آدمی نے ابوعبیدہ کی حدیث میں غلطی کر کے (کان علی الحسر) کی بجائے (کان علی الجسر) (وہ پل پر تھے) روایت کیا۔ حسر حاسر کی جمع ہے بمعنی وہ شخص جس کے سر پر خود اور جسم پر کوئی زرہ نہ ہو۔

خطابی کہتے ہیں بعض نے غلطی کر کے کہا" لو صلیتم حتی تکونوا کالحنائز جبکہ صحیح لفظ راء کے ساتھ الخنائر ہے)(۱)

اور بعض نے یأجوج مأجوج والی حدیث "إنها إذا هلكت اكلت منه دواب الأرض فشكرت أى تمسن "(جب یاجوج ماجوج ہلاک ہو نگے تو زمین کے جانوران کو کھا کر موٹے ہو جائیں گے)(میں غلطی کر کے بیان کیا "تسکر من سکر الشراب"، یعنی تمام جانور شرابیوں کی طرح نشے میں ہو جائیں گے۔

ابو بکر بن عبدالباقی البزار نے کہا کہ ایک شخص نے ذیل کی حدیث مع سند یوں غلط بیان کی کہا: حدثنا سفیان البوری عن جلد المجداء عن إتش عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: إذهبوا عنا" حالانکہ وہ بیان کرنا چاہ رہے تھے "حدثنا سفیان الثوری عن خالد الحذاء عن أنس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: إدهنوا غبا" (حضرت انس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کبھی کبھار تیل لگایا کرو۔

---

(۱) پوری حدیث یوں ہے: ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (لو صلیتم حتی تکونوا کالحنائر ما نفعکم ذالک حتی تحبوا آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) یعنی اگر تم اتنی نمازیں پڑھو حتی کہ تمہارے پیٹھ کمان کی طرح ٹیڑھی ہو جائے تو یہ تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی جب تک کہ تم آل رسول ﷺ سے محبت نہ کرو۔ جبکہ خنائز زاء کے ساتھ کا کوئی معنی نہیں۔۱۲

بارھواں باب

مغفّل بادشاہوں اور گورنروں کا بیان

محمد بن زیاد کہتے ہیں عیسی بن صالح احمق تھا۔ لیکن ان کا بیٹا عقلمند تھا، جب عیسی بن صالح کو قنسرین کی فوج کا والی مقرر کیا گیا تو اس نے امور کی انجام دہی کے لئے اپنے بیٹے کو نائب بنایا، اس کے بیٹے کا بیان ہے کہ "ایک مرتبہ میرے والد کا قاصد میرے پاس آیا اور مجھے اسی وقت حاضر ہونے کا حکم ملا حالانکہ ایسے اوقات میں سخت اہم کام کے بغیر کوئی کہیں نہیں بلاتا ۔ مجھے گمان تھا شاید خلیفہ کی طرف سے کوئی خط ان کے پاس آیا ہوگا جس کی وجہ سے میری اور لوگوں کی حاضری کی ضرورت پیش آئی، چنانچہ میں نے فوجی لباس پہنا اور لشکریوں کو تیار کیا اور سوار ہو کے اس کے گھر کی طرف روانہ ہوا' جب میں داخل ہوا تو دربان سے پوچھا خلیفہ کی جانب سے کوئی حکم نامہ آیا یا کوئی اور واقعہ پیش آیا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں ۔مزید اندر جا کر خاص خدام سے پوچھا انہوں نے بھی وہی جواب دیا، چنانچہ میں خاص ان کے پاس پہنچا۔ مجھے دیکھ کر کہا بیٹے ادھر آؤ دیکھا تو بستر پر لیٹے ہوئے ہیں کہنے لگے بیٹے میں پوری رات ایک معاملہ میں جاگتا رہا اور ابھی تک اسی سوچ میں ہوں ۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالی امیر کو سلامت رکھے وہ کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگا میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اللہ تعالی مجھے حورعین بنادے اور جنت میں یوسف پیغمبر کو میرا شوہر

بنادے۔اس کو سوچتے سوچتے میری۔رچ لمبی ہوئی۔میں نے کہا اللہ امیر کو سلامت رکھے اللہ عزوجل نے آپ کو مرد بنایا ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی آپ کی شادی حورعین سے کرائے گا البتہ اگر یہی سوچنا تھا تو پھر آپ نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے شوہر بنیں کیوں کہ وہ سب اور قرابت کی وجہ سے زیادہ حقدار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل علیین میں سید اولین وآخرین ہیں، بیٹے آپ یہ گمان نہ کریں کہ میں نے اس بارے میں نہیں سوچا ہوگا۔میں نے اس میں بہت سوچا لیکن مجھے یہ ناگوار ہوا کہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو غصہ دلاؤں۔

مدائنی کہتے ہیں بغداد میں ایک معزز آدمی آیا' اس نے اپنے بخیریت پہنچنے کی اطلاع کے لئے اپنے والد کو خط لکھا لیکن اس کو کوئی جاننے والا نہیں ملا جو خط لیجائے۔تو خود خط لیکر اپنے والد کے پاس گیا اور کہا مجھے یہ ناگوار تھا کہ میری اطلاع آپ کے پاس تاخیر سے پہنچے اور مجھے کوئی خط لانے والا بھی نہ ملا تو میں خود لیکر آیا ہوں یہ کہہ کر خط والد کو دیدیا۔

ابن خلف کہتے ہیں دو آدمی اپنا جھگڑا نمٹانے کے لئے ایک قاضی کے پاس لے گئے تو اس کو فیصلہ کرنا نہیں آیا تو وہ دونوں کو سزا دے کر کہنے لگا اللہ کا شکر ہے کہ ان میں ظالم مجھ سے بچ کر نہیں گیا (اگرچہ مظلوم کو بھی سزا ملی)۔

سعید بن جعفر انباری کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا کہا کہ ابوالہیثم اپنے ایک گورنر پر غصہ ہوا، کسی نے ان سے راضی ہونے کے متعلق ان سے بات کی کہنے لگا: خدا کی قسم راضی نہیں ہوں گا جب تک کہ ان سے مجھے یہ خبر نہ پہنچے کہ اس نے میرے پیروں کو بوسہ دیا۔

ابوعثمان الحافظ کہتے ہیں فرارہ بصرہ والوں پر مظالم ڈھانے والا تھا، وہ اللہ کی مخلوق میں سب سے لمبی داڑھی والا اور کم عقل تھا، یہ وہی شخص ہے جس کے متعلق شاعر نے کہا:

ومن مظالم ان تکون علیٰ المظالم یا فزارہ

ترجمہ: اے فرارہ تو نے ظلم کی انتہا کر دی۔

ایک بار حجام نے اس کے بال بنائے جب وہ فارغ ہوا تو اس نے شیشہ منگوا کر اس میں دیکھا حجام سے کہنے لگا آپ نے میرے سر کے بال تو درست بنائے لیکن اے کنجری کے بچے خدا کی قسم تو نے میری مونچھوں کا چمڑا اتار دیا۔

ایک دن فرارہ نے کچھ شور سنا پوچھا یہ کیا شور ہو رہا ہے' لوگوں نے کہا کچھ لوگ قرآن میں بحث مباحثہ کر رہے ہیں فرارہ بولا: اے اللہ ہمیں قرآن سے راحت عطا فرما۔

ایک بار پرندوں والے پر سے اس کا گزر ہوا فرارہ نے پوچھا یہ پرندے کتنے کے بیچتے ہو؟ اس نے کہا ایک درہم میں' فرارہ نے کہا نہیں، پرندے والے نے کہا میں اسی طرح بیچتا چلا آیا ہوں، فرارہ نے کہا ہم آپ سے دو پرندے تین درہم میں لیں گے۔ اس نے کہا لے لو فرارہ نے اپنے نوکر سے کہا اسے دو پرندوں کے تین درہم دے دو، اس میں مبیع (یعنی فروخت شدہ چیز) کے لئے بہت سہولت ہے۔

ہمیں یہ بات پہنچی کے مہلب نے خراساں کے والی کو معزول کر کے ایک دیہاتی کو والی مقرر کیا تو معزول ہونے والا والی منبر پر چڑھ کر حمد ثناء کے بعد کہنے لگا اے لوگوں اللہ نے تمہیں جس چیز کا حکم دیا ہے اس کا قصد کرو۔ اللہ تعالی نے باقی

رہنے والی آخرت کی ترغیب دی ہے اور فانی دنیا سے بے رغبتی کا حکم دیا ہے۔ لیکن تم نے دنیا میں رغبت اختیار کی اور آخرت سے بے رغبتی عنقریب یہ فانی دنیا تمہارے ہاتھ سے چلی جائے گی اور باقی رہنے والی آخرت بھی تمہیں حاصل نہ ہوگی پس تم ایسے ہو جیسے حق تعالیٰ نے فرمایا (لا ماء ك ابقيت ولا خرك انقيت) نہ تو نے اپنا پانی باقی رکھا اور نہ ہی تو نے نجاست صاف کی۔

لہٰذا اس مغرور سے عبرت حاصل کرو جو تم سے معزول کیا گیا اس نے بہت کوشش کی مال جمع کیا لیکن پھر بھی ذلیل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق بنا:

ابشری ام خالد رب ساع لقاعد

(اے ام خالد خوشخبری حاصل کر کہ بہت سے کوشش ومحنت کرنے والے بیٹھ ہی جاتے ہیں) پھر منبر سے اترا۔

یہ بات بھی ہمیں پہنچی ہے کہ یزید بن مہلب نے بعض اعرابیوں کو خراساں کا والی بنایا جب جمعہ کا دن آیا تو وہ منبر پر چڑھا اور حمد ثناء کے بعد خاموش ہو گیا پھر کہنے لگا اے لوگو دنیا سے بچو اس لئے کہ تم دنیا کو حق تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق پاؤ گے۔

وماالدنيا بباقية لحی وما حی علی الدنيا بباق

''یہ دنیا نہ کسی زندہ کے پاس باقی رہنے والی ہے اور نہ کوئی جاندار دنیا میں باقی رہنے والا ہے۔''

اس کے کاتب نے کہا اللہ تعالیٰ امیر کو سلامت رکھے یہ تو شعر ہے دیہاتی بولا یہ بتاؤ دنیا کس کے پاس باقی رہے گی؟ کہا نہیں پھر دنیا میں تو باقی رہے گا؟ کاتب نے کہا نہیں دیہاتی نے کہا آپ نے اعتراض کر کے خوامخواہ تکلیف کیوں کی؟

ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ بعض عربوں نے اپنے گورنر کے کسی عمل کے

متعلق خطبہ دیا، اپنے خطبہ میں کہا (اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ ماہ میں پیدا فرمایا) کسی نے اس سے کہا چھ دن میں پیدا فرمایا ہے۔ کہنے لگا خدا کی قسم میں نے یہی کہنے کا ارادہ کیا تھا لیکن میں نے پھر اس سے رجوع کیا۔

ابو بکر نقاش کہتے ہیں منصور بن نعمان کے کاتب نے بصرہ سے اس کی طرف لکھ بھیجا کہ میں نے ایک چور کو پکڑا ہے اور تفتیش کے بغیر مجھے کوئی اقدام ناگوار ہے اور وہ درزی ہے منصور نے لکھا کہ پیر کاٹ دو اور ہاتھ چھوڑ دو، کاتب نے کہا اللہ تعالیٰ نے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے؟ پھر لکھا بس میرے حکم کو نافذ کر دو کیوں کہ حاضر جو کچھ دیکھتا ہے غائب وہ نہیں دیکھتا۔

نخاس منصور کے پاس ایک خچر لیکر آیا اور کہا یہ میں نے چالیس دینار میں خریدا ہے۔ منصور نے کہا اس بار مجھ سے کچھ نہ کمانا، یہ کہہ کر غلام کو حکم دیا اس کو ڈیڑھ ہزار دینار دے دو۔

ایک بار مامون کے پاس آکر کہنے لگا امیر المومنین موت کوفہ میں پھیل گئی ہے لیکن وہ سلیم ہے (یعنی کوئی خطرہ کی بات نہیں ہے)

ایک بار علی بن احمد بن ابی حاتم کے پاس آئے وہ دوپہر کے کھانے میں سری کھا رہے تھے احمد نے کہا اے ابو سہیل تشریف لائے یہ سری حاضر ہے، کہنے لگا اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو جنتیوں کے سر کھلائے۔

ایک بار مامون نے اس سے کہا منصور آپ نے دجلہ کو وسیع کیا تو وہ آب ہم پر طغیانی کر رہا ہے۔ منصور نے کہا آپ سو بہشتیوں کو کرائے پر لے لو کہ وہ اس سے پانی لیکر راستوں پر چھڑکتے جائیں (اس سے پانی کم ہو جائیگا) یہ سن کر مامون نے کہا

تیرے متعلق میں حیران ہوں۔

محمد بن خلف کہتے ہیں بعض گورنروں نے اپنے کاتبوں سے کہا فلانے کے تشدد اور سختی کے متعلق لکھو اور ان سے کہو اے سنڈاس تو نے جو کچھ کیا ہے بہت برا کیا، کاتب نے کہا اللہ آپ کو معزز رکھے خط وکتابت میں اس طرح کی باتیں اچھی نہیں لگتیں، کاتب سے کہنے لگا تو نے سچ کہا پاخانے کی جگہ اپنی زبان سے چاٹ لے۔ (یعنی پاخانے کا لفظ زبان سے چاٹ کر مٹا دو)

ابوبکر بن بدر کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے حسین بن مخلد کے خلاف ایک دن احتجاج کیا اور ان سے مال کا مطالبہ کیا، اس نے کہا میرے پاس کوئی مال نہیں۔ میری مثال تو بادشاہ کی بہ نسبت ریتیلی زمین کی ہے کہ اگر میرے اوپر والے حصے پر پانی بہایا جائے تو میرے اندر سے کچھ حصہ حاصل کرلو گے اگر تم صبر کرلو یہاں تک کہ میرے پاس اموال آجائیں میں تم پر تقسیم کردوں گا ورنہ تمہیں اختیار ہے جو مرضی ہے کرو۔

ابوعلی بن الحسن کہتے ہیں کہ مدائنی نے کہا عبداللہ بن ابی ثوار نے ہمیں خطبہ دیا اپنے خطبہ میں کہا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور توبہ کی امید رکھو، اس لئے کہ اللہ تعالی نے قوم صالح علیہ السلام کو ایک اونٹنی کی وجہ سے ہلاک کیا جس کی قیمت پانچ سو درہم تھی۔ چنانچہ اس کے بعد لوگوں نے اس کا نام (مقوم الناقه) (اونٹنی کی قیمت مقرر کرنے والا) رکھا اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو معزول کیا۔

حیان عامل مصر نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی طرف لکھا: سب لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اس لئے یہاں جزیہ نہیں ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے ان کی طرف جواب میں لکھا اللہ تعالی جزیہ کو ختم کرے اس لئے حق تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

ہادی بنا کر بھیجا ہے۔

سلمان بن حسن بن مخلد کہتے ہیں میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہا کہ میں شجاع بن القاسم کے پاس تھا کہ وہاں کچھ لوگ مظلومیت ظاہر کرتے ہوئے داخل ہوئے تو شجاع بن قاسم نے ان کے معاملات میں ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اب تمہارے معاملے میں کوئی غور خوض نہ ہوگا کیوں کہ امیر اس جیسے معاملات سے نمٹنے کے لئے کل پرسوں سے بیٹھا ہے اسی وقت تم آ جاتے۔

ایک بار شجاع مستعین کے پاس اس حال میں آئے کہ اس کے چوغے کا ایک کونہ پھٹ گیا تھا، مستعین نے وجہ دریافت کی کہنے لگا میں ایک گلی سے گزر رہا تھا وہاں ایک کتے کے چوغے کو میں نے روندا تو اس نے میری دم پھاڑ دی، مستعین یہ سن کر اپنے پر قابو نہ رکھ سکے اور بے تحاشہ ہنس پڑے۔

جریر بن مقفع کسری کے وزیر سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ قباذ نامی احمق باغ میں جا کر ریحان وغیرہ پھولوں کی خوشبو سونگھتا اور کہتا میں پھول پر رحم کرتے ہوئے اسے توڑتا نہیں ہوں۔

رقہ میں ہارون الرشید کے گورنر نصر بن مقبل نے بکری کو حد میں کوڑے مارنے کا حکم دیا لوگوں نے کہا یہ تو جانور ہے (اس پر کیسے حد جاری ہوگی)؟ کہنے لگا حدود کسی سے ٹلتے نہیں ہیں اور اگر میں نے حد معطل کی تو میں بہت بڑا ظالم کہلاؤں گا۔ یہ خبر ہارون الرشید کو پہنچی تو اس نے اس کو طلب کیا جب یہ ان کے سامنے حاضر ہوا تو ہارون الرشید نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں بنی کلاب کا سردار ہوں۔ ہارون الرشید ہنسے پھر پوچھا آپ نے کیسے بکری پر حد جاری کرنے کا حکم دیا؟ کہا میرے یہاں حد

میں انسان اور چوپائے برابر ہیں، اگر کسی چوپائے پر حد واجب ہو جائے تو میں اس پر ضرور حد جاری کروں گا اگر چہ وہ میری ماں بہن ہی کیوں نہ ہو اللہ کے حق کے معاملہ میں؛ میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ چنانچہ ہارون الرشید نے حکم دیا ایسے معاملات میں اس کے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا جائے۔

بعض حکماء ہندا اپنے ملک کے وزیر کے ہاں حاضر ہوئے۔ وزیر کمزور تھا۔ وزیر نے ایک حکیم سے پوچھا سب سے بڑا علم کونسا ہے؟ حکیم نے کہا علم طب۔ وزیر نے کہا میں اکثر طب سے واقف ہوں۔ حکیم نے کہا وزیر صاحب بتایئے ذات الجن بیماری کا کیا علاج ہے؟ وزیر نے کہا اس کا علاج موت ہے یہاں تک کہ اس کے سینے کی حرارت کم ہو جائے اور ٹھنڈی دوائیوں سے اس کا علاج کیا جائے تا کہ دوبارہ زندہ ہو جائے۔ حکیم نے کہا موت کے بعد اسے کون زندہ کرے گا؟ وزیر نے کہا یہ ایک الگ علم ہے جو نجوم کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور میں نے اس میں سے صرف (باب الحیات) کا مطالعہ کیا ہے چنانچہ مجھے کتاب النجوم میں یہ بات ملی ہے کہ انسان کے لئے زندگی موت سے بہتر ہے حکیم نے کہا وزیر صاحب جاہل کے لئے ہر حال میں موت بہتر ہے۔

ابوخندف نے اپنے جانوروں کی جانچ پڑتال کی تو ایک چوپائے کو دبلا پتلا پایا کہنے لگا باورچی کو بلاؤ۔ جب وہ حاضر ہوا تو تھپڑ مار کر کہنے لگا یہ جانور اتنا دبلا پتلا مریل کیوں ہے؟ اس نے کہا میرے آقا میں تو باورچی ہوں مجھے جانوروں کے متعلق کوئی خبر نہیں۔ کہنے لگا تجھے اللہ کی قسم کہ تم باورچی ہو؟ تو نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اب چلے جاؤ کل میں جانوروں کے نگران کو بیس سے اوپر ساٹھ چابک ماروں گا لہذا

دل میں خوش ہو جاؤ۔

ابو الحسن محمد بن ہلال کہتے ہیں ایک قوم دیلم سے اپنی زمینوں کی طرف نکلی تو انہوں نے چور کو پکڑ لیا جو عراقی سے مشہور تھا۔اس کو وزیر ابی عبداللہ المہلبی کے پاس لے گئے تو وزیر نے ابو الحسن احمد القزوینی کاتب کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور کہا یہ بغداد کی پولیس ہے جو تم دیکھتے ہو،کاتب سے المہلبی نے کہا یہ عراقی چالاک عیار چور جس کو پکڑنے سے تم عاجز آ ئے تھے یہ لے لو اور اس کے حوالے کرنیکا خط لکھ دو۔کاتب نے کہا وزیر کا حکم بسر چشم لیکن آپ نے تو تین آدمیوں کا نام لیا (عراق،عیار،چور) اور یہ تو ایک شخص ہے تو میں کیسے تین آدمیوں کے حوالے کرنے کا خط لکھوں۔وزیر نے کہا یہ تینوں ایک چور کی صفات ہیں چنانچہ کاتب نے خط لکھنا شروع کیا (احمد بن محمد قزوینی کاتب نے حضرت وزیر صاحب کے حکم سے عیار عراقی چور حوالہ کیا جو کہ تین ہیں حالانکہ وہ ایک آدمی ہے اور خط پر تاریخ لکھ دی ۔یہ دیکھ کر وزیر ہنسا اور پاس بیٹھے نصرانی سے کہنے لگا آج قزوینی نے ایک چور کے حوالہ کرنے میں تمہارے مذہب کی تصدیق کردی (عیسائیوں کا مذہب ہے کہ باپ بیٹا اور روح القدوس ایک بھی ہیں اور متعدد بھی حالانکہ وحدت اور تعدد میں تضاد ہے)

ایک کاتب نے گانے والی عورت سے کہا اپنے گانے کی یہ آواز میرے لئے لکھ دو،وہ عورت کہنے لگی کاتب تم ہو (لہذا تم خود لکھو) کاتب بولا آپ اپنے لہجہ میں لکھ سکیں گی۔اور میں تو اس لہجہ کے ساتھ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتا۔

ابو الحسن بن ہلال صابی کہتے ہیں وزیر ذی السعادات ابو الفرج محمد بن جعفر کو بعض تاجروں نے تین قسم کے ریشم کے بنڈل پیش کئے۔وہ ایک مدت ان کے

پاس رہے جب اس کا مالک لینے آیا تو وزیر نے دوات کھول کر ایک بنڈل پر بڑے موٹے خط سے لکھا۔ یہ لینے کے قابل نہیں۔ دوسرے پر لکھا یہ مجھے پسند نہیں۔ تیسرے پر لکھا یہ بہت مہنگا ہے، پھر خادم سے کہا یہ مالک کو دے دو۔ چنانچہ مالک نے اس حال میں لیا کہ وہ کام کے نہیں رہے تھے ضائع ہو چکے تھے۔ اور جب وزیر کا گھوڑا نیچے کی طرف غلطی کرتا تو یہ ادب سکھانے کے لئے اس کے کھر کٹوا دیتے جب اس بارے میں اس سے پوچھا گیا تو کہنے لگا اسے کھلاؤ مت، میں نے اس گھوڑے کو یوں ہی ادب سکھایا ہے۔

بعض نصاریٰ مدینہ کے گورنر عبداللہ بن بشار کے پاس آ کر کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئیں' کہنے لگا اے کنجری کی اولاد تمہیں امیر المومنین کے لشکر میں مجھ سے گھٹیا آدمی نہیں ملا۔ تم کیا چاہتے ہو کہ قیامت کے دن میرے اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے درمیان تنازع پیدا کرو (عیسیٰ علیہ السلام ناراض ہونگے کہ تو نے میری امت کیوں کم کر دی)

ایک امیر (بادشاہ) منبر پر چڑھ کر یوں خطبہ دینے لگا اے لوگو اگر تم میری عزت کرو تو میں تمہاری عزت کرونگا اگر تم لوگوں نے میری توہین کی تو تم لوگ میرے یہاں میرے اس گوز سے بھی زیادہ ذلیل ہوں گے یہ کہہ کر گوز مارا (زور سے ہوا خارج کی)

ایک بیوقوف بادشاہ برف والے کے پاس سے گزرا تو برف فروش سے کہنے لگا تیرے پاس کیا ہے' ذرا بتا دو برف والے نے ایک ٹکڑا برف کا پکڑ وا دیا۔ بادشاہ نے کہا مجھے اس سے زیادہ ٹھنڈا چاہئیے۔ برف فروش نے دوسری طرف سے ٹکڑا کاٹ کر پکڑا دیا۔ بادشاہ نے کہا اس کی کیا قیمت ہے؟ برف فروش نے کہا یہ ایک رطل ایک

درہم کا ہے۔ اور پہلے والا ٹکڑا ایک رطل اور ڈیڑھ درہم کا ہے۔ بادشاہ نے کہا دوسری طرف والے سے تول دو۔ ایک بار یہ بادشاہ شام کے دروازے پر کیچڑ سے گزر رہا تھا اپنے ساتھیوں سے کہا۔ بادشاہ سوار ہونا چاہتا ہے۔ اگر میں نے واپسی میں اس جگہ کیچڑ دیکھا تو میں تمہیں آگ سے ماروں گا اور کسی کی سفارش تمہیں کوئی فائدہ نہیں دیگی۔

قبیصہ نے خطبہ دیا اس وقت وہ خراساں پر اپنے والد کا نائب تھا اس کے پاس والد کا خط آیا قبیصہ نے کہا' یہ امیر کا خط ہے خدا کی قسم وہ اطاعت کے مستحق ہیں۔ وہ میرے والد ہیں اور مجھ سے بڑے ہیں۔

ابو اسحاق صابی کہتے ہیں ایک شخص جو کہ عجم کے بڑے کاتبوں میں شمار ہوتا تھا اور ابوالعباس بن درستویہ سے مشہور تھا، ابوالفرج محمد بن العباس کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہ اپنے والد ابوالفضل کی تعزیت کے لئے بیٹھا تھا۔ اس کی موت کی خبر اھواز سے آئی تھی۔ ابوالفرج کے پاس رؤساء مملکت تشریف فرما تھے۔ اور اس کو اس کے والد کی جگہ دیوان کا والی بنایا گیا تھا جب ابن درستویہ مجلس میں بیٹھا تھا تو بے تکلف رونے لگا اور کہنے لگا ممکن ہے یہ خبر ویسے ہی افواہ ہو؟ ابوالفرج نے کہا افواہ نہیں متعدد خط وصول ہوئے ہیں۔ ابن درستویہ نے کہا ان سب کو چھوڑ دو کیا اس کا اپنا لکھا ہوا خط آیا ہے (کہ میں مر گیا ہوں)؟ ابوالفرج نے کہا اگر اس کے اپنے ہاتھ کا خط آتا تو ہم یہاں تعزیت کے لئے نہ بیٹھتے۔ اس پر لوگ بہت ہنسے

(قریسین) کے عامل عبداللہ بن فضلویہ نے بھری مجلس میں یہ شعر پڑھا:

یوم القیامة یوم لادواء له الاالطلاء واللهو والطرب

''قیامت کا ایسا دن ہے جس کا علاج سوائے لہو ولعب طرب وخوشی کے
اور کچھ نہیں۔''

بعض حاضرین نے کہا یہ (یوم الحجامة) ہے یوم القیامۃ نہیں کہنے لگا
معذرت خواہ ہوں کہ میں نحو اچھی طرح نہیں جانتا۔

تیرھواں باب

بیوقوف قاضیوں کا بیان

ابن اعرابی کہتے ہیں ابو دلامہ ایک شخص کے ساتھ جھگڑے کا مقدمہ قاضی عافیہ کے یہاں لے گئے اور کہا:

لقد خاصمني غواة الرجال   وخاصمتهم سنة وافية
فما إذ حض الله لي حجة   وما خيب الله بي قافية
فمن كنت من جوره خائفا   فلست اخافك يا عافية

ترجمہ: گمراہ لوگوں نے مجھ سے جھگڑا کیا اور میں ان کے ساتھ ایک سال تک لڑتا رہا اللہ نے میری کوئی دلیل باطل نہیں کی اور نہ اللہ نے میرا قافیہ نامراد کیا پس وہ کون ہے جس کے ظلم سے میں خوف زدہ ہوں عافیہ آپ سے مجھے کوئی خوف نہیں (یعنی آپ ظلم نہیں کرتے ہیں)

یہ سن کر عافیہ نے کہا میں امیر المومنین سے تیری شکایت کروں گا، ابو دلامہ نے کہا کیوں میری شکایت کرو گے؟ کہا اس لئے کہ تو نے میری ہجو (مذمت) کی۔ ابو دلامہ نے کہا خدا کی قسم اگر آپ میری شکایت کریں گے تو امیر المومنین آپ کو معزول کر دیں گے قاضی نے کہا کیوں؟ کہا اس لئے کہ آپ ہجو اور مدح کو نہیں پہچانتے۔ (یعنی آپ اس میں فرق و تمیز نہیں کر سکتے۔)

عبدالرحمٰن ابن مسہر نے بیان کیا مجھے قاضی ابو یوسف نے جبل (!) کا

قاضی بنایا اتنے میں مجھے خبر ملی کہ ہارون الرشید جیل تشریف لانے والے ہیں تو میں نے جیل کے باشندوں سے درخواست کی کہ ہارون الرشید کے سامنے میری تعریف کرنا انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا اور منتشر ہو گئے۔ جب انہوں نے مجھے مایوس کیا تو میں نے ڈارھی میں کنگھی کی اور خود نکل کر استقبال کے لئے کھڑا ہوا جب ہارون الرشید اور قاضی ابو یوسف کی مجھ سے ملاقت ہوئی تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین جیل کا قاضی کیا ہی بہترین قاصی ہے۔ یہ ہم پر عدل کرتا رہا اور بھی اپنی بہت سی تعریف کی۔

ابو یوسف نے مجھے دیکھ کر سر جھکایا اور ہنسے۔ یہ دیکھ کر ہارون نے پوچھا آپ کیوں ہنسے؟ اپنی تعریف کرنے والا یہی تو قاضی ہے' ہارون اتنا ہنسے کہ کہ اپنے پیروں سے مٹی کریدنے لگے۔ اور کہنے لگے یہ شیخ بیوقوف اور نیچ قوم کا ہے اسے معزول کردو۔ چنانچہ ابو یوسف نے فی الفور مجھے' معزول کردیا۔

علی بن ہشام کہتے ہیں حجاج نے ایک شامی شخص کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا اس کو ابو حمیر کہا جاتا تھا۔ جمعہ کا دن تھا وہ جمعہ پڑھنے جارہا تھا' راستہ میں ایک عراقی سے ملاقات ہوئی عراقی نے پوچھا ابو حمیر کہاں جارہے ہو؟ کہا جمعہ پڑھنے'۔ عراقی نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین نے جمعہ مؤخر کردیا؟ یہ سن کر وہ گھر واپس لوٹا جب دوسرے دن حجاج سے ملاقات ہوئی تو حجاج نے پوچھا ابو حمیرہ آپ کہاں تھے ہمارے ساتھ جمعہ میں شریک نہیں ہوئے کہنے لگا مجھے ایک عراقی ملا اس نے کہا امیر المومنین نے جمعہ موخر کردیا ہے تو میں واپس لوٹ گیا یہ سن کر حجاج ہنسا اور کہنے لگا اے ابو حمیر آپ کو معلوم نہیں کہ جمعہ کا دن مؤخر نہیں ہوسکتا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ حیان بن حسان کو فارس کے علاقے ''کرمان'' کا قاضی

بنایا گیا تو اس نے یوں خطبہ دیا۔ اے کرمانیوں کیا تم عثمان بن زیاد کو جانتے ہو وہ میرے چچا اور میری والدہ کے بھائی ہیں لوگوں نے کہا پھر تو وہ آپ کے ماموں ہوئے۔

ابن خلف کہتے ہیں عبدان کے قاضی کے چہرہ پر کثرت سے مکھیاں گرنے لگیں قاضی نے کہا اللہ تمہاری قبریں زیادہ کرے۔

ابن خلف نے کہا بعض راویوں نے کہا دو آدمی حران کے قاضی ابی العلوف کے پاس گئے۔ ایک نے کہا اللہ قاضی کو درست رکھے' اس شخص نے میرا امرغا ذبح کیا ہے اس سے میرا حق وصول کیا جائے۔ یہ سن قاضی نے دونوں سے کہا تم پولیس آفیسر کے پاس چلے جاؤ قتل کا فیصلہ وہ کرتے ہیں۔

ابوالفضل ربعی کہتے ہیں میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ مامون نے حمص کے رہنے والے ایک شخص سے وہاں کے قاضیوں کے متعلق سوال کیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین سب سے پہلے تو ہمارے قاضی صاحب کوئی بات سمجھ نہیں پاتے اور جب سمجھ جاتے ہیں تو شک میں پڑ جاتے ہیں۔ مامون نے کہا تیرا ناس ہو وہ کیسے؟ کہا ایک بار ایک آدمی ان کے پاس آیا اور دوسرے آدمی پر چوبیس درہم کا دعوی کیا مدعا علیہ نے اقرار کیا۔ قاضی نے مقر سے کہا پھر آپ ادا کریں۔ اس نے کہا اللہ قاضی کو درست رکھے میرے پاس ایک گدھا ہے جس سے میں روزانہ چار درہم کماتا ہوں۔ اس میں سے ایک درہم گدھے پر خرچ کرتا ہوں اور دوسرا اپنے اوپر خرچ کرتا ہوں۔ اور دو درہم اس کے لئے جمع کرتا ہوں۔ جب چوبیس درہم جمع ہو جاتے ہیں تو یہ غائب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ جمع شدہ مال مجھ سے خرچ ہو جاتا ہے۔ اب میری سمجھ میں ایک ہی صورت نظر آ رہی ہے کہ آپ اسے بارہ دن قید کر دیں یہاں تک کہ میں

چوبیس درہم جمع کر کے اس کو دیدوں۔ تو ہمارے قاضی صاحب نے مدعی کو قید کر دیا یہاں تک کہ اس نے مال جمع کیا۔ یہ سن کہ مامون ہنسے اور اس قاضی کو معزول کر دیا۔

ابو بکر ہذلی کہتے ہیں کہ بلال بن بردہ سے پہلے ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے یہ اکثر فیصلہ غلط کر دیتے تھے۔ ایک بار ایک عورت نے ثمامہ کے ہاں ایک شخص پر دعوی کیا کہ میں نے اس کے پاس فلاں چیز ودیعت رکھی ہے اور میرے پاس گواہ نہیں ہے ثمامہ نے اس شخص سے قسم لینے کا ارادہ کیا عورت کہنے لگی یہ تو برا آدمی ہے قسم کھالے گا اور میرا حق لے لے گا آپ اسحاق بن سوید سے قسم لے لیں وہ اس کا پڑوسی ہے ثمامہ نے اسحاق کے پاس پیغام بھجوا کر بلوایا اور اس سے قسم لی۔

ابوالخیر خیاط نے اپنے بعض ساتھیوں سے نقل کیا کہا میں تاھرت (الجزائر میں ایک شہر کا نام ہے) وہاں انہیں کا ایک شخص قاضی تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا شخص آیا جس نے ایسا جرم کیا تھا کہ کتاب وسنت میں اس جرم کی کوئی منصوص سزا مذکور نہیں تھی۔ تو قاضی صاحب نے تمام فقہاء کو حاضر کیا ان سے پوچھا اس شخص نے ایسا جرم کیا ہے جس کے لئے کتاب اللہ میں کوئی معروف حکم نہیں ہے اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے سب نے کہا آپ کا جو فیصلہ ہو وہی ہمارا فیصلہ ہے۔ قاضی نے کہا میرا تو خیال یہ ہے کہ میں قرآن کریم کے اوراق تین مرتبہ آپس میں ملالوں اور اسے کھولوں اس میں جو حکم نکلے اس پر عمل کروں۔ فقہاء نے کہا درست ہے۔ جب اس نے قرآن کے اوراق تین بار ملا کر کھولے تو اس میں یہ آیت نکلی ﴿سنسمه على الخرطوم﴾ ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگا دیں گے سورہ القلم آیت ۱۵) تو قاضی نے اس آدمی کی ناک کاٹ دی اور اس کو چھوڑ دیا۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے ایک شخص کو قاضی کی مجلس میں حاضر کر کے اس پر تیس دینار کا دعوی کیا اور ایک گواہ پیش کیا مدعا علیہ سے کہا ابھی اس کو پندرہ دینار دیدے یہاں تک یہ دوسرا گواہ پیش کرے۔

ہمارے رفقاء میں سے ایک فقیہ نے بیان کیا کہ میرے پاس قاضی کا ایک امین حاضر ہوا اور مجھ سے میراث کے ایسے فریضہ (حصہ) کے متعلق پوچھا جس میں سدس تھا کہنے لگا۔ سدس کے کیا معنی ہے؟ میں نے کہا دینار کے تین قیراط اور ایک حبہ یا چھ حصوں میں سے ایک حصہ سدس کہلاتا ہے۔ کہنے لگا یہ میرے لئے لکھ دو تا کہ میں اسے اچھی طرح جان لوں، میں نے کہا خدا کی قسم میں تیرے لئے یہ نہیں لکھوں گا۔

چودھواں باب

بیوقوف کاتبوں اور دربانوں کا بیان

حماد بن آسحاق کہتے ہیں کہ سلیمان بن عبدلملک نے ابوبکر بن حزم کی طرف لکھ کر بھیجا کہ اپنے یہاں کے ہیجڑوں کوشمار کرلو(ان کی تعداد کتنی ہے)اس لئے انہوں نے "احص" کا لفظ استعمال کیا تو کاتب نے غلطی سے "اخص" لکھا(جس کے معنی ہیں اس کوخصی بنادو)چنانچہ ابوبکر بن حزم نے تما ہیجڑوں کو بلاکر سب کوخصی بنادیا۔یہ حکایت دوسری طرح بھی منقول ہے کہ انہوں نے اس لئے خصی بنادیا تھا کہ یہ بہت زیادہ غیور تھے اس صورت میں منشی کی غلطی نہیں ہوگی۔

حسین بن السمیذ ع انطا کی کہتے ہیں ہمارے پاس انطا کیہ میں حلب کے ایک عامل رہتے تھے ان کا ایک احمق کاتب تھا ایک بار شلند تیان میں مسلمانوں کی کشتی ڈوبنے لگی اس کاتب نے اپنے ساتھی کی طرف یوں اطلاع دی۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔خوب سمجھ لو میر اللہ آپ کو تسلی دے بیشک سمندر میں شلند تیان۔میری مراد وہ دو سواریاں ہیں جوسمندر کی جانب پلٹنے لگی ہیں یعنی موجوں کی شدت کی وجہ سے دونوں غرق ہوگئی ہیں ان میں جولوگ تھے وہ ہلاک ہوگئے ہیں۔یعنی ضائع ہوگئے ہیں۔ امیر حلب نے جواب میں لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آپ کا خط وارد ہوا۔یعنی پہنچا ہم نے سمجھ لیا یعنی اسے پڑھا۔اپنے کاتب کوسکھاؤ یعنی اس کی گدی پر تھپڑ مارو اسے تبدیل کرو یعنی اس کو معزول کردو کیوں کہ وہ مائق ہے یعنی احمق ہے والسلام۔یعنی خط

اختتام کو پہنچا۔

عبداللہ بن محمد الصور کہتے ہیں میں نے ایک دن کاتب سل بن بشر کو دیکھا کہ ایک چتکبرا کوا اس کے گھر کے صحن کی دیوار پر چیخنے لگا۔ اس سے وہ بہت پریشان ہوا فورا کہا چوکیدار کو بلاؤ اسے حاضر کیا گیا چوکیدار کو مخاطب کیا کہ تو نے اس کوے کو یہاں کیوں چیخنے دیا چوکیدار نے کہا آقا۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟ میرے ذمے تو دروازہ کا پہرہ ہے اور کوا تو دروازے سے داخل ہی نہیں ہوا یہ میرا جرم کیسے شمار ہوسکتا ہے؟ میرے اندر اس کی طاقت کہاں کہ اس کو چیخنے سے منع کردوں یہ سنکر کاتب نے کہا گردن ادھر کر اسکی گدی پر لگا تار مارتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس کو سفارش کر کے اسے چھڑوا دیا۔

ابوعلی نمیری کہتے ہیں کہ ہم شوال کا چاند دیکھنے کے لئے سوار بن عبداللہ کی دیوار پر چڑھے تاکہ ہم بھی چاند دیکھنے کی گواہی دے سکیں اس کے دربان نے دیکھ کر کہا تم پاگل ہو؟ ابھی تک تو امیر نے خضاب تک بھی نہیں لگایا ہے اور نہ ہی کوئی تیاری کی ہے اگر اس کی نگاہ اس پر پڑی تو تمہیں دوسو کوڑے ماریں جائیں گے یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ہم واپس لوٹے اور لوگوں نے عید کے دن بھی روزہ رکھا۔

ابوبکر بن نقاش کہتے ہیں قاضی عبداللہ بن مسعود سے پوچھا گیا آپ پاکدامن اور متقی احمق کی شہادت جائز قرار دیتے ہیں؟ فرمایا نہیں اور میں ابھی تمہیں دکھاتا ہوں کہا اے لڑکے میرے دربان ابوالورد کو بلاؤ۔ یہ دربان احمق تھا جب وہ آیا تو قاضی صاحب نے اس سے کہا ذرا باہر جا کر ہوا دیکھ کر آؤ۔ وہ نکلا اور پھر واپس آ کر کہنے لگا۔ شمالی ہوا چل رہی ہے جس میں کچھ جنوبی ہوا بھی ملی ہوئی ہے۔ قاضی نے

سائلین سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کیا میں اس جیسے شخص کی شہادت جائز قرار دوں؟

ابن قتیبہ نے بھی اس جیسی حکایت بیان کی ہے ابو احمد الحارثی کہتے ہیں میں کچھ عرصہ دیلم کے کاتبوں کے ساتھ رہا ایک بار میں نے ایک کاتب کو یوں قسم کھاتے ہوئے سنا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں اس سے طلاق اور عاق مراد لیتا ہوں اور فرمایا کہ میری موجودگی میں ایک بار کاتب نے قربانی کے جانوروں کی فہرست تیار کی۔ اس وقت عید لاضحیٰ قریب تھی۔ اس نے لکھا بیل قائد ہے اس کی بیوی گائے ہے۔ مینڈھا اس کا بیٹا ہے دنبی اس کی بیٹی ہے اور کاتب بکرا ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار کیا روح الامین سے تجھے یہ الہام ہوا ہے لیکن وہ میری بات نہ سمجھ سکا اور فہرست میں نے اس سے لے لی۔

ایک کاتب نے اپنے دوست کو لکھا۔ اے میرے سردار میرے رب میں یہ کلمات آپ کی طرف لکھ رہا ہوں۔ میری مراد اس سے میرے گھر کی وہ قمیص ہے جس میں میں رہتا ہوں اور تیری مہر شدہ گردن سے خون بہنے لگا ہے کہ نہیں، اور تیرے سر کے اس حق کی قسم جس سے میرا غلام محبت کرتا ہے کہ اپنی نبیذ سے کچھ پی لو اور میرے لئے اس قاصد کے ہاتھ بھیجد و جو مجھ سے اور آپ سے زیادہ معتمد اور بھروسے والا ہے۔

ابو احمد کہتے ہیں مجھے دیلم کے بعض قائدین کے متعلق یہ بات پہنچی ایک نے کہا میرا منشی جانوروں کے امور اور سامان خریدنے میں ماہر ہے اور اس میں اس کی سوا کوئی عیب نہیں کہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔

عبداللہ بن ابراہیم موصلی کہتے ہیں حجاج کو اپنے ایک دوست کے مصیبت

زدہ ہونے کی اطلاع ملی اس وقت اس کے پاس عبدلملک کا شامی قاصد بھی موجود تھا حجاج نے کہا ایسا کوئی نہیں جو چند شعر کہہ کر مجھے تسلی دے شامی نے کہا میں حاضر ہوں حجاج نے کہا کہو شامی نے کہا ''عنقریب ایک دوست دوسرے دوست سے جدا ہو جائیگا''۔

یعنی مر جائے گا یا اسے کوئی مصیبت پہنچے گی یا گھر کی چھت سے گرے گا یا گھر اس کے اوپر گر جائے گا یا کسی کنویں میں گر پڑے گا یا اور کچھ ہوگا جس کا مجھے علم نہیں''۔

حجاج نے کہا تو نے تو میری مصیبت میں مجھے امیر المومنین کی بہ نسبت زیادہ تسلی دی کہ اس نے میرے پاس تجھ جیسا قاصد بھیجا۔

بعض کتابوں میں یہ حکایت مذکور ہے کہ قدامہ بن زید نے اپنے ایک غلام کو (قطربل) کی طرف شراب خریدنے کے لئے گدھے پر سوار کر کے بھیجا۔ چنانچہ غلام گیا اور شراب خریدی۔ جب واپسی میں باب ''قطربل'' تک پہنچا تو اسے پولیس نے پکڑ کر مارا شراب بہادی تو غلام نے قدامہ کے ساتھ یوں رابطہ کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' میں آپ کی رحمت سے آپ پر قربان ہوا بیشک ''قطربل'' کی پولیس میرے غلام پر زیادہ قوی ہے' انہوں نے برتن کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو پچاس رطل سے مارا ہے اب آپ کی مرضی ہے اللہ تعالی تجھے گدھے چرانے میں عزت دے جو مصیبت سے دوچار ہے' اگر اللہ عزوجل چاہے۔

ایک کاتب نے حکیم کو یوں لکھا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' اے یوحنا تیرا ناس ہو میں تجھ سے فائدہ اٹھاتا ہوں' میں نے پچاس نشت دوا پی ہے۔ آنتوں اور پیٹ میں مروڑ سے میرا سر اور آنکھیں سوج گئیں۔ بلا تاخیر حاضر ہوں عنقریب تجھے معلوم ہوگا

کہ میں بہت جلد مرنے والا ہوں اور آپ میرے بغیر رہ جائیں گے' انشاء اللہ میں بیمار ہی رہونگا۔

کاتب حجاج بن ھارون نے حنین نصرانی کے سامنے اپنی ایک بیماری کا تذکرہ کیا تو حنین نصرانی نے اس کو دوپہر کا کھانا مؤخر کرنے کا اور رات کو اپنی بتائی ہوئی دوا کھانے کا حکم دیا۔ صبح حجاج نے لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں آپ پر اپنی نعمت کو پورا کر رہا ہوں میں نے دوا پی لی ہے اور تھوڑا سا روٹی کا ٹکڑا کھالیا ہے اب میں پیٹ کے مڑور کی وجہ سے چقندر کی طرح سرخ ہو رہا ہوں اب میرے پیٹ کے انکار کے مطابق آپ کی جو رائے ہو انشاء اللہ میں تو بیمار ہو ہی گیا۔

کاتب نے اپنے دوست کی طرف لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ مجھے آپ پر قربان کرے اگر مجھ پر وہ بیماری نہ ہوتی جسے میں بھول چکا ہوں تو بذات خود آپ کو آ کر پہچان لیتا' والسلام۔

متوکل نے محمد ابن عبداللہ کی طرف چیتے کا مطالبہ کرتے ہوئے لکھا تو محمد بن عبداللہ نے جواب میں لکھا آپ نے لا الہ الا اللہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد کے مقام سے نجات پائی جو کچھ بھی آپ نے مانگا ہے ایک درہم کے چھٹے حصہ کے برابر بھی میرے پاس ہوتا تو اس کو قربان کر دیتا میرے پاس نہ تیندوا ہے اور نہ ہی چیتا ہے میرے آقا مجھ پر گمان نہ کرنا کہ میں آپ کے ساتھ تھوڑا سا بھی بخل کر رہا ہوں۔

معاویہ بن مروان نے ولید بن عبدالملک کی طرف لکھا میں نے آپ کی طرف سرخ ریشم بھیجا تو مجھے برابر بخار ہونے لگا۔

ایک آدمی نے بصرہ سے اپنے والد کی طرف خط لکھا ابا جان میں آپ کی

طرف لکھ رہا ہوں ہم ایسی حالت میں ہیں جیسے اللہ کی مدد وقوت نے آپ کو خوش کیا ہے آپ کے جانے کے بعد ہم بالکل خیریت سے رہے البتہ ہماری دیوار امی جان، چھوٹے بھائی، بہن، پڑوسن، گدھے، مرغی اور بکری پر گر پڑی ہے میرے علاوہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا۔

ابوکعب نے گھر کی طرف اس پتہ پر خط لکھا (ابوکعب کی طرف سے اس کا پتہ اس کے گھر والوں کو دیا جائے گا' انشاء اللہ)

ایک غلام زادے نے دوسرے غلام زادے کی طرف لکھا میں اللہ کی رحمت سے تیرے لئے اللہ سے مشکلات مانگتا ہوں اور میرے دادا جو اس اللہ کے رسول ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں مجھے اس کے حق کی قسم ہے میں تجھ سے اپنے دادا متوکل سے زیادہ محبت رکھتا ہوں مجھے یہ اطلاع ملی کہ آپ کے پاس بہت بہت نصف کھجور کا شیرہ آیا ہے اور مجھے بہت سخت دوسرا نصف پسند ہے میری زندگی کی قسم کہ آپ میرے لئے ضرور ایک گھڑا بھیجدیں گے یا پانچ بوتل یا چھ یا سات یا اس سے زیادہ مکمل یا تین خماسیات روانہ کردیں اور مجھے ناراض مت لوٹانا۔ انشاء اللہ آپ کو اس کی توفیق ملے گی۔

پندرھواں باب

بیوقوف مؤذنوں کا بیان

ابوبکر نقاش کہتے ہیں ایک دیہاتی نے ایک مؤذن کو یوں اذان دیتے ہوئے سنا" اشھد ان محمداً رسول اللہ" رسول کو منصوب پڑھا۔ اعرابی نے کہا تیرا ناس ہو یہ کیا یہ کہہ رہا ہے۔

محمد بن خلف کہتے ہیں ایک مؤذن سے کہا گیا آپ کی آذان سنائی نہیں دیتی اگر آپ اونچی آواز سے آذن دیں تو اچھا ہوگا۔ مؤذن نے کہا میں ایک میل کی مسافت سے اپنی آذان سنوا سکتا ہوں۔

ایک شخص نے کہا میں نے ایک مؤذن کو دیکھا اس نے آذان دی اور پھر چل پڑا میں نے اس سے پوچھا کہاں جارہے ہو؟ مؤذن نے کہا میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میری آواز کہاں تک پہنچی ہے۔

ایک مؤذن نے آذان دی لوگوں نے کہا تیری کیا ہی پیاری آواز ہے اس نے کہا میری والدہ بچپن میں مجھے بلادت (بیوقوف) کہا کرتی تھی (حالانکہ وہ بلادر کہنا چاہ رہا تھا)

---

(۱) اس باب میں ایک قصہ صاحب (مستطرف) نے ذکر کیا ہے کہ ایک تاجر حمص گئے تو وہاں ایک مؤذن کو یوں آذان دیتے سنا (اشھد ان لا الہ الا اللہ وأن أھل حمص یشھدون أن محمد رسول اللہ) یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور حمص والے گواہی دیتے ہیں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (از تعلیق کتاب) (مترجم)

شریح بن یزید کہتے ہیں سعید بن سنان حمص کی جامع مسجد میں مؤذن تھے یہ ایک نیک شخص تھے رمضان میں لوگوں کو سحری کے لئے اٹھاتے تھے سحری کا اعلان یوں کیا کرتے تھے اے لوگوں اپنے گوشت کی ہانڈیوں کو تیز کردو کھانے میں جلدی کرو قبل اس کے کہ میں اذان دوں ورنہ اللہ تعالی تمہارے چہرے سیاہ کردیں گے اور تم لوگ بری بیماری میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

سولھواں باب

مغفل اماموں کا بیان

ابوالعیناء کہتے ہیں مدنی صف اول میں امام کے پیچھے کھڑے تھے امام نے کچھ ایسا کلمہ کہا جس سے اس کی نماز فاسد ہوگئی تو مدنی امامت کے لئے آگے بڑھا، بہت دیر ساکت کھڑا رہا جب لوگ تھک گئے تو لوگوں نے سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ کر اس کو متنبہ کرنا چاہا لیکن مدنی اپنی جگہ چپ کھڑا رہا۔لوگوں نے اسے ہٹا کر کسی اور کو آگے کیا۔نماز کے بعد اسے ڈانٹنے لگے تو مدنی نے کہا بھئی میرا خیال یہ تھا کہ امام صاحب نے مجھ سے یہ کہا کہ میرے آنے تک میری جگہ کی حفاظت کرتے رہو کہ دوسرا امام نہ بنے میں نماز پڑھانے کے لئے آگے تھوڑی بڑھا تھا)

محمد بن خلف کہتے ہیں ایک شخص کا امام پر سے گزر ہوا جو نماز پڑھا رہا تھا۔ اس نے الحمد کے بعد یوں پڑھنا شروع کیا "الم غلبت الترك "جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا اے شخص صحیح یوں ہے ﴿ الم غلبت الروم ﴾ امام نے کہا یہ سب ہمارے دشمن ہین کوئی پرواہ نہیں میں ان میں سے جس کا بھی نام لوں صحیح ہے۔

مندل بن علی کہتے ہیں ایک دن فجر کے وقت اعمش" اپنے گھر سے نکلے بنی اسد کی مسجد پر سے گذر رہے تھے مؤذن نے اقامت کہی تو اعمش" مسجد میں داخل ہو کر نماز میں شامل ہوئے۔امام نے پہلی رکعت میں سورہ بقرہ اور دوسری میں آل عمران پڑھی جب فارغ ہوئے تو اعمش نے اس سے کہا خدا سے نہیں ڈرتے ہو آپ

نے رسول اللہ کی حدیث نہیں سنی جو تم میں سے لوگوں کا امام بنے تو ہلکی نماز پڑھائے اس لئے کہ امام کے پیچھے بوڑھے کمزور اور حاجتمند بھی ہوتے ہیں۔ امام نے جواب دیا۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں ﴿ وانها لكبيرة الا على الخاشعين ﴾ بیشک وہ نماز دشوار ہے مگر جن کے دل میں خشوع ہو ان پر کچھ بھی دشوار نہیں۔ اعمش نے فرمایا میں تیری طرف خاشعین کا قاصد ہوں کہ تو نہایت سخت ہے۔

مدائنی کہتے ہیں امام نے ﴿ ولا الضالين ﴾ میں ضاد کے بجائے ظاء کے ساتھ پڑھا پیچھے سے ایک آدمی نے اس کی پیٹھ پر تھپڑ مارا اس نے کہا "آہ ضهري" آہ میری پیٹھ۔ (یعنی ظهري کے بجائے ضهري کہا) آدمی نے کہا اے فلانے۔ "ضهرك" اپنی پیٹھ کا ضاد لیکر "ظالين" میں لگا دو تو بچ جاؤ گے اور یہ لقمہ دینے والا شخص لمبی ڈاڑھی والا تھا۔

حافظ کہتے ہیں ابوالعنبس نے کہا ایک لمبی ڈارھی والا احمق شخص ہمارا پڑوسی تھا وہ محلّہ کی مسجد میں قیام کیا کرتا تھا مسجد کی دیکھ بھال کرتا اور اس میں آذان دیتا اور نماز پڑھاتا وہ اکثر لمبی سورتوں سے نماز پڑھاتا۔ ایک بار اس نے عشاء کی نماز بہت لمبی کی تو لوگوں نے غصہ ہو کر کہا ہماری مسجد سے نکل جاؤ ہم آپ کی جگہ کسی دوسرے کو ٹھرائیں گے اس لئے کہ آپ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں حالانکہ آپ کے مقتدیوں میں کمزور اور حاجتمند بھی ہوتے ہیں۔ اس نے کہا آج کے بعد میں کبھی لمبی نماز نہ پڑھاؤں گا تو مقتدیوں نے اسے برقرار رکھا۔ دوسرے دن جب وہ نماز پڑھانے آگے بڑھا تو الحمد پڑھنے کے بعد بہت دیر تک سوچتا رہا (کہ کون سی سورت پڑھوں) تو مقتدیوں میں سے ایک نے چیخ کر کہا تم سورہ عبس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ تو کوئی

نہیں بولا سوائے ایک شیخ کے جو کم عقل اور لمبی ڈارھی والا تھا اس نے کہا اس امام کو سر کے بل الٹا کر کے کہو کہ یہی سورت پڑھے۔

ایک امام نے نماز میں پڑھا "وواعدنا موسی ثلاثین لیلة و اتممنها بعشر فتم میقات ربه خمسین لیلة (جب کہ صحیح اربعین لیلہ ہے)

ترجمہ:......اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا واعدہ کیا اور دس راتوں کا تمہ بنایا سوان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس شب ہوگا۔

پیچھے سے آدمی نے اسے کھینچ کر کہا نہ تو صحیح پڑھنا جانتا ہے اور نہ حساب کرنا جانتا ہے۔

ایک امام نماز پڑھنے لگا جب الحمد ختم کی تو آگے سورہ یوسف شروع کی۔ تو لوگوں نے اسے اکیلا چھوڑ کر جانا شروع کیا۔ جب اسے پتہ چلا تو کہنے لگا سبحان اللہ (قل ھو اللہ احد) تب لوگ لوٹے اور اس کے پیچھے نماز ادا کی۔

ایک امام نے نماز میں ﴿اذ الشمس کورت﴾ پڑھی جب ﴿فاین تذھبون﴾ (تم کہاں جا رہے ہو؟) تک پہنچے تب پھنس گئے پھر بار بار "فاین تذھبون" دہراتے رہے' قریب تھا کہ سورج طلوع ہو جائے' مقتدیوں میں ایک شخص تھا جس کے پاس تھیلی تھی اس نے تھیلی امام کے سر پر مار کر کہا میں تو جا رہا ہوں اور بقیہ لوگوں کا مجھے علم نہیں یہ کہاں جا رہے ہیں۔

سترھواں باب

بیوقوف دیہاتیوں کا بیان

ابوعثمان مازنی کہتے ہیں ایک دیہاتی بصرہ میں اپنے رشتہ داروں کے پاس آیا انہوں نے اس کو قمیص بنانے کے لئے کپڑا دیا اس نے کپڑا درزی کو دیا درزی نے اس سے ناپ لیا اور پھر کاٹنا شروع کیا۔ دیہاتی نے درزی سے کہا تو نے میرا کپڑا کیوں پھاڑا درزی نے کہا کاٹے بغیر اس سے قمیص بن نہیں سکتی۔ اس وقت دیہاتی کے پاس سخت ڈنڈا تھا اس سے درزی کو مار کر زخمی کر دیا درزی نے کپڑا پھینکا اور بھاگا دیہاتی نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے اس کا پیچھا کیا۔

ما إن رأيت ولا سمعت بمثله فيما مضى من سالف الاحقاف

من فعل علج جئته ليخيط لي ثوباً فخرقه كفعل مصاب

فعلوته بهراوة كانت معي فسعى وأدبر هارباً للباب

أيشق ثوبي ثم يقعد آمنا كلا ومنزل سورة الأحزاب

ترجمہ: میں نے گزشتہ زمانوں میں اس عجمی کافر جیسا فعل کسی کو کرتے نہ دیکھا نہ سنا جس کے پاس میں سینے کیلئے کپڑا لایا اس نے کپڑے کو پاگل کی طرح پھاڑ دیا میں سخت ڈنڈے کے ذریعہ اس پر غالب آیا جو میرے ہاتھوں میں تھا تو دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے بھاگا۔ کیا وہ میرا کپڑا پھاڑ کر امن سے بیٹھ سکتا ہے۔ سورہ احزاب نازل کرنے والے کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک دیہاتی پر سے گزرا جو نماز پڑھ رہا تھا میں بھی اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوا۔اس نے یوں پڑھنا شروع کیا" **والشمس وضحها والقمر إذا تلاها كلمة بلغت منتها ها لن يدخل النار ولن يراها ورجل نهى النفس عن هواها**"

میں نے اس سے کہا یہ تو قرآن نہیں ہے۔تو اس نے کہا پھر مجھے سکھا دیجئے۔تو میں نے اس کو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص سکھا دی پھر چند دن بعد میرا وہاں سے گزر ہوا۔تو وہ صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھا رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا وہ دوسری سورت کہاں گئی کہنے لگا میں نے اپنے چچا زاد بھائی کو ھبہ کر دی ہے اور شریف آدمی اپنے ھبہ کردہ چیز کو واپس نہیں کرتا۔

اصمعی کہتے ہیں میں دیہات میں تھا ایک دیہاتی نماز پڑھانے آگے بڑھا اللہ اکبر کہنے کے بعد پڑھنے لگا

سبح اسم ربک الاعلى الذى أخرج المرعى اخرج منها تيسا أحوى ينزو على المعزى .

ترجمہ: اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح کیجئے جس نے چارہ نکالا اس سے سیاہ بکرا نکالا جو بکری سے جفتی کرتا ہے۔

یعنی الاعلی کی دو آیتوں کے ساتھ یہ جوڑ لگایا) دوسری رکعت میں پڑھنے لگا

وثب الذئب على الشاة الوسطى ، وسوف يأخذها تارة اخرى أليس ذالک بقادر على أن يحى الموتى الابلى الابلى .

بھیڑئے نے درمیانی بکری پر حملہ کیا اور وہ عنقریب اس کو دوبارہ اٹھائے گا

کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے۔خبر دار کیوں نہیں
خبردار کیوں نہیں۔

جب نماز سے فارغ ہوا دعا مانگنے لگا:

اللهم لك غفرت جبيني وإليك مددت يميني فانظر ماذا تعطيني

ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی پیشانی خاک آلود کی اور تیرے ہی سامنے ہاتھ پھیلائے اب میں دیکھتا ہوں آپ مجھے کیا دیتے ہیں۔

یہی اصمعی کہتے ہیں میں نے دیکھا ایک دیہاتی اپنی ماں کو مار رہا تھا میں نے کہا او ہوا اپنے والدہ کو مارتے ہو؟ کہنے لگا چپ رہو میں چاہتا ہوں کہ یہ میرے ادب پر پلے۔

فرمایا ایک دیہاتی حج کے دوران لوگوں سے پہلے مکہ میں داخل ہوا اور کعبہ کے پردوں سے چمٹ کر کہنے لگا(**اللهم اغفر لی ان یدهمک الناس**) اے اللہ مجھے بخش دے قبل اس کے کہ لوگ آپ پر ٹوٹ پڑیں اور رش ہو جائے۔

ابوزناد کہتے ہیں ایک دیہاتی مدینہ آ کر فقہاء کی مجلس میں بیٹھ گئے پھر ان کو چھوڑ کر نحویوں کی مجلس میں بیٹھ گئے۔تو نحویوں سے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے۔یہ معرفہ یہ نکرہ ہے۔دیہاتی نے کہا اے اللہ کے دشمنوں اے زندیقو۔یہ کیا کہتے ہو۔

علاء بن سعید کہتے ہیں قبیلہ طائیہ کے میاں بیوی دھوپ میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے بیوی کہنے لگی خدا کی قسم اگر کل قبیلے والوں نے کوچ کیا تو میں ان کے باقی ماندہ کپڑے اور اون جمع کروں گی اور پھر میں اسے دھن کر دھوؤں گی اور کات لوں گی اور پھر اسے بعض شہروں میں فروخت کر کے اس کی قیمت سے جوان اونٹ خریدوں گی

اور پھر قبیلہ والوں کے ساتھ کوچ کروں گی۔ شوہر نے کہا اچھا تو آپ مجھے اور میرے بیٹے کو اس کھلے میدان میں چھوڑ دو گی۔ بیوی نے کہا جی ہاں خدا کی قسم، شوہر نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ آگے بات بڑھتی رہی حتی کہ شوہر مارنے کھڑا ہوا ادھر سے عورت کی ماں چیخ کر کہنے لگی تمہیں کیا ہوا۔ اے فلاں تم تو میری بیٹی کا رزق چھینتے ہو جو اسے اللہ نے دیا ہے اس بحث مباحثہ سے پورا قبیلہ جمع ہوا قبیلہ والوں نے پوچھا کیا بات ہے تو انہوں نے پورا قصہ بتادیا اہل قبیلہ والوں نے کہا ڈوب مروا بھی تک قوم نے کوچ نہیں کیا اور تم لوگوں نے اس سے پہلے ہی جھگڑا شروع کر دیا۔

اصمعی کہتے ہیں کچھ قریشی اپنی زمینوں کی طرف نکلے ان کے ساتھ بنی غفار کا ایک شخص بھی نکلا راستہ میں ایسی تیز ہوا چلی جس سے وہ زندگی سے مایوس ہوئے لیکن پھر صحیح سالم وہاں سے واپس آگئے ہر شخص نے (شکریہ کے طور پر) ایک غلام آزاد کیا دیہاتی نے کہا اے اللہ میرے پاس تو غلام نہیں جسے میں آزاد کروں مگر تیری رضاء کے لئے اپنی بیوی کو تین طلاق دیتا ہوں۔

ایک دیہاتی سونے کی کان میں کام کرتا تھا لیکن اس کو سونے میں سے کچھ بھی نہ ملا اس نے کہنا شروع کیا:

یا رب قدر لی فی حماسی وفی طلاب الرزق بالتماس

صفراء تجلو کسل النعاس

ترجمہ: اے میرے رب میرے لئے حماس کی دوکان میں رزق کے لئے ایسا سونا مقدر فرما جو سستی کی اونگھ کو ختم کردے۔

تو اس کو زرد بچھو نے ڈس لیا اس کے درد سے یہ پوری رات جاگتا رہا اور یہ

کہتا رہا کہ اے میرے رب قصور میرا ہے کہ میں جو کچھ چاہ رہا تھا اس کو صاف بیان نہیں کر سکا اے اللہ تیری تعریف کرتا ہوں اور تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ کسی نے اس سے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں سنا ﴿لئن شکرتم لأزیدنکم﴾ ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو ہم اور زیادہ دیں گے۔ تو گھبرا کر چونک اٹھا اور کہنے لگا' میں کوئی شکر ادا نہیں کر رہا ہوں ۔

ایک دیہاتی سے پوچھا گیا آپ قرآن کا کچھ حصہ پڑھ سکتے ہیں تو اس نے بڑے اچھے انداز سے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھی پھر اس سے پوچھا گیا اس کے علاوہ بھی کچھ پڑھ سکتے ہیں؟ اس نے کہا اور ایسی کوئی چیز نہیں جو میں آپ کے سامنے پیش کروں۔

اصمعی کہتے ہیں میں نے ایک دیہاتی کو سردی کے موسم میں بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔

إلیک اعتذر من صلاتی قاعداً علی غیر طهر مومیا نحو قبلتی
فمالی برد الماء یا رب طاقة ورجلای لاتقوی طی رکبتی
ولکننی اقضیه یارب جاهداً واقضیکه إن عشت فی وجه صیفتی
وإن أنا لم أفعل فأنت محکم الهی فی صفعی وفی نتف لحیتی

ترجمہ: اے میں تیرے سامنے بغیر وضو کے روبہ قبلہ ہو کر اشارہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا عذر پیش کرتا ہوں۔

۲۔ اے میرے پروردگار کہ میں ٹھنڈے پانی کے استعمال کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور میرے پیروں میں گھٹنے سمیٹنے کی طاقت نہیں۔

۳۔ اے میرے پروردگار لیکن میں بڑے پیار اور انہماک سے نماز ادا کرتا

ہوں ۔ اور اگر زندہ رہا تو موسم گرما کی ابتداء میں اس کی قضاء کروں گا
(یعنی پھر صحیح طریقہ سے نماز کی قضاء کروں گا)

۴۔ اور اگر میں نے قضاء نہیں کی تو اے میرے رب میرے گدی اور داڑھی نوچنے کا فیصلہ آپ کے اختیار میں ہے۔

ایک دیہاتی کو گیدڑ نے کاٹا۔ تو دم والے نے اس سے پوچھا تجھے کس چیز نے کاٹا ہے؟ دیہاتی نے کہا کتے نے اور شرم کی وجہ سے گیدڑ کا نام نہیں لیا۔ جب اس نے دم کرنا شروع کیا تو دیہاتی نے کہا اس کے ساتھ گیدڑ کا دم بھی ملا لے۔

ایک دیہاتی نے کہا ہمارا ایک کھجور کا درخت تھا اگر تم اس کی ایک کھجور منہ میں رکھو گے تو اسکی مٹھاس تمہارے ٹخنے تک پہنچ جائیگی۔

ایک امام نے اپنی نماز میں پڑھنا شروع کیا ﴿ انا ارسلنا نوحا الی قومہ ﴾ (۱) اگے پھنس گیا مقتدیوں میں ایک دیہاتی تھا کہنے لگا جب نوح نہیں جاتا تو کسی اور کو بھیج دو اور ہماری جان چھڑادو۔

ایک دیہاتی دعا مانگ رہا تھا (اللھم اغفرلی وحدی) اے اللہ صرف میری مغفرت فرما۔ کسی نے اس سے کہا اگر آپ عام طریقہ سے سب کے کئے دعا مانگیں تو اچھا ہے اللہ کی مغفرت تو وسیع ہے دیہاتی نے کہا مجھے اپنے رب پر بوجھ ڈالنا گوارہ نہیں۔

محمد بن علی (رضی اللہ عنہ) نے طواف میں ایک دیہاتی کو دیکھا جس کے کپڑے

---

(۱) اس نوع کا ایک قصہ صاحب "مستطرف" نے بیان کیا ہے، فرمایا ایک دیہاتی امام کے پیچھے نماز میں شریک تھا امام نے پڑھا ﴿ فلن ابرح الارض حتی یاذن لی ابی ﴾ آگے پھنس گیا اور یہی بار بار دہراتا رہا دیہاتی نے کہا اے فقیہ صاحب اگر آپ کے والد کو اس رات اجازت نہیں دیتے تو کیا ہم صبح تک یہیں کھڑے رہیں گے، چنانچہ نماز توڑ کر چلا گیا۔

بوسیدہ تھے اور وہ گھبرایا ہوا کعبہ کی طرف دیکھ رہا ہے اور کچھ کرتا نہیں۔ پھر کعبہ کے قریب ہو کر پردوں سے چمٹ گیا اور سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہنا شروع کیا۔

أما تستحي مني وقد قمت شاخصاً أناجيك يا ربي وأنت عليم

فإن تكسني يا رب خفاً وفروة أصلي صلاتي دائماً أصوم

وإن تكن الأخرى على حال ما أرى فمن ذا على ترك الصلوة يلوم

اترزق أولاد العلوج وقد طغوا وتترك شيخاً والده تميم

آپ کو مجھ سے حیاء نہیں آئی حالانکہ میں گھبرا رہا ہوں اے پروردگار تجھ سے مناجات میں مصروف ہوں اور تیری ذات علیم ہے۔

اے میری پروردگار اگر آپ نے مجھے موزے اور کمبل پہنایا تو میں ہمیشہ نماز پڑھوں گا اور روزے رکھوں گا۔

اگر میری یہ حالت رہی جواب ملے تو پھر کون ہے جو مجھے نماز چھوڑنے پر ملامت کرے گا۔

آپ عجمیوں کی اولاد کو روزی دیتے ہیں حالانکہ انہوں نے سرکشی کی ہے اور ایسے شیخ کو چھوڑتے ہیں جس کا والد تمیمی ہے۔

یہ حالت دیکھ کر محمد بن علی نے اسے بلا کر اس کو عمامہ اور چادر اور دس ہزار درہم دیکر گھوڑے پر سوار کیا۔ جب دوسرے سال وہ حج کرنے آیا تو اس کے پاس اچھے کپڑے تھے اور حالت درست تھی تو ایک دوسرے دیہاتی نے اس سے پوچھا کہ گزشتہ سال میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ کی حالت خستہ تھی اور اب آپ کو بڑی اچھی حالت اور اور خوبصورت کپڑوں میں دیکھ رہا ہوں اس دیہاتی نے جواب دیا' میں نے شریف اور سخی کو ڈانٹا تو میں غنی ہو گیا۔

ایک بیوقوف کا گدھا بیمار ہوا اس نے منت مانی کہ اگر میرا گدھا صحتمند ہو گیا تو میں دس روزے رکھوں گا ۔ چنانچہ گدھا ٹھیک ہوا تو اس نے دس روزے رکھے جیسے ہی دس روزے پورے ہوئے گدھا مر گیا ۔ اس شخص نے کہا اے رب تو نے مجھے ٹرخا دیا لیکن ابھی رمضان قریب آ رہا ہے خدا کی قسم میں اس کے بدلے دس روزے نہیں رکھوں گا ۔

ایک دیہاتی نے ایک امام کے پیچھے پہلی صف مین نماز پڑھی اس دیہاتی کا نام مجرم تھا امام صاحب نے سورۂ مرسلات پڑھنی شروع کی جب امام نے ﴿ ألم نهلك الأولين ﴾ کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر چکے تو دیہاتی دوسری صف میں منتقل ہوا جب پڑھا ﴿ ثم نتبعهم الاخرين ﴾ پھر پچھلوں کو بھی انہی کے ساتھ ساتھ کر دیں گے' تو دیہاتی درمیانی صف میں داخل ہوا، لیکن جب امام نے پڑھا ﴿ كذالك نفعل بالمجرمين ﴾ "ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں" تو دیہاتی بھاگتا ہوا یہ کہہ رہا تھا میں نے اپنے علاوہ کسی کو قصوروار نہیں دیکھا یہ سارا چکر میرے لئے ہے ۔

ایک دیہاتی نے ایک امام کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو امام نے سورۃ البقرۃ پڑھنی شروع کی دیہاتی کو جلدی تھی اور اس سے اس کا مقصود فوت ہو رہا تھا جب دوسرے دن دیہاتی فجر کی نماز میں شریک ہوا تو امام نے سورۃ الفیل پڑھنی شروع کی تو دیہاتی نے نماز توڑ دی اور یہ کہتا ہوا لوٹا کل تو نے سورہ بقر پڑھی تو آدھے دن تک فارغ نہیں ہوئے اور آج آپ سورۃ الفیل پڑھتے ہیں مشکل ہے کہ آپ آدھی رات تک اس سے فارغ ہوں (دیہاتی نے سمجھا کہ فیل (ہاتھی) تو بقرۃ (بیل) سے بڑا

ہے، لہذا اس سے آدھی رات تک فارغ ہوگا)۔

ایک دیہاتی نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران لوگ اس کی نیکی اور اصلاح وتقوی کی تعریف کرنے لگے تو دیہاتی نے نماز توڑ کر کہا اس کے ساتھ ساتھ میں روزے دار بھی ہوں۔

کچھ لوگ تہجد کے متعلق بحث کرنے لگے ان کے پاس ایک دیہاتی بھی موجود تھا ان لوگوں نے دیہاتی سے پوچھا آپ رات کو اٹھتے ہیں؟ دیہاتی نے کہا جی ہاں خدا کی قسم، لوگ پوچھنے لگے اٹھ کر کیا کرتے ہو؟ دیہاتی نے کہا پیشاب کر کے لوٹتا ہوں اور سو جاتا ہوں۔

اسحاق موصلی کہتے ہیں قبیلہ نزار اور یمن کے کچھ لوگوں نے جاہلیت کے بتوں کا ذکر چھیڑا تو ایک ازدی شخص نے ان سے کہا میرے پاس وہ پتھر موجود ہے جس کی ہماری قوم عبادت کرتی تھی انہوں نے پوچھا تم اس سے کیوں امید رکھتے ہو اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ کیا ہوگا۔

ابو عمر زاہد کہتے ہیں ایک دیہاتی نے دعا مانگی اے اللہ مجھے اپنے والد جیسی موت عطا فرما لوگوں نے پوچھا تیرے والد کی موت کیسے واقع ہوئی تھی؟ اس نے کہا میرے والد نے بکری کا ایک بچہ کھایا اور ایک مشکیزہ پانی پیا اور دھوپ میں سویا تو اللہ سے اس حال میں ملا کہ وہ کھانے سے سیر اور پانی سے سیر اور گرم تھا۔

اٹھارواں باب

اپنے آپ کونحواورفصاحت میں ماہرظاہرکرنے والے بیوقوف

(خاص عربی گرائمر جاننے والوں کیلئے)

ابوزید انصاری کہتے ہیں میں بغداد میں تھا میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے بھتیجے سے کہا میرے لئے کرایہ پر سواری تلاش کرو۔ اس نے پکارنا شروع کیا"یا معشر الملاحون" اے کشتی والو میں نے کہا تیرا ناس ہو یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یعنی قاعدہ کے مطابق"یا معشر المالحین" کہنا چاہئے اس نے کہا میں نصب سے بغض رکھتا ہوں (ملاحین کو حالت نصبی میں نہیں پڑھتا) حالانکہ یہ بھی اس کی بیوقوفی تھی اس لئے کہ یہاں ملاحین کی حالت جری تھی)

ابو طاہر کہتے ہیں ابوصفوان حمام میں داخل ہوا تو وہاں ایک شخص اپنے بیٹے سمیت موجود تھا اس نے خالد کو اپنا زور بیان دکھانے کے لئے اپنے بیٹے سے کہا (یابنی ابدا بیذا ك ورجلا ك) پھر خالد کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا اے ابو صفوان اس طرح فصیح کلام کرنے والے دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ ابوصفوان نے کہا ایسا غلط کلام کرنے والا ابھی تک اللہ نے پیدا ہی نہیں کیا (کیوں کہ تثنیہ کا اعراب حالت نصبی جری میں یا ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتا ہے تو یہاں اضافت کی وجہ سے "بیدیک و رجلیک"ہونا چاہئے)۔

ابوالعیناء عطوی شاعر سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس بصرہ

میں ایک شخص کے پاس حالت نزع میں آئے۔ وہاں ایک شخص نے مرنے والے سے کہا اے فلاں کہو "لاَ اِلٰہَ اِلّاَ اللّٰہُ" اور اگر چاہو تو یوں کہو (لاَ اِلٰہَ اِلّاَ اللّٰہَ) (لفظ اللہ کو مفتوح پڑھو) البتہ پہلی صورت یعنی لفظ اللہ کو مرفوع پڑھنا امام سیبویہ کے یہاں زیادہ اچھا ہے یہ سن کر ابوالعیناء نے کہا تم نے کنجری کی اولاد کی باتیں سنیں کہ نزع کی حالت میں مرنے والے پر نحویوں کے اقوال پیش کر رہا ہے۔

عبداللہ بن صالح عجمی کہتے ہیں ابو زید نحوی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص نے حسن سے میراث کا مسئلہ پوچھتے ہوئے کہا "**ما تقول فی رجل ترك أبیه و اخیه**" حسن نے کہا یوں کہو "**ترك أباه وأخاه**" (اس لئے کہ اب اور اخ اسماء ستہ میں سے ہیں حالت نصبی میں ان کا اعراب الف کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس شخص نے کہا "**فما لاباه و اخاه**" حسن نے کہا اس صورت میں یوں کہو "**فما لابیه و اخیه**" (حالت جری میں اسماء ستہ کا اعراب یا ماقبل مکسور کے ساتھ ہوتا ہے)چنانچہ وہ شخص حسن سے کہنے لگا میں جب بھی آپ سے بات کرتا ہوں تو آپ میری مخالفت کرتے ہیں (یعنی میری بات کو غلط قرار دیتے ہیں)۔

ابن اخی شعیب بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھتیجے کاتب عمیر کو سنا جو ایک قوم کی تعزیت کر رہا تھا "**آجر کم اللہ و ان شئتم أجر کم اللہ**" امام فراء نے دونوں کو سماعی قرار دیا ہے۔

مہدی کے یہاں ایک ادیب تھا جو رشید کو علم ادب سکھاتا تھا ایک دن مسواک کرتے ہوئے اسے بلایا اور اس سے پوچھا (سواک) سے امر کا صیغہ کیا آتا ہے؟ اس نے کہا امیر المومنین "استک " آتا ہے مہدی نے کہا انا اللہ۔ پھر حکم دیا

اس سے زیادہ سمجھدار آدمی تلاش کرو۔ خدام نے کہا ایک شخص ہے جس کا نام علیا بن الکسائی ہے کوفہ کا رہنے والا ہے قریبی دیہات سے آیا ہے وہ ماہر ہے جب وہ رشید کے پاس آیا تو رشید نے کہا اے علی اس نے کہا **لبیک یا امیر المومنین**. رشید نے پوچھا ''سواک'' کا امر کیا آتا ہے؟ اس نے کہا "سك"، امیر المومنین نے کہا بہت خوب آپ نے صحیح کہا اور اس کو دس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔

ولید نے ایک شخص سے پوچھا "مَاشَانَكَ" (تجھ پر کس چیز نے ظلم کیا) آدمی نے کہا ایک نافی شیخ نے عمر بن عبدالعزیزؒ (جو وہاں موجود تھے) نے کہا امیر المومنین آپ سے یہ کہنا چاہتا ہے" ما شأنك "تیرا کیا معاملہ کیسے آنا ہوا ہے۔ اس نے کہا" ختنى ظلمنى" (میرے داماد نے مجھ پر ظلم کیا)۔ ولید نے کہا ''مَن خَتَنَکَ'' تیری ختنہ کس نے کی ہے؟ یہ سن کر دیہاتی نے سر جھکایا اور کہا امیر المومنین سے اس کا مطالبہ نہیں کر رہا ہوں، چنانچہ پھر عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا امیر المومنین یہ کہنا چاہتے ہیں'' مَن خَتَنُکَ '' تیرا داماد کون ہے؟ چنانچہ اس نے اپنے پاس کے ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ ہے۔

ابو معمر اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک ہاشمی کوفہ کا امیر تھا وہ کلام میں بہت زیادہ غلطی کرتا تھا۔ اس نے اپنے گھر کی توسیع کے لئے پڑوسیوں کے چند گھر خریدے۔ تو پڑوسی جمع ہو کر اس کے پاس آئے اور گزارش کی ابھی سردی کا موسم ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں گرمی آنے تک مہلت دیں گرمیوں میں ہم گھر خالی کر دیں گے۔ امیر نے کہا'' **لسنا بخار جيكم** '' کہنا چاہ رہا تھا''**لسنا بمخرجكم**'' ہم ابھی آپ لوگوں کو نہیں نکالیں گے۔

میمون بن ہارون کہہ رہے تھے ایک آدمی نے اپنے دوست سے پوچھا ''ما فعل فلان بحماره'' (فلان نے اپنے گدھے کے ساتھ کیا کیا) اس نے جواب میں کہا ''باعِه'' آدمی نے کہا یہ ''باعَه باعِه'' نہیں ہے۔ اس کے دوست نے کہا پھر آپ نے ''بحماره'' کیوں کہا اس نے کہا اس لئے کہ ''با'' جر دیتی ہے اس لئے میں نے ''بحماره'' کہا، دوست نے کہا یہ کس نے کہا کہ تیری ''باء'' تو جر دے اور میری ''باء'' رفع دے؟

سعید بن احمد کہتے ہیں ایک دن مجھے محمد بن احمد الخصیب نے بلایا میں جا کر کچھ وقت اس کے یہاں ٹھیرا رہا، اس نے اپنے بیٹے سے کہا ''یا عبدالله اخدم عماك'' اے عبداللہ اپنے چچا کی خدمت کرتے رہو، اس نے کہا ''اخدم عمی'' میں اپنے چچا کی خدمت کر رہا ہوں، حاضرین نے کہا یہ بچہ کہتا ہے کہ میں خدمت کر رہا ہوں اور آپ غلطی کر رہے ہیں (کہ عمك کی بجائے عماك کہہ رہے ہیں) میں نے اس سے کہا آپ پر قربان جاؤں آپ تو نحو میں بہت ماہر ہیں، اس بچے کی بولی کس نے بگاڑ دی کہنے لگا، اس کی ماں کی وجہ سے ہے (حالانکہ غلطی خود کر رہا تھا)۔

عبداللہ بن احمد بن فتن کہتے ہیں ہمارے ایک پڑوسی نے مجھے دعوت دی اور سبزی فروش کے پاس گیا اس سے کہا ''وجه الی جزر بدا نقان'' بدانقین نہیں کہا (یعنی دو دو دانق کی ایک مولی دے دو) میں نے کہا سبحان اللہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگا میں نے اس غلط کلام سے اس پر رعب جمانا چاہا کہ یہ مجھ سے ڈر جائے۔

ابن علقمہ نحوی کے پاس اس کا بھتیجا آیا۔ ابن علقمہ نے پوچھا تیرا والد کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا مر گیا ہے ابن علقمہ نے پوچھا اس کو کیا بیماری تھی اس نے کہا

''ورمت قدميه" ابن علقمہ نے کہا کہ'' قد ماه" اس کے پیر سوج گئے تھے اس نے پھر کہا "فارتفع الورم الى ركبتاه" ورم گھٹنوں تک پہنچ گیا تھا۔ابن علقمہ نے کہا یوں کہو" الى ركبتيه" اس نے کہا چچا جان رہنے دو، آپ کی نحو مجھ پر میرے والد کی موت سے زیادہ سخت ہے۔

ایک نحوی سبزی فروش کے پاس جا کر پوچھنے لگا ایک قیراط کے کتنے بینگن مجھے مل سکتے ہیں اس نے کہا'' خمسين ''پچاس۔نحوی نے کہا کہو" خمسون" پھر سبزی والے سے کہا کچھ بڑھا دو سبزی فروش نے کہا" ستين " چلو ساٹھ لے لو۔نحوی نے کہا'' ستون" کہو پھر کہا کچھ اور زیادہ کرو۔سبزی فروش نے کہا انما تدور على مئون وليس لك مئون"۔

ایک شخص نے ایک ادیب سے ملاقات کی اور اس سے اس کے بھائی کے متعلق پوچھنا چاہ رہا تھا لیکن گفتگو میں غلطی سے ڈر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے کہا ''اخاک اخوک اخيک ھاھنا '' یعنی تیرا بھائی یہاں موجود ہے،ادیب نے جواب میں کہا'' لالى لو ماهو حضر" وہ حاضر نہیں ہے۔

ہم نے ایک شیخ ابو بکر محمد بن عبدالباقی البزاز سے سنا فرمایا ایک شخص نے دوسرے سے کہا میں نحو سے واقف ہو چکا ہوں البتہ یہ لوگ جو ابو فلان اور ابا فلان اور ابی فلان کہتے ہیں یہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔دوسرے شخص نے کہا نحو میں سب سے آسان چیز تو یہی ہے وہ یہ کہ بڑے عظیم المرتبۃ انسان کے لئے لوگ ابا فلان استعمال کرتے ہیں اور درمیانہ مرتبہ والے کے لئے ابو فلان اور رذیل گھٹیا آدمی کے لئے ابی فلان استعمال ہوتا ہے۔

اصمعی عیسی سے نقل کرتے ہیں ہمارے یہاں گفتگو میں غلطی کرنے والا ایک شخص تھا اس نے اپنے ہی جیسے ایک شخص سے ملاقات کی اس نے اس شخص سے پوچھا آپ کہاں سے تشریف لائے۔ اس نے کہا " من عند اهلونا " (گھر میں سے) اس کو اس فصاحت پر تعجب ہوا اور اس پر حسد کرنے لگا اور کہنے لگا مجھے معلوم ہے یہ اهلون آپ نے کہاں سے لیا ہے؟ یہ آپ نے حق تعالی کے ارشاد ﴿ شغلتنا اموالنا واهلونا﴾ سے لیا ہے۔

ابوالقاسم حسن کہتے ہیں ایک آدمی نے لکھا "کتبت من طیس" حالانکہ "طوس" مراد تھا اس سے پوچھا گیا آپ (طوس) کو طیس کیوں لکھتے ہیں اس نے کہا اس لئے کہ " من " مابعد کو جر دیتا ہے۔ لوگوں نے جواب میں کہا من جارہ ایک حرف کو جر دیتا ہے نہ کہ اس شہر کو جس میں پانچ سو بستیاں ہیں۔

ابوالفضل بن المہدی کہتے ہیں مجھ سے ابو محمد ازدی نے کہا تحصیل علم میں مواظبت کرنا یہ مردوں کی زینت ہے۔ میں ایک دن ابوسعید سیرانی کی مجلس میں موجود تھا جامع منصور کا خطیب عبدالمالک بڑی شان وشوکت کے ساتھ اسلحہ سے لیس تھا آیا لوگ اٹھے اور اس کی بہت تعظیم کی جب وہ بیٹھا تو کہنے لگا مجھے علم نحو کا کچھ حصہ حاصل ہے میں اس میں مزید اضافہ کرنا چاہتا ہوں سیبویہ اچھا ہے یا فصیح اس کی اس بات پر شیخ اور حاضرین مجلس ہنس پڑے پھر ایک شخص نے اس سے پوچھا اے ہمارے سردار بتائیں کہ " مجرة " اسم ہے یا فعل یا حرف؟ تھوڑی دیر سکوت کے بعد کہنے لگا یہ حرف ہے جب وہ اٹھکر جانے لگا تو کوئی بھی اس کی تعظیم کے لئے نہیں اٹھا۔

فصل

ان لوگوں کا بیان جنہوں نے عوام کے ساتھ نحوی گفتگو کی

کچھ نحویوں نے عوام کے ساتھ گفتگو میں بھی نحوی بحثیں کی ہیں یہ اگر چہ اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن یہ بھی ایک قسم کی حماقت ہے۔ اس لئے کہ ہر بات مخاطب کے فہم اور معیار کے مطابق ہونی چاہئے۔

ابن عقیل فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابوالقاسم بن برہان الاسدی اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ عوام میں نحو استعمال کرنے سے باز رہو عوام میں نحو استعمال کرنا ایسی غلطی ہے جیسے خواص کے درمیان نحوی غلطی ہوتی ہے ابن عقیل فرماتے ہیں کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ اس قسم کی تحقیقات عوام میں ضائع ہو جاتی ہیں اور تضیع علم جائز نہیں۔ اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں سے ان کی عقل کے مطابق بات کرو، کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا جائے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" **یا ابا عمیر مافعل النغیر**'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کیساتھ کھیلے ہیں اور یہ معلمین کی حماقت ہے کہ وہ بچوں کو تحقیقات پڑھاتے ہیں۔

اصمعی کہتے ہیں یحیٰی بن معمر خراسان میں قاضی تھے اس کے پاس ایک عورت اور مرد مقدمہ لیکر حاضر ہوئے یحیٰی نے مرد سے کہا" **رایت ان سئلتک حق شکر ھا و شبرک ان شاء تطلها و تضهلها**) یہ سن کر اس آدمی نے بیوی سے کہا خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے واپس چلتے ہیں، شکر کے

معنی شرم گاہ، ''شبر'' کے معنی نکاح، تبطلها کے معنی تبطل حق یعنی آپ اس کا حق باطل کریں گے، تضهلها کا معنی ہے تعطيها حقها قليلا قليلا یعنی آپ اس کا تھوڑا تھوڑا حق ادا کرتے ہیں۔

اسی طرح عیسی بن عمر نے یوسف بن عمر سے کہا جس وقت وہ اس کو کوڑے مار رہا تھا '' والله إن كنت إلا ثياباً في اسيغاط قبضها عشارو ك ''ابن قتیبہ کہتے ہیں اس طرح کی عبارات سے کلام کرنا برا مانا جاتا تھا جبکہ اس وقت ادب کا چرچا تھا تو اس زمانے کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے (جبکہ عام لوگ ادب کی ابجد سے بھی واقف نہیں تھے)۔

ایک نحوی بیت الخلاء میں گر پڑا تو ایک بھنگی نے چیخ کر اس سے پوچھا تم زندہ ہو؟ نحوی نے کہا(ابغ لی سلما وثيقاو امسكه امساكاً رفيقا) میرے لئے محکم سیڑی تلاش کر اور پھر اس کو انتہائی نرم انداز سے تھام لو اور مجھے کچھ نہیں ہوا ہے یہ سن کر بھنگی نے کہا اگر آپ ایک دن بھی ان فضولیات کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوتے اتو اس کو اسی وقت چھوڑ دیتے جبکہ آپ گلے تک غلاظت میں لتھڑے ہوئے ہیں (یعنی جب اس حالت میں نہیں چھوڑا تو آپ اسے کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے)

ایک نحوی خربوزہ فروش کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا بکم تلک وذالک الفاردة اس نے دائیں بائیں دیکھا اور کہا معاف کیجئے اس وقت میرے پاس گدی پر مارنے کے لئے کوئی چیز نہیں۔

ایک نحوی شیشے والے کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا(بكم هاتان القينتان الللتان فيهما نكتتان خضراوتان) یعنی وہ دو کانچ کے برتن جس میں دو سبز داغ

ہیں کتنے کے ہیں؟ شیشے والے نے جواب میں کہا **مدھامتان فبأی الاء ربکما تکذبان**

ابوزید نحوی کہتے ہیں میں قصاب کے پاس کھڑا ہوا اس کے پاس کچھ اوجڑی موجود تھی میں نے کہا **بکم البطانان؟** دواوجڑیاں کتنے کی ہیں؟ اس نے کہا "**بدرهمان یا ثقیلان**" (دو درہم کے اے دو بوجھل)۔

احمد بن عمر جوہری کہتے ہیں میں نے ابوزید نحوی سے سنا اس نے کہا کہ میں قصاب کے پاس کھڑا ہوا اس نے دو چھوٹی اوجڑی نکال کر لٹکائی میں نے کہا **بکم البطنان؟** یہ دو اوجڑی کتنے کی ہیں اس نے کہا **بمصفعان یامظرطان** (دو تھپڑ کے ہیں اے مضرتان) میں وہاں سے بھاگا تا کہ لوگ یہ بات نہ سنیں کہ پھر ہم پر ہنستے رہیں۔

اسی طرح ابوحمزہ ادیب نے ہم سے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے احمد بن محمد قزوینی نے بیان کیا یہ شاعر تھے ایک بار یہ کوفہ میں جانوروں کی منڈی میں گئے اور جانوروں کے ایک تاجر کے پاس بیٹھ گئے اس سے کہنے لگے آپ میرے لئے ایک ایسا گدھا تلاش کریں جو نہ بہت زیادہ چھوٹا ہو اور نہ بہت زیادہ بڑا ہو، اگر میں اس کو چارہ کم دوں تو صبر کرے زیادہ دوں تو شکر کرے جو نہ مجھے پہاڑوں کے نیچے گھسائے اور نہ مجھے بلندیوں سے گرائے اور راستہ خالی ہو تو کود کر چلے اور رش ہو تو آرام سے چلے تاجر اس کو کچھ دیر تک دیکھتا رہا پھر کہنے لگا مجھے کچھ مہلت دو جب اللہ تعالی قاضی کو مسخ کر کے گدھا بنائیں گے تو میں اس کو تیرے لئے خرید لوں گا (مطلب یہ تھا کہ ایسی صفات گدھے میں کہاں جمع ہو سکتی ہیں)۔

ہمارے ایک ساتھی نے کہا میں نے ایک سبزی والے سے کہا عندك بسر فزسا؟تی رے پاس ایک گھوڑا تازہ کھجور ہیں؟ اس نے کہا میرے پاس ڈھال ہے۔

اسحاق بن محمد کوفی کہتے ہیں ابوعلقمہ حکیم عمر کے پاس آئے اور اپنی بیماری یوں بیان کی" اکلت دعلجا فا صابنی فی بطنی "حکیم نے جواب میں کہا "خذعلوص وخلوص" ابوعلقمہ نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ حکیم نے کہا آپ نے جو بیماری بیان کی وہ کیا ہے لہذا مجھ سے ایسی بات کرو جو میں سمجھ سکوں اب ابوعلقمہ نے کہا میں نے ایک پلیٹ میں مکھن کھایا تھا میرے پیٹ میں گڑ گڑاہٹ پیدا ہوگئی حکیم نے کہا پہاڑی پودینہ استعمال کرو۔

ابوعلقمہ نحوی ایک حکیم کے پاس آکر کہنے لگا اللہ تعالی آپ کے ذریعہ نفع پہنچائے اور آگے اپنی بیماری یوں بیان کی " إنی أكلت من لحوم هذه الجواق فطسئت طسئاة فأصابني وجع في الوالبة إلى ذات العنق فلم يزل يربوا وينموا حتى غالط الحلب والشراسيف " کیا آپ کے پاس اس بیماری کی دوا ہے حکیم نے کہا جی ہاں آپ یہ نسخہ استعمال کیجئے ''خذ حرفقا و سلفقا وسرفقا فزهزقه وزقزقه واغلسه بماء روث پھراس کو لینا یہ سن کر ابوعلقمہ نے کہا آپ کے اس نسخہ کو میں نہیں سمجھا حکیم نے کہا جیسے تم نے سمجھایا تھا ایسا ہی میں نے تجھے سمجھایا۔

ابوعثمان کہتے ہیں ابوحمزہ ادیب نے کہا ابوعلقمہ نحوی کوفہ میں مٹکوں کے بازار میں گئے ایک مٹکے فروش کے پاس کھڑے ہوکر کہنے لگا۔

اجد عندك جرة لا فقداء ولادباء ولامطريلة الجوانب

ولتكن نجوائة حضراء نضراء قد خف محلها واتعبت
صانعها إن قرطها طنت وإن أصابتها الريح دنت ".

کیا آپ کے پاس ایسا مٹکا مل سکتا ہے جس میں نہ تو سوراخ
ہو اور نہ کھردار ہو اور نہ ہی اس کے اطراف تنگ ہوں بلکہ سبز اور تازہ ہو
جس کا اٹھانا آسان ہو اور اپنے بنانے والے کو تھکا چکا ہو اور آگ میں
خوب پکا ہوا گر میں اسے بجاؤں تو خوب بجے جب اس میں ہوا داخل ہو تو
کھنکھنانے کی آواز نکلے۔

یہ سن کر مٹکے والا کچھ دیر تک اس کا منہ تکتا رہا پھر اسے کہنے لگا" افطس بکور الجروان احروجكي والدقس والطبر لدى شك لك وبك".

پھر مٹکے والے نے چیخ کر کہا یاغلام شرخ ثم درب وإلى الوالي فقرب (اے لڑکے اس کے سامنے ڈھیر لگا دو پھر تجربہ کرو اور والی صاحب کے قریب کردے) پھر کہنے لگا اے لوگوں ایسی مصیبت میں کون گرفتار ہوگا جس میں ہم گرفتار ہوئے ہیں اور اس نے ثعلب کا یہ شعر پڑھا۔

إن شئت أن تصبح بين الورای	مابين شتام ومغتاب
فكن عبوساً حين تلقاهم	وكلم الناس باعراب

اگر آپ چاہیں کہ مخلوق آپ کی غیبت کرے اور گالی دے تو
ان سے ملتے وقت تیوری چڑھالیں اور عام لوگوں سے نحو اور اعراب
میں بات کریں۔

انیسواں باب

بیوقوف شاعروں کا بیان

مبرد کہتے ہیں جاحظ نے فرمایا مجھے بعض بیوقوفوں نے شعر سنایا:

إن داء الحب مسقم   لیس یھینه القرار

ونجا من کان لایعشق   من تلک المخاز

''محبت کی بیماری بہت بڑی بیماری ہے جسے قرار سے خوشی نہیں ہوتی اور اس شخص نے اس قسم کی رسوائیوں سے نجات پائی جو عشق نہیں کرتا۔''

میں نے کہا یہ پہلا مصرعہ راء پر ختم ہوا ہے دوسرا زا پر یہ کیسے؟ اس نے کہا نقطہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا آپ نقطہ ہٹالیں میں نے کہا پہلی را مرفوع ہے اور دوسری راء مکسور ہے کہنے لگا میں کہہ رہا ہوں کہ نقطہ مت لگاؤ اور یہ اعراب لگا رہا ہے۔

بعض شاعروں نے بیان کیا کہ طیھا ثا بستی میں ہم تین شعرا اکٹھے ہوئے ہم سب نے مل کر شراب پی پھر ہم نے کہا ہم سے ہر ایک اس دن کی تعریف میں شعر کہے چنانچہ میں نے کہا:

لنالذیذ العیش فی طیھاثا

''ہم نے طیھا ثا میں زندگی کی لذت پائی''۔

دوسرے شاعر نے کہا:

لمااحتششنا القدح احتشاثا

''جب ہم نے پیالے کو منہ سے لگایا تو گھونٹ گھونٹ (کر مزے سے)

پیا''۔

تیسرا پھنس گیا وہ کہنے لگا:

امرأته طلاق ثلاثة

''یعنی اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو''۔

وہ بیٹھ کر اپنی بیوی پر روتا رہا اور ہم اس پر ہنستے رہے۔

ابوالحسن علی بن منصور الحلبی کہتے ہیں میں سیف الدولہ کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا ایک بار میں حاضر ہوا اس وقت وہ جہاد سے دشمن کو شکست دے کر آئے تھے اور شعراء مبارک باد دینے آ رہے تھے ایک آدمی داخل ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھا:

وکانوا کفار وسوسوا خلف حائط　　وکنت کسنور علیهم تسلقا

''وہ دشمن چوہے کی طرح دیوار کے پیچھے چپکے سے داخل ہوا اور آپ بلی کی طرح ان پر چڑھ گئے۔''

سیف الدولہ نے کہا اس کو باہر نکال دو جب اسے نکالا گیا تو دروازہ پر کھڑے ہو کر روتا رہا سیف الدولہ کو اس کے رونے کی اطلاع دی گئی تو اس نے بلانے کا حکم فرمایا جب حاضر ہوا سیف الدولہ نے پوچھا کیوں روتے ہو؟ اس نے کہا میں نے اپنے بس کے مطابق اپنے آقا کی تعریف کی اور میں نے اس سے امید وابستہ کی تھی لیکن جب میری امید نامراد ہوئی اور مجھے ذلت کا سامنا ہوا تو مجھے اپنی ذات انتہائی ذلیل معلوم ہوئی تو اس پر میں رویا' سیف الدولہ نے کہا تعجب ہے' جس شخص کی یہ نثر ہے اس کی نظم کی حالت یہ ہے (یعنی نثر کتنی اچھی ہے اور نظم کتنی خراب ہے) پھر سیف الدولہ نے اس سے پوچھا تو نے مجھ سے کتنے کی امید رکھی تھی اس نے کہا پانچ

سو درہم کی۔ سیف الدولہ نے اس کو ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔

صولی کہتے ہیں محمد بن الحسن کو اس کے بیٹے نے کہا ابا جان میں نے ایک شعر کہا ہے محمد بن الحسن نے کہا سنا دو بیٹے نے کہا میں نے اگر اچھا شعر کہا تو آپ مجھے لونڈی یا غلام دیں گے۔ والد نے کہا غلام اور لونڈی دونوں انعام دیدوں گا بیٹے نے شعر کہا:

إن الـديـار طيفاً هيجن حزنا قد عفا

أبكينني لشقاوتي وجعلن رأسي كالقفا

''بیشک دیار طیف نے بہت غم بھر کائے گردن کی طرح مجھے اپنی بدبختی کی وجہ سے رلایا اور میرے سر کو گردن کی طرح بنا دیا۔''

محمد بن الحسن نے کہا بیٹے تم نہ غلام کے اہل ہو اور نہ لونڈی کے مستحق ہو بلکہ تیری والدہ کو تین طلاق کہ اس نے تجھ جیسا بچہ جنا۔

ابو سجادہ فقیہ نے ایک شعر کہا:

ومنا الوزير ومنا الأمير ومن المشير ومنا أنا

''وزیر ہم سے ہے اور امیر ہم میں سے اور مشیر بھی ہم میں سے ہے اور ہم میں سے ہی میں بھی ہوں۔''

بسا اوقات سمجھدار اور زیرک شعراء سے بھی ایسا کلام صادر ہوا جو کہ بیوقوفوں کے مشابہ ہے چنانچہ ایک بار بختری (جو کہ بہت بڑا شاعر تھا) ایک شخص کے پاس آیا جو اس کی تعریف کر رہا تھا اس نے کہا:

لك الويل من ليلى تطاول آخره

''تیرے لئے ہلاکت ہو اس رات میں جس کا آخر لمبا ہوا''۔

ممدوح نے کہا یعنی بحتری نے کہا :

لك الويل والحروب (۱) "تیرے لئے ہلاکت اور لڑائی ہو"

ایک آدمی نے معن بن زائدہ کی تعریف میں شعر کہا: (۲)

أتيتك إذ لم يبق غير جابر ولا واهب يعطى اللها والرغائبا

''میں تیرے پاس اس وقت آیا جبکہ تیرے علاوہ کوئی بگڑی
بنانے والا نہ رہا اور نہ ہی کوئی ایسا رہا جو عطاء اور بخشش کرنے والا ہو۔''

معن نے کہا یہ کوئی تعریف نہیں۔ آپ نے ایسا کیوں نہیں کہا جیسا اخو بنی تمیم نے مالک بن سمع کیلئے کہا تھا۔

قلدته عرى الأمور نزار قبل أن تملك السراة النحو

''نزار والوں نے تلواریں لٹکا کر میدان چھوڑ دیا قبل اس کے
کہ آپ ان کے سینوں پر چڑھ کر ان کے گلے کاٹتے۔''

---

(۱) ابو عبادہ بحتری ولید بن عبید بن یحیٰی بہت بڑا شاعر گذرا ہے۔ یہ ان تینوں شاعروں میں سے ہے جو اپنے زمانے کے سب سے بڑے شاعر تھے، اور بحتری کے شعر کو (سلاسل الذھب) سونے کی زنجیر کہا جاتا تھا۔

(۲) معن بن زائدہ بن عبداللہ بن مطر الشیبانی ہے یہ عرب کے بڑے سخیوں میں اور فصحاء اور بہادروں میں سے ایک تھے۔ ۱۵۱ھ میں اس کا انتقال ہوا ہے۔

بیسواں باب

وعظ میں بے بنیاد قصے بیان کرنے والے

بیوقوف خطباء وواعظین

ان میں سے ایک سیفو یہ تھے جو حماقت میں ضرب المثل تھے۔

محمد بن العباس حیویہ کہتے ہیں کہ سیفو یہ سے پوچھا گیا آپ نے تو بہت سے محدثین کو پایا آپ حدیث کیوں بیان نہیں فرماتے؟ کہنے لگا لکھو "حدثنا شریك عن مغيرة عن ابراهيم بن عبدالله مثله سواء" لوگوں نے پوچھا "مثله" سے کیا مراد ہے؟ کہنے لگا ہم نے جیسا سنا اسی طرح بیان کر دیا اور بس۔

ابن خلف کہتے ہیں ایک آدمی شادی سے لوٹ کر آیا سیفو یہ نے اس سے پوچھا شادی میں کیا کھایا اس آدمی نے مختلف کھانوں کے متعلق بیان کر دیا، سیفو یہ نے کہا کاش جو کھانا تیرے پیٹ میں ہے میرے حلق میں ہوتا۔

ابن خلف کہتے ہیں واعظ عبدالعزیز نے کہا کاش اللہ نے مجھے پیدا نہ کیا ہوتا اور قیامت کافی ہے یہ بات میں نے ابن غیاث سے کہی اس نے کہا عبدالعزیز نے برا کیا ہے اس ذات کی قسم جس کے سواء کوئی معبود نہیں میں تو چاہتا ہوں اللہ مجھے پیدا نہ کرتا کیوں کہ قیامت اندھی ہے اور اس کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہیں۔

ابوالعباس بن مشروح کہتے ہیں کہ سیفو یہ نے صبح گھر کے لئے آٹا خریدا اور شام کو گھر جا کر کھانا مانگا گھر والوں نے کہا ہم نے تو روٹیاں نہیں پکائیں اس لئے کہ لکڑیاں نہیں تھیں تو سیفو یہ نے کہا آپ لوگ فطیر یعنی خمیر ہونے سے پہلے ہی پکا لیتے۔

ابوالمنصور ثعالبی کہتے ہیں ایک شخص نے سیفویہ سے "الغسلین" قرآنی آیت کے متعلق پوچھا سیفویہ نے کہا آپ معلومات والے عالم فاضل کے پاس آئیں ہیں، اس کے متعلق میں نے ایک حجازی فقیہ شیخ سے پوچھا لیکن اس کے پاس نہ تھوڑی معلومات تھیں نہ زیادہ۔

سیفویہ گدھے پر سوار مقبرہ میں کھڑا تھا کہ اس کا گدھا ایک قبر کے پاس بدکنے لگا سیفویہ نے کہا ممکن ہے یہ آدمی جانوروں کا نعل بندی کرنے والا ہو (اس لئے میرا گدھا بدک گیا) سیفویہ نے پڑھا" ثم فی سلسلہ فرعھا تسعون ذراعا" (صحیح یوں ہے فی سلسلہ ذرعھا سبعون ذراعاً) (ستر گز) ترجمہ: پھر ایک ہی زنجیر میں جس کی پیمائش نوے گز ہے۔

لوگوں نے کہا آپ نے تو بیس بڑھا دیئے ہیں کہنے لگا یہ تو بغاء اور وصیف کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تمہارے لئے تو ڈیڑھ دانق کافی ہے۔

ایک قاری نے اس کے سامنے پڑھا "کانما اغیث وجوھھم قطعاً من الیل مظلما" (بجائے اغشیت کے) ترجمہ: گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے ہیں کہنے لگا پھر اس قوم کو کیا ملا جبکہ ان کی اہم نمازیں رات کو ہوتی تھیں ۔

اس طرح ایک قاری نے اس کے سامنے پڑھا "کأنھن الیاقوت و المرجان" گویا وہ یاقوت اور مرجان ہیں کہنے لگا یہ تمہاری فاجرہ عورتوں کے خلاف ہونگی۔

سیفویہ سے پوچھا گیا اگر اہل جنت عصیدہ کھانا چاہیں تو کیا کریں

گے؟ (عصیدہ ایک قسم کا کھانا ہے جو گھی اور آٹے کو ملا کر پکاتے ہیں) کہنے لگا اللہ تعالی ان کے لئے شیرے والے آٹے کی اور گھی کی نہریں چلا دیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ لے کر عصیدہ بناؤ اور کھاؤ ہم معذرت خواہ ہیں۔

محمد بن خلف کہتے ہیں کہ ابواحمد تمار نے اپنے وعظ میں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کا بہت بڑا حق بیان کیا ہے یہاں تک کہ اس مین ایک ایسی بات کہی کہ مجھے شرم آتی ہے کہ آپ کے سامنے بیان کروں۔

مدینہ کے ایک واعظ نے واقعہ بیان کیا کہا کہ ایک بار ابوہریرہؓ نے اپنی بیٹی کے پاس سونے کی انگوٹھی دیکھی فرمایا اے پیاری بیٹی یہ سونے کی انگوٹھی مت پہنا کر یہ تو آگ کا شعلہ ہے۔ وہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک ان کی انگلی ظاہر ہوئی انہوں نے خود سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی بیٹی نے کہا خود پہنتے ہو اور ہمیں منع کرتے ہو۔ اس نے کہا میں تو ابوہریرہ کی بیٹی نہیں ہوں۔

محمد بن الجہم کہتے ہیں میں نے فراء کو کہتے ہوئے سنا ہمارے ہاں ایک شخص تھے جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے بیان کرتے تھے۔ اس سے پوچھا گیا "ارایت الذی یکذب بالدین" کا کیا مطلب ہے؟ کہنے لگا یہ بہت برا آدمی ہے پھر پوچھا گیا ﴿فذلک الذی یدع الیتیم﴾ کا کیا مطلب ہے؟ بہت دیر چپ رہنے کے بعد کہا اس پر میں حیران ہوں۔

عبدالرحمٰن بن محمد حنفی کہتے ہیں واعظ ابوکعب نے اپنے وعظ میں کہا حضرت یوسف علیہ السلام کو جس بھیڑیے نے کھایا تھا اس کا نام فلاں تھا لوگوں نے اس سے کہا حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیے نے کھایا ہی نہیں تھا تو واعظ کہنے لگا اچھا تو پھر یہ

شڈ بھیڑئے کا نام ہے جس نے یوسف علیہ السلام کو نہیں کھایا تھا۔

امام جاحظ کہتے ہیں کہ واعظ ابوعلقمہ نے وعظ کرتے ہوئے کہا اس بھیڑئے کا نام حجون تھا۔

علا ابن صالح کہتے ہیں عبدالاعلی بن عمر واعظ تھے ایک دن انہوں نے اپنے وعظ میں کہا جس وقت اُن کی مجلس اختتام پذیر ہوئی کہ کچھ لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں کہ میں قرآن میں سے کچھ نہیں پڑھ سکتا۔ بحمد اللہ میں بہت زیادہ پڑھ سکتا ہوں پھر پڑھنے لگا "بسم اللہ الرحمن الرحیم قل ھو اللہ احد" آگے پھنس گیا پھر کہا کہ جو شخص چاہے کہ اس سورت کے ختم میں حاضر ہو جائے تو ہماری فلاں مجلس میں آ جائے (یعنی میں اس کو دوسری مجلس میں ختم کروں گا)۔

ابو محمد تمیمی کہتے ہیں ایک دن ہمارے پاس واعظ ابوالحسن سماک آئے اس وقت ہم ابابیل کے متعلق گفتگو کر رہے تھے واعظ نے پوچھا کس چیز میں بحث کر رہے ہو؟ ہم نے کہا ہم ابابیل کے الف کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں کہ آیا یہ الف وصلی ہے یا قطعی ہے؟ واعظ نے کہا یہ الف نہ وصلی ہے نہ قطعی ہے بلکہ یہ الف ناراضگی ہے دیکھتے نہیں کہ ابابیل نے ان کی زندگی تباہ کر دی تھی یہ سن کر لوگ بہت ہنسنے لگے۔

جاحظ کہتے ہیں میں نے ایک احمق واعظ سے سنا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ بیان کر رہا تھا کہ جب فرعون سمندر کے بیچ خشک راستہ میں پہونچا اللہ تعالی نے سمندر سے کہا مل جا تو پانی آپس میں مل گیا اس وقت فرعون نے بھینس کی طرح گوز مارنا شروع کر دیا ہم اس گوز سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

اسی طرح فرمایا کہ میں نے کوفہ میں ایک واعظ سے سنا کہہ رہا تھا کہ اگر کوئی

یہودی اس حال میں مرے کہ وہ حضرت علی سے محبت کرتا ہو اور پھر وہ جہنم میں بھی داخل ہو جائے تو جہنم کی آگ کی گرمی اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ایک واعظ نے اپنے بیان میں کہا اے لوگو! جب کھانا کھانے پر بسم اللہ پڑھی جائے تو شیطان اس کے قریب نہیں آ سکتا لہذا تم چاول کی نمکین روٹی کھالو اور اس پر بسم اللہ مت پڑھو تو شیطان تمہارے ساتھ کھالے گا اور پھر پانی پیو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو تم شیطان کو پیاس کی وجہ سے قتل کر دو گے۔ واعظ ابو سالم ایک دن بیان کر رہا تھا اے آدم کے بیٹے اے رنڈی کی اولاد تجھے الملک الجلیل سے شرم نہیں آتی کہ تم عمل بد پر اقدام کرتے ہو۔

واعظ ابو سالم کا دروازہ چوری ہوا تو وہ مسجد کے دروازے کے پاس آ کر مسجد کا دروازہ نکال نے لگا لوگوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگا میں یہ دروازہ اس لئے اکھاڑ رہا ہوں کہ اس دروازہ کے مالک کو معلوم ہے کہ میرے دروازے کو کون نکالکر لے گیا (یعنی اللہ سے معلوم کر رہا ہے)

بعض واعظوں سے پوچھا گیا تم لفظ اشیاء کیوں منصرف پڑھتے ہو؟ (حالانکہ یہ غیر منصرف ہے) واعظ اس بات کو نہ سمجھ سکا پھر تھوڑی دیر سکوت کر کے کہنے لگا تم ملحدوں کے سوالات کرتے ہو اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے ﴿لا تسئلوا عن اشیاء﴾ اشیاء کے بارے میں مت پوچھو (واعظ نے اس کا یہ معنی مراد لیا کہ لفظ اشیاء کے بارے میں مت پوچھو)

بعض شیوخ نے کہا ایک آدمی نے ایک واعظ کی طرف رقعے میں لکھا کہ حاملہ عورت کے لئے کون سی دعا ہے واعظ نے رقعہ پڑھا اور پھر پلٹ کر دیکھا تو اس کی

پشت پر ایک حکیم کا لکھا ہوا نسخہ تھا اس میں دواؤں کے نام یہ لکھے ہوئے تھے "قبیل خشبرك افتیمون" واعظ نے سوچا کہ یہ دعائیہ کلمات ہیں چنانچہ اس نے اس طرح دعا مانگنا شروع کی "یارب قتیبل یارب خشبرك ویارب افتیمون" وہ ان الفاظ سے دعا مانگتا رہا جب تک اس کو منع نہیں کیا گیا۔

اکیسواں باب

اپنے آپ کو بتکلف زاہد بزرگ ظاہر کرنے والے

بیوقوفوں کا بیان

علی بنال حسن تنوخی کہتے ہین ہمارے یہاں جبل لکام میں ایک شخص تھا جس کا نام ابوعبداللہ مزابلی تھا۔ رات کو شہر میں داخل ہو جاتا اور کوڑا کرکٹ جمع ہونے کی جگہوں کو تلاش کرتا وہاں اس کو جو کھانے کی چیز ملتی اٹھالیتا اور دھو کر اسے اپنی غذا بنالیتا اس کے علاوہ حصول معاش کا کوئی اور طریقہ وہ نہیں جانتا تھا یا پھر پہاڑوں میں گھس جاتا اور مباح پھل کھاتا یہ انتہائی مجاہدہ والا نیک آدمی تھا مگر کم عقل تھا۔

انطا کیہ میں ایک شخص موسی زکوری تھا اس کا ایک پڑوسی تھا جو کوڑا کرکٹ پر مسلط رہتا موسی زکوری اور اس آدمی کے درمیان کچھ تنازع شروع ہوا تو اس شخص نے مزابلی کو موسی زکوری کی شکایت کی تو مزابلی نے اپنی دعا میں موسی زکوری پر لعنت بھیجنی لوگ ہر جمعے کے دن اس کے پاس آتے اس کے ساتھ بات کرتے اور یہ دعا مانگتے جب لوگوں نے سنا کہ یہ زکوری پر لعنت بھیج رہا ہے تو لوگ زکوری کے گھر اس کو قتل کرنے آئے زکوری بھاگ گیا اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا لوگوں نے اس کا پیچھا کیا لیکن وہ روپوش ہو گیا جب وہ کافی عرصے روپوش رہا تو ایک دن اس نے کہا میں مزابلی کے ساتھ ایک حیلہ کرتا ہوں جس کے ذریعہ اس سے چھٹکارا پالوں گا لیکن تم میری مدد کرو لوگوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ زکوری نے کہا مجھے نیا کپڑا کچھ مشک اور آگ اور چند نوجوان جو اس پہاڑ میں میرا دل بہلاتے رہیں چاہئیں لوگوں نے کہا لے لو جب

آدھی رات ہوئی زکوری اس غار کے اوپر چڑھا جس میں مزاہلی رہتا تھا وہاں ایک حیلہ کے زریعہ خوشبو سلگائی اور پھونک کے زریعہ مشک اڑائی جب خوشبو فزاہلی کے غار میں داخل ہوئی اور مزاہلی نے خوشبو محسوس کی اور آواز سنی کہنے لگا اللہ مجھے عافیت میں رکھے تجھے کیا ہوا؟ تو کون ہے؟ زکوری نے کہا میں جبرائیل ہوں مجھے میرے رب نے بھیجا ہے یہ سن کر مزاہلی کو اس کے سچ ہونے میں کوئی شک نہیں رہا اس نے خوب رو کر دعائیں مانگنی شروع کی پھر کہنے لگا اے جبرائیل میں کون ہوں کہ اللہ نے تجھ کو میری طرف بھیجا ہے موسیٰ زکوری نے کہا (جو اس وقت جبرائیل بنے ہوئے تھے) رحمٰن تجھے سلام کہتا ہے اور تجھے یہ اطلاع دیتا ہے کہ موسیٰ زکوری کل جنت میں آپ کے ساتھ ہونگے یہ سن کر مزاہلی بے ہوش ہو گئے تو موسیٰ زکوری نے اس کو چھوڑا اور واپس لوٹے جب صبح ہوئی جمعے کا دن تھا مزاہلی نے لوگون کو جبرائیل والا پورا قصہ سنایا اور کہا ابن زکوری کو تلاش کرو اور اس سے درخواست کرو کہ مجھے معاف کرے تو لوگ ابن زکوری کے گھر اس کو تلاش کرنے گئے اور اسے معاف کرایا۔

ابو نقاش اپنے شیخ سے نقل کرتے ہیں میں واسط کی جامع مسجد میں تھا کہ وہاں دو آدمی جہنم کی حدیث کے متعلق گفتگو کر رہے تھے ایک نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ عزوجل کافر کے جسم کو اتنا بڑا بنا دیں گے کہ اس کا ایک دانت احد کے پہاڑ کے برابر ہوگا دوسرے نے کہا اس طرح نہیں ہوگا ان دونوں کے پاس ایک شیخ بھی موجود تھا جو بڑے غازی تھے وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اس کا انکار مت کرو اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں موجود ہے انہوں نے کہا چچا جان وہ کیا ہے؟ شیخ نے کہا اللہ تعالی کا یہ ارشاد ہے فاولئک یبدل اللہ

سنانهم خشبات ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے دانتوں کو لکڑیوں سے تبدیل کر دینگے'' تو جو خدا دانت کو لکڑی بنا سکتا ہے تو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دانت کو احد کے پہاڑ کے برابر بنا دے (حالانکہ صحیح آیت یوں ہے فاولئک یبدل الله سیاٰتهم حسنات) ترجمہ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ برائیاں نیکیوں سے بدل دینگے)۔

زہری کہتے ہین ایک روز شاعر حجاج ایک کشادہ گلی سے گزر رہے تھے گلی کے آخری حصہ پر نالہ بہہ رہا تھا یہ کافی دیر تک الس شش و پنج میں رہے کہ آیا پانی کے چھینٹے ہم تک پہنچے یا نہیں جب یہ فیصلہ نہ کر سکے تو جا کر پرنالہ کے نیچے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اب ہم نے شک سے نجات پائی۔

ابو علی طائی کہتے ہیں ایک بیوقوف شخص نے ایک متزہد (اپنے کو بزرگ سمجھنے والا) کے سامنے یہ آیت پڑھی ﴿ وقال نسوة فی المدینة امرأة العزیز تراود فتاھا عن نفسه ﴾ (اور چند عورتوں نے یہ بات کہی کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام کو اس سے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے پھسلاتی ہے)۔

مصنوعی زاھد نے کہا میرے سامنے فجار کی آیتیں مت پڑھا کرو۔

محمد مکری کہتے ہیں کہ ہم ایک مجلس میں تھے مجھے بدبو محسوس ہونے لگی کیا دیکھتا ہوں ایک شخص نے اپنی مونچھوں پر گندگی لگا رکھی ہے؟ میں نے پوچھا یہ کیا ہے کہنے لگا یہ میں نے اپنے پروردگار عزوجل کے سامنے عاجزی اور تواضع ظاہر کرنے کے لئے لگایا ہے۔

طاہر بن الحسین کہتے ہیں کہ میں نے مروزی سے پوچھا آپ کتنے عرصہ

سے عراق آتے جاتے رہتے ہیں کہنے لگا میں بیس سال سے آ تا رہتا ہوں اور میں تین سال سے صَوم الدہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا) رکھتا ہوں طاہر نے کہا میں نے آپ سے ایک سوال کیا تھا اور آپ نے مجھے دو جواب دئے۔

ابو عثمان جاحظ کہتے ہیں یحیٰ بن جعفر نے بتایا کہ میرا ایک فارسی پڑوسی تھا اس کی اتنی لمبی ڈاڑھی تھی کہ میں نے اتنی لمبی ڈاڑھی کسی کی نہیں دیکھی تھی وہ ساری رات روتا رہتا تھا‘ ایک دن اس کے رونے سے میں جاگ گیا اور میں نے بڑی بری حالت میں رات گزاری‘ وہ سسکیاں لیتا اور سر اور سینے کو مارتا اور کتاب اللہ کی ایک آیت بار بار دہراتا‘ جب میں نے اس کو اس مصیبت میں دیکھا میں نے دل میں کہا میں اس کو ضرور وہ آیت سناؤں گا جس نے اس کو قتل کیا اور میری نیند اڑادی چنانچہ میں نے اسے سنایا ﴿ویسئلونک عن المحیض قل ہو اذی﴾ اے پیغمبر آپ سے حیض کے متعلق پوچھتے ہیں کہو کہ وہ گندگی ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ لمبی ڈاڑھی حماقت کی ایسی علامت ہے جو کبھی غلط ہو ہی نہیں سکتی۔

اسی طرح جاحظ فرماتے ہیں کہ نظام نے مجھے بتایا کہ میں باب شام کے ایک کونے پر سے گزر رہا تھا کہ میں نے دروازے پر ایک شیخ کو بیٹھا ہوا دیکھا جس کے سامنے کنکریاں گھٹلیاں پڑی ہوئیں تھیں وہ ان پر تسبیحات پڑھتا رہتا اور کہتا (حسبی اللہ حسبی اللہ) میں نے کہا چچا جان یہ تو کلمہ تسبیح نہیں ہے جو آپ پڑھتے ہیں کہنے لگا آپ کو کون سی تسبیح آتی ہے میں نے کہا (سبحان اللہ) کی تسبیح کہنے لگا اے احمق یہ ایسی تسبیح ہے جسے میں نے عابدوں سے سیکھا ہے اور میں ساٹھ سال سے یہی تسبیح پڑھتا ہوں۔ تیرے جیسے جاہل کی بات پر میں اسے چھوڑ دوں (یہ نہیں ہوسکتا)۔

جاحظ کہتے ہیں میں نے محمد سرافی کو دیکھا اس کی ڈاڑھی لمبی تھی وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یوں دعا مانگ رہا تھا :

يامنقذ الموتىٰ ومنجي الغرقىٰ وقابل التوبات وارحم العثرات وأنت تجد من ترحمه وأنا لاأجد من يعذبني سواك

''اے مردوں کو نکالنے والے غرق ہونے والوں کو نجات دینے والے توبہ قبول کرنے والے' لغزشوں کو اپنی رحمت سے معاف کرنے والے آپ کو وہ شخص مل سکتا ہے جس پر آپ رحم کریں لیکن مجھے آپ کے سوا ایسا کوئی نہیں ملتا کہ مجھے عذاب دے''۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ میں نے ابوسعید بصری کو دعا مانگتے دیکھا یہ بھی لمبی داڑھی والا احمق تھا یوں دعا مانگ رہا تھا

يارباه ياسيداه يامولاه ياجبرائيلٰ يا اسرافيل ويا ميكائيلٰ يا كعب الأحبار يا أويس القرني وبحق محمد وجرجيس

تجھ پر لازم ہے کہ ان کے وسیلہ سے امت پر آٹے کی ارزانی فرما۔

بشر بن عبدالوھاب کہتے ہیں دمشق کی جامع مسجد کے ستون کے پاس ایک خوب صورت شکل کا آدمی بیٹھا تھا ایک دن میں نے اس کو سجدہ میں دیکھا وہ سجدہ میں کہہ رہا تھا تیرے سامنے میرا سبز سرخ زرد سفید اور کالا سب خشوع کی حالت میں گڑ گڑاتے ہوئے عاجزی کرتے ہوئے اور ماں سجدہ ریز ہوں اور مجھ جیسے زانی اور زانیہ کے بیٹے کی کیا حیثیت ہے کہ جس کو آپ نہ بخشیں۔

ابوالقاھیہ کا ایک شاگرد تھا پہلے صوفی بنا پھر زاھد اس کے بعد اپنی ایک آنکھ پھوڑ کر کہنے لگا کہ دنیا کی دونوں آنکھوں سے دیکھنا اسراف ہے۔

ایک شخص نے کہا میرا چچا جس کی عمر ۷۰ سال تھی ایک بار میں نے سنا کہ وہ اپنی دعا میں کہہ رہا ہے اے اللہ ان نبیوں اور پیغمبروں کے وسیلہ سے دعا مانگتا ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل کے درمیان گزرے ہیں میں نے کہا چچا جان آپ یہ کیا دعاء مانگتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل کے درمیان کون سے نبی گزرے ہیں، کہنے لگا وہ دس افراد جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کی۔

ہمارے ایک جاننے والے نے بیان کیا کہ میں ایک شہر میں ایک متزہد کے پاس گیا اور وہاں ایک دوسری جماعت بھی تبرک کے لئے حاضر ہوئی تھی جس میں شہر کے قاضی بھی تھے وہاں لوط علیہ السلام کا تذکرہ ہونے لگا متزہد نے کہا اس پر خدا کی لعنت ہو لوگوں نے کہا تیرا ستیاناس ہو وہ تو نبی تھے کہنے لگا مجھے معلوم نہیں تھا پھر قاضی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا مجھے اس گستاخی سے توبہ کرنے کا طریقہ بتایئے قاضی نے طریقہ بتا دیا لوگ پھر باتوں میں مشغول ہو گئے اتنے میں فرعون کا تذکرہ شروع ہوا لوگوں نے اس سے پوچھا فرعون کے متعلق کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا میں ابھی توبہ کر چکا ہوں دوبارہ انبیاء کی شان میں گستاخی نہیں کروں گا۔

بائیسواں باب

بیوقوف معلمین کا بیان

یہ ایک۔ ایسی حقیقت ہے جو بہت کم غلط نکلتی ہے اور اسے ہم نے عام طور پر دیکھا ہے اور ہمارے خیال میں معلمین کی اس حماقت کا سبب بچوں کی صحبت کا اثر ہوتا ہے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مامون کے بعض مؤدبین نے اس کی تادیب میں کوتاہی کی مامون اس وقت بچے تھے' مامون نے کہا اس شخص کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے کہ جس کے ادب نے ہماری عقلوں کو جلا بخشی' اور ہماری جہالت نے اس کی عقل بگاڑ دی وہ اپنی سمجھداری کی بنا پر ہماری تعظیم کرتا ہے اور ہم اپنے طیش میں آکر اس کی بے عزتی کرتے ہیں' وہ تو فوائد بیان کر کے ہمارے ذہنوں کو تیز کرتا ہے اور ہم اپنی سرکشی سے اس کے ذہن کو بوجھل اور کند کر دیتے ہیں وہ ہمیشہ ہمارے جہل کا مقابلہ علم سے اور ہماری غفلت کا مقابلہ بیداری سے اور ہمارے نقص کا مقابلہ کمال سے کرتا رہا یہاں تک کے ہم نے اس کی تمام اچھے خصائص و عادات حاصل کر لیں اور اس نے ہماری بری عادات سمیٹ لیں جب ہم استفادہ میں کامل ہوئے تو وہ حماقت میں کامل ہو گیا۔ اور جب ہم بہترین آداب سے آراستہ ہوئے تو وہ تمام تر اسباب سے معطل ہوا ہم ہی وہ لوگ ہیں کہ ہم نے ان سے آداب حاصل کر کے فائدہ اٹھایا اور وہ محروم رہا وہ ساری زندگی ہمیں عقل سکھاتا رہا اور ہم سے جہل سیکھتا رہا معلم کی مثال یا تو چراغ کی بتی کی طرح ہے (کہ خود جل کر دوسروں کو فائدہ پہنچاتی ہے) اور یا ریشم کے کیڑے کی مانند ہے۔ (جو ریشم اپنے اوپر لپیٹ کر خود مر جاتا ہے) جاحظ کہتے ہیں کہ شبرمہ معلمین کی

گواہی قبول نہیں فرماتے تھے۔

بعض فقہاء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ معلمین سے عورتیں زیادہ عادل ہوتی ہیں۔

شعبی کہتے ہیں میں نے ابوبکر کو کہتے ہوئے سنا فرمایا میرا ایک ادب سکھانے والے پر گذر ہوا وہ بچے کو یہ آیت پڑھا رہا تھا (فریق فی الجنة وفریق السعیر) میں نے کہا اللہ نے یوں نہیں فرمایا بلکہ صحیح یوں ہے ﴿فریق فی الجنة وفریق فی السعیر﴾ (شوری ۷) مودب نے جواب میں کہا آپ ابو عاصم بن علاء الکسائی کی قرائت پڑھتے ہیں اور میں حمزہ بن عاصم المدنی کی قرأت پڑھتا ہوں' میں نے کہا تیری قرأت سے واقفیت بھی عجیب وغریب چیز ہے۔

محمد بن خلف کہتے ہیں ایک دیوانے نے کہا کہ میں بادشاہ کے محل کے قریب سے گذر رہا تھا کہ وہاں ایک معلم پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر کتے کی طرح بھونک رہا ہے کیا دیکھتا ہوں ایک بچہ پردے کے پیچھے سے نکلا اور معلم نے اس کو گھیر لیا میں نے معلم سے کہا مجھے بتلاؤ یہ کیا ماجرہ تھا' معلم نے کہا بات یہ ہے کہ بچہ تادیب سے بغض رکھتا ہے اور بھاگتا ہے' اور اندر گھس کر باہر نہیں نکلتا اور جب اس کو پکڑتے ہیں تو روتا ہے' اس کا ایک کتا ہے جس کے ساتھ یہ کھیلتا رہتا ہے چنانچہ میں نے اس کے کتے کی طرح بھونکنا شروع کیا' تو اس نے گمان کیا کہ میں اس کا کتا ہوں تو یہ میری طرف آیا تو آتے ہی میں نے اس کو پکڑ لیا۔

کسائی کہتے ہیں کہ مجھے رے میں پڑھانے کی دعوت دی گئی میرا گذر ایک معلم پر ہوا جو پڑھ رہا تھا (ذواتی اکل خمط و اتل) جب میں نے آگے بڑھ کر دوسرے معلم کے پاس جا کر قصہ بتایا تو اس نے کہا اس نے غلطی کی ہے صحیح (وابل)

ہے۔(یہ اس سے بھی بڑا بیوقوف تھا اس لئے کہ صحیح واٹل ہے)۔

جاحظ کہتے ہیں میں نے ایک معلم سے پوچھا کیا بات ہے آپ کے پاس ڈنڈا نظر نہیں آتا اس نے کہا مجھے ڈنڈا استعمال کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ بہت اونچی آواز سے پڑھنے والے بچے سے کہتا ہوں اے زانیہ کے بچے پھر وہ اونچی آواز سے نہیں پڑھتا یہ ڈنڈے سے زیادہ مؤثر اور مناسب اور بے خطر ہے۔

فرماتے ہیں میں نے ایک معلم سے پوچھا آپ لڑکوں کو بغیر جرم کے کیوں مارتے ہیں؟ کہنے لگا ان کا جرم بہت بڑا ہے وہ یہ کہ یہ لوگ میرے لئے حج کی دعا مانگتے ہیں، اگر میں حج کرنے کے لئے چلا جاؤں تو یہ لوگ دوسرے مکاتب میں بکھر جائیں گے تو میں کیسے حج کر سکتا ہوں، کیا میں پاگل ہوں۔

ایک لڑکے نے کلاس کے دوسرے بچوں سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ آج استاد ہمیں چھٹی دیدے؟ بچوں نے کہا جی ہاں کہنے لگا آج سب استاد سے کہتے ہیں کہ آپ بیمار ہیں، چنانچہ جب استاد آیا تو ایک شاگرد آ کر کہنے لگا استاد صاحب آج آپ کچھ کمزور نظر آتے ہیں جیسے کہ آپ کو بخار چڑھنے والا ہے، اگر آپ گھر جا کر آرام فرمائیں تو اچھا ہو، استاد نے ایک شاگرد سے پوچھا اے فلاں یہ فلاں صحیح کہہ رہا ہے کہ میں بیمار لگتا ہوں اس نے کہا خدا کی قسم سچ کہتا ہے، یہ تو کسی پر بھی مخفی نہیں اگر آپ سب لڑکوں سے پوچھیں سب آپ کو یہی جواب دینگے استاد نے سب سے پوچھا تو سب نے گواہی دی کہ آپ بیمار ہیں چنانچہ استاد نے کہا آج چھٹی کر لو کل آنا۔

ایک معلم نے ایک لڑکے کو مارا کسی نے پوچھا اس کو کیوں مارا؟ کہنے لگا اس کو جرم سے پہلے مار رہا ہوں تا کہ یہ جرم ہی نہ کرے۔

ایک معلم امام جاحظ کے پاس آ کر کہنے لگا آپ نے کتاب المعلمین میں معلمین کی عیب جوئی کی ہے؟ فرمایا ہاں کہنے لگا آپ نے اس میں ذکر کیا ہے ایک معلم شکاری کے پاس آ کر پوچھنے لگا آپ تازہ مچھلی شکار کرتے ہیں یا نمکین؟ جاحظ نے کہا ہاں معلم نے کہا وہ بیوقوف تھا' اگر اس میں سمجھ ہوتی تو کھڑے ہوکر دیکھتا اگر تازہ مچھلی نکلتی تب بھی جان لیتا نمکین نکلتی تب بھی جان لیتا۔

جاحظ فرماتے ہیں میں ایک معلم کے پاس سے گذرا اس کے شاگرد ایک دوسرے کو تھپڑ مار رہے تھے اور کچھ شاگرد معلم کی بھی گدی پر مار رہے تھے میں نے ان سے کہا یہ کیا ماجرا ہے؟ معلم نے کہا یہ میرا ان پر قرض رہے گا، میں نے کہا اس قرضہ کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔

اس طرح فرماتے ہیں میرا ایک معلم پر گزر ہوا وہ اپنے شاگرد کیلئے آیت لکھ رہا تھا

وإذ قال لقمان لابنه وهو يعظه يابني لاتقصص رؤياك
على اخو تك فيكيدوا لك كيداً وأكيد كيداً فمهل
الكافرين أمهلهم رويداً.

میں نے ان سے کہا تیرا ناس ہو تو نے ایک سورۃ کو دوسری سورۃ سے ملا دیا معلم نے کہا جی ہاں جب اس کا والد ایک مہینہ کو دوسرے مہینہ میں داخل کر دیتا ہے (یعنی فیس ادا نہیں کرتا) تو میں بھی ایک سورۃ کو دوسری سورۃ میں داخل کرتا ہوں نہ میں کچھ لوں گا اور نہ ہی اس کا بیٹا کچھ سیکھ سکے گا۔

جاحظ فرماتے ہیں میرا ایک معلم کے پاس سے گذر ہوا وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا

اس کے پاس ایک شاگرد بھی نہیں تھا میں نے اس سے پوچھا تیرے شاگرد کہاں گئے
کہنے لگا وہ ایک دوسرے کو تھپڑ مارنے گئے ہیں میں نے کہا میں جا کر ان کو دیکھتا ہوں
معلم نے کہا اگر آپ کو لازمی ہے دیکھنا ہے تو اپنا چہرہ ڈھک لیں تا کہ وہ آپ پر میرا
گمان نہ کر سکیں وہ آپ کو بھی ایسا تھپڑ ماریں گے کے آپ اندھے ہو جائیں گے۔

کہتے ہیں میں نے ایک معلم کو دیکھا اس کے پاس دو شاگرد آئے ہر ایک
دوسرے سے چمٹا ہوا تھا ایک نے کہا اے استاد صاحب اس نے میرا کان چبالیا ہے
دوسرے شاگرد نے کہا میں نے نہیں چبایا بلکہ اس نے خود اپنا کان چبایا ہے معلم کہنے لگا
کنجری کی اولاد یہ کوئی اونٹ تھا کہ اپنا کان چبالیتا۔

جاحظ کہتے ہیں کوفہ میں میں نے ایک عجیب معلم دیکھا وہ شیخ تھے وہ بچوں
سے کنارہ کش ہو کر رو رہے تھے میں نے ان سے پوچھا چچا جان آپ کیوں روتے ہیں
؟ کہنے لگا بچوں نے میری روٹی چھپائی ہے۔

ابو العنبس کہتے ہیں بغداد میں ایک معلم شاگردوں کو گالیاں دیتا تھا میں
ایک شیخ کو لیکر اس کے پاس گیا ہم نے کہا یہ گالی دینا آپ کے لئے مناسب نہیں ہیں
۔ کہنے لگا میں مستحق ہی کو گالی دیتا ہوں فلاں دن تشریف لے آ و خود سن لو گے چنانچہ ہم
حاضر ہوئے ایک شاگرد نے پڑھا "علیها ملائكة غلاظ شداد يعصون الله
ماأمرهم ويفعلون مايؤمرون" معلم نے کہا یہ نہ فرشتے ہیں نہ دیہاتی ہیں اور نہ کرو
ہیں۔ ابو العنبس کہتے ہیں ہم اتنے ہنسے کہ ہمارے ساتھی کا شلوار میں پیشاب نکل گیا
دوسرے شاگرد نے سنایا" وهم الذين يقولون لاتنفقوا إلا من عندرسول
الله" جبکہ صحیح آیت یوں ہے(لا تنفقو اعلی من عند رسول الله)استاد نے کہا

اسے رنڈی کے بچے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے خرچ کو لازم کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر واجب ہی نہیں۔

ایک شخص نے کہا میرا ایک معلم پر گذر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ بچے اس معلم کو مار رہے ہیں اور اس کی داڑھی نوچ رہے ہیں میں چھڑانے کے لئے آگے بڑھا اس نے مجھے روک کر کہا انہیں چھوڑ دیجئے میری ان کے ساتھ ایک شرط ہے وہ یہ کہ مکتب میں میں پہلے آ جاؤں تو میں ان کو مارتا ہوں یہ پہلے آ جائیں تو یہ مجھے مارتے ہیں آج چونکہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے تاخیر ہوگئی اس لئے مجھے مار رہے ہیں لیکن تیری زندگی کی قسم کل میں آدھی رات کو آؤنگا تو آپ ان کا حشر دیکھ لیں گے یہ سن ایک شاگرد نے کہا میں رات کو یہیں رہونگا کل آپ آئیں گے آپ کی گدی پر خوب مکے رسید کروں گا۔

ابوالفتح محمد بن احمد حریمی کہتے ہیں ہمارے ہاں خراساں میں ایک دیہاتی تھا اس کا ایک بچھڑا تھا وہ بچھڑا گھر میں داخل ہوا اور پانی پینے کے لئے اپنا سر مٹکے میں داخل کیا اس کا سر مٹکے میں پھنس گیا دیہاتی نے مٹکے سے سر نکالنے کی بہت کوشش کی لیکن بے بس ہوگیا اس نے بستی کے معلم کو بلایا اور کہا بہت بڑا واقعہ پیش آیا ہے معلم نے کہا وہ کیسے؟ دیہاتی نے اسکو بچھڑا دکھایا معلم نے کہا اسے میں چھڑا دیتا ہوں مجھے چھری دیدو چنانچہ اس نے بچھڑے کو ذبح کیا تو وہ مٹکے میں جا پڑا اور ایک پتھر اٹھا کر مٹکے کو توڑ دیا یہ دیکھ کر دیہاتی نے کہا اللہ تجھے برکت دے تو نے تو بچھڑے کو قتل کیا اور کنویں کو توڑ دیا۔

تینسواں باب

بیوقوف جولاہوں کا بیان

ابوعبداللہ یعنی احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ سفیان ہارون سے نقل کرتے ہیں یعنی موسی بن ابی عیسی سے کہ مریم علیہا السلام عیسی علیہ السلام کو ڈھونڈ رہی تھیں ایک جولاہا ملا، مریم علیہا السلام نے جولاہے سے عیسی علیہ السلام کے متعلق پوچھا جولاہے نے کہا اس طرف گیا ہے یعنی جھوٹ بول کر مریم علیہا السلام کو غلط سمت بتائی مریم علیہا السلام نے اس کو بددعا دی " اللھم توھه " اے اللہ اس کو حیران وسرگرداں کردے یعنی پریشان کردے' چنانچہ آپ جولاہے کو ہمیشہ سرگرداں پائیں گے پھر ایک درزی سے پوچھا اس نے صحیح سمت بتادی جس طرف کہ عیسی علیہ السلام تشریف لے گئے تھے تو مریم علیہا السلام نے اس کے لئے دعا کی اس کے بعد وہ درزیوں کا سردار بن گیا ۔

موسی بن ابی عیسی کہتے ہیں ایک مرتبہ عیسی علیہ السلام مریم علیہا السلام سے گم ہوگئے مریم علیہا السلام ان کے ڈھونڈنے کے لئے ماری ماری پھر رہی تھیں اتنے میں مریم علیہا السلام نے ایک جولاہے کو دیکھا اور اس سے عیسی علیہ السلام کے متعلق پوچھا لیکن اس نے رہنمائی نہیں کی تو مریم علیہا السلام نے اس کو بددعا دی اس لئے آپ جولاہے کو ہمیشہ پریشان وسرگرداں دیکھوگے۔

اور پھر درزی کو دیکھا درزی نے رہنمائی کی تو مریم علیہا السلام نے اس کے لئے دعا مانگی اس کے بعد درزی ان سے محبت کرنے لگا اور ان کے ساتھ ان کی نشست وبرخاست ہوگئی۔

چوبیسواں باب

عام بیوقوفوں کا بیان

(خواہ انکا تعلق کسی بھی طبقے سے ہو)

ابو العیناء کہتے ہیں مجھ سے جاحظؒ نے بیان کیا میرا ایک بہت ہی بیوقوف پڑوسی تھا، اس کی داڑھی لمبی تھی، ایک دن اس کی بیوی اس سے کہنے لگی، تیری لمبی داڑھی تیری حماقت کی دلیل ہے، اس نے کہا جو کسی کو عار دلاتا ہے اس کو بھی اس کے بدلہ میں عار دلایا جاتا ہے۔

اس طرح ایک دن وہ اپنے دروازہ پر غلاظت دیکھ کر کہنے لگا یہ کون سا شخص ہے جو ہماری غیر موجودگی میں یہ گندگی کر جاتا ہے اگر یہ سچا ہے تو ہمارے سامنے کرے کہ ہمیں پتہ چلے۔

اس کے یہاں بچہ پیدا ہوا لوگوں نے پوچھا آپ نے نام کیا رکھا ہے؟ کہنے لگا عمر بن عبد العزیز لوگوں نے اس کو مبارکباد دی وہ کہنے لگے یہ تو اللہ کی جانب سے ہے۔

احمد بن عمر برکی کہتے ہیں ابو المنذر رجب دوران تلاوت اس آیت پر پہنچے ﴿لا املک الا نفسی واخی﴾ (المائدۃ ۲۵) "اے میرے پروردگار اپنی جان اور بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں" تو کہنے لگا حضرت موسی علیہ السلام اپنی ملکیت پر راضی نہ ہوئے کہ بھائی کی بھی ملکیت کا دعوی کر بیٹھے، اللہ تعالی موسی پر رحم فرمائے یہ تو

محض قدر یہ ہے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس غلطی پر موسیٰ علیہ السلام کا مواخذہ نہ فرمائے ۔

اسماعیل بن زیاد فرماتے ہیں ایک بار اعمش کی بیوی روٹھ گئی اعمش کے پاس ایک آدمی ابوالبلاد نامی حدیث پڑھنے آتا تھا جو فصیح عربی میں بات کرتا تھا اعمش نے ان سے کہا میری بیوی مجھ سے روٹھ گئی ہے اور مجھے غم سے دوچار کر دیا ہے لہٰذا آپ ان کے پاس جا کر لوگوں میں میری وجاہت اور مرتبے سے ان کو آگاہ کر دیں (کہ میں کتنا بڑا آدمی ہوں) چنانچہ وہ شخص جا کر اعمش کی بیوی سے یوں مخاطب ہوا' اللہ نے تیری قسمت اچھی کی (کہ اعمش جیسے شخص سے تیری شادی کرادی) اور یہ ہمارے شیخ ہیں اور ہمارے سردار ہیں' اور ہم ان سے دین اور حلال وحرام کا علم سیکھتے ہیں تجھے ان کی کمزور نگاہ اور پنڈلیوں کی خراش دھوکے میں نہ ڈالے' یہ سن کر اعمش سخت غصہ میں آ گئے اور اس سے کہنے لگے اللہ تیرے دل کو اندھا کر دے تو نے تو اس کو سارے عیوب بتا دیئے' نکل جا میرے گھر سے چنانچہ اسے نکال دیا گیا۔

محمد بن سلام کہتے ہیں شعبی نے فرمایا کہ ایک نوجوان احنف کے پاس چپ چاپ جا بیٹھتے تھے احنف کو ان کی خاموشی اچھی لگتی تو ایک دن احنف نے ان سے کہا میری خواہش ہے کہ آپ اس مسجد کی نگرانی کریں آپ کو ایک لاکھ درہم ملیں گے' نوجوان نے کہا اے بھتیجے ! میں ایک لاکھ درہم کا حریص ہوں لیکن میں بھاری ہو چکا ہوں اور میں اس نگرانی کی قدرت نہیں رکھتا یہ کہہ کر نوجوان وہاں سے اٹھا' جب وہ گیا تو احنف نے کہا:

وكأين ترى من صامت لك معجب زيادته أو نقصه في التكلم

لسان الفتی نصف ونصف فوادہ   فلم یبق إلاصورۃ اللحم والدم

''بہت سارے چپ رہنے والے آپ دیکھیں گے' کہ ان کی کم گوئی آپ کو اچھی لگے گی (لیکن وہ کم گوئی نقص کلام پر دلیل ہوتی ہے۔

۲۔ جوانکی زبان میں آدھا حصہ ہے اور دوسرا آدھا حصہ اس کا دل ہے (اس کے علاوہ تو گوشت اور خون سے بنی ہوئی ایک صورت ہے (یعنی جوان میں بھی دو چیزیں دل وزبان کام کی اور کمال کی چیزیں ہیں۔

نافع (عبداللہ بن عمر کے غلام) کہتے ہیں کہ ابن عمر اپنی ایک لونڈی سے مزاحاً کہتے تھے' کہ مجھے شریف اور معززین کے خالق نے پیدا فرمایا اور آپ کو کمینوں کے خالق نے پیدا کیا ہے وہ اس سے غصہ کرتی اور چیخ کر رونے لگتی اور ابن عمر اس پر ہنستے رہتے۔

محمد بن الحسن ابن زیاد کہتے ہیں کہ ابوشوارب کا بیٹا احمق تھا' ایک بار اس کے والد نے اس کو ایک دانہ میں سراخ کر کے کھوکھلا کرنے کا حکم دیا تو اس نے باہر سے کھوکھلا کر دیا یہ دیکھ کر اس کے والد نے کہا یہ تو نے کیا کیا؟ بیٹے نے کہا ابا جان اگر آپ اسے پلٹنا چاہتے ہیں تو پلٹ دیں۔

اسی مذکورہ شخص کے متعلق کہا جاتا ہے ایک بار اسے سخت سرد رات میں اسے احتلام ہوا اس کو ٹھنڈے پانی میں گھسنا مشکل تھا اس نے پانی گرم کرنے کے لئے بہت کچھ تلاش کیا لیکن اس کو کوئی چیز ہاتھ نہ لگی چنانچہ اس نے کپڑے اتارے اور تیرتا ہوا نہر کے اس پار گیا تا کہ پانی گرم کرنے کے لئے کوئی چیز عاریتاً مانگ کر لائے اور وہ تیرتا ہوا ہی واپس لوٹا اور پھر اس نے پانی گرم کر کے غسل کیا۔

ابو العیناء کہتے ہیں ایک دن میں نے کاغذ فروشوں کو دیکھا کہ ایک کاغذ بیچنے والے مغفل کے ہاتھ میں قرآن کریم کا نسخہ ہے جس کے حروف پرانے ہو چکے ہیں اور بیچنے کے لئے اس کی صدا لگا رہا ہے میں نے اس سے کہا کہ آواز لگاؤ کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے ہر عیب سے پاک ہے میری مراد اس سے اس کے حروف تھے چنانچہ وہ ہر عیب سے برائت کی آواز لگانے لگا لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔

بختری کہتے ہیں کہ سراج نے مجھ سے کہا کہ میں نے چالیس سال سے وتر نہیں پڑھے ان لوگوں کی مخالفت میں جو اس کو واجب قرار دیتے ہیں میں نے کہا اس شخص کی حماقت کو دیکھو کہ اس چیز کو کیسے چھوڑ رہا ہے جو ایک قوم کے ہاں تو واجب ہے اور اکثر کے ہاں سنت ہے حالانکہ اس کے ترک وتر نے قائلین وجوب کا کچھ نہیں بگاڑا۔

معمر کہتے ہیں میں حمص کی جامع مسجد میں داخل ہوا وہاں میں نے محققین کی ایک جماعت دیکھی میں نے ان میں بھلائی کا گمان کیا اور ان میں بیٹھ گیا جب میں نے ان کی طرف کان لگایا تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہے تھے تو میں ان کے پاس سے اٹھا اور آگے ایک شیخ کے پاس جا کر کھڑا ہوا جو نماز میں مصروف تھا میں نے ان میں خیر کا گمان کیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا جب اس کو میرے آنے کا احساس ہوا تو اس نے سلام پھیرا میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے آپ کا کیا خیال ہے یہ سامنے بیٹھی ہوئی جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کر رہی ہے اور آپ کو گالیاں دیتے ہیں اس کے بعد میں اس کے سامنے حضرت علی کی مناقبت بیان کرنے لگا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حسنین کے والد اور آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے چچازاد بھائی تھے یہ سن کر وہ کہنے لگا اے اللہ کے بندے لوگوں کی باتوں سے کون بچا ہے اگر ان لوگوں سے کوئی بچتا تو ابو محمد بچ جاتے ان کو گالیاں دی جارہی ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ ابو محمد کون ہے؟ کہنے لگا حجاج بن یوسف یہ کہہ کر وہ رونے لگا چنانچہ میں وہاں سے اٹھا اور یہ فیصلہ کیا کہ میرے لئے اس شہر میں رات گذارنا حلال نہیں ہے (جس میں اس طرح کے بیوقوف رہتے ہوں پس میں اسی دن وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔

اسی نوع کا واقعہ ابن الماجشون نے ذکر کیا کہ میرا ایک مدنی دوست تھا کافی عرصہ اس سے ملاقات نہیں ہوئی تھی، پھر جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے حال احوال پوچھے اس نے کہا میں کوفہ میں رہتا ہوں میں نے کہا آپ نے وہاں کیسے قیام اختیار کیا جب کہ وہ لوگ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہا کو گالیاں دیتے ہیں میرے دوست نے کہا اے بھائی میں نے تو ان میں سے اس بھی بڑھ کر عجیب بات دیکھی، میں نے کہا وہ کیا، کہنے لگا وہ لوگ گانے میں کباشی کو معبد پر فوقیت دیتے ہیں، (یہ دونوں اس وقت کے مشہور گلوکار تھے) یہ بات کسی طرح مہدی کو پہنچی تو وہ اتنے ہنسے یہاں تک کہ لوٹ پوٹ ہو گئے۔

علی بن مہدی کہتے ہیں کہ ابو واسع کے پاس ایک حکیم کا گذر ہوا ابو واسع نے اس کے سامنے اپنے پیٹ میں گیس کی شکایت کی حکیم نے کہا اس کے لئے آپ پہاڑی پودینہ (صعتر) استعمال کریں اس کے بعد حکیم نے آواز دی اے فلاں دوات اور کاغذ لے کر آ، ابو واسع کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا کیوں؟ اللہ آپ کی اصلاح کرے کہنے لگا پودینہ چھوڑ دے اور جو استعمال کر میں نے کہا حکیم صاحب تو

پھر آپ نے پہلے ہی سے کیوں جو نہیں بتائے حکیم نے کہا اصل میں مجھے ابھی ہی معلوم ہوا ہے کہ تم آدمی نہیں گدھے ہو۔

ابن خلف کہتے ہیں ایک شخص جو مسکی سے مشہور تھا گھوڑوں میں مہارت وبصیرت کا دعویدار تھا ایک بار اس نے کھڑے گھوڑے کی طرف دیکھا جس نے لگام کا سرا نگل لیا تھا' کہنے لگا عجیب بات ہے کہ اس گھوڑے کو قے نہیں ہوئی' اگر میں اپنے حلق میں ایک انگلی بھی داخل کروں مجھے فوراً قے ہو جائے اور میرے پیٹ میں کچھ نہ رہے' ابن حلف کہتے ہیں میں نے کہا اب میں جان گیا کہ آپ گھوڑے میں بصیرت رکھتے ہیں۔

ابونواس نے ابوداؤد کی دوکان میں لکھنے والے کاتبوں میں سے ایک سے پوچھا آپ بڑے ہیں یا آپ کا بھائی؟ کہنے لگا جب یہ رمضان آئے گا تو ہم دونوں بھائی عمر میں برابر ہو جائیں گے۔

ایک بار اسی کاتب کے درہم چوری ہو گئے' ہم نے کہا ممکن ہے درہم آپ کے ترازو میں ہوں کہنے لگا اسی سے تو چوری ہوئے ہیں۔

سورہ واسطی، جس وقت اس نے سفر کا ارادہ کیا' کہا گیا اللہ تعالیٰ آپ کو اچھے ساتھی نصیب فرمائے کہنے لگا مجھے ساتھیوں کی ضرورت نہیں میری منزل مقصود بہت قریب ہے۔

ابوحصین کہتے ہیں ایک آدمی ایک شخص کی بیمار پرسی کے لئے گیا تو عیادت کے بعد تعزیت کرنے لگا اس کے گھر والوں نے کہا ابھی تو اس کا انتقال ہی نہیں ہوا (آپ کیوں تعزیت کرتے ہیں) کہنے لگا انشاء اللہ بہت جلد ہو جائے گا۔

ابو عاصم کہتے ہیں ایک شخص نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا روزہ دار پر کھانا پینا کب حرام ہو جاتا ہے؟ فرمایا جب فجر طلوع ہو جائے' وہ شخص کہنے لگا' امام صاحب اگر فجر آدھی رات کو طلوع ہو جائے تو؟ امام صاحب نے فرمایا یہاں سے نکل جا۔

ابوبکر بن مروان کہتے ہیں امام ابوحنیفہ کے پاس ایک شخص ہمیشہ خاموش بیٹھتا تھا 'امام صاحب کو اس کی ادا پسند آئی، ایک بار امام صاحب نے اس کی حالت ظاہر کرنے کے لئے اس سے پوچھا اے جوان کیا بات ہے آپ ہمارے ساتھ بحث میں حصہ کیوں نہیں لیتے اور کچھ بولتے نہیں؟ یہ سن کر جوان نے سوال کیا امام صاحب روزہ دار پر کھانا پینا کب حرام ہوتا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا آپ اپنے آپ کو اچھی طرح جانتے ہو۔ (تیرا چپ رہنا ہی بہتر ہے)

طاہر زہری کہتے ہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک خاموش رہنے والا شخص بیٹھتا تھا ابو یوسف نے پوچھا آپ بات کیوں نہیں کرتے' کہنے لگا کیوں نہیں' یہ بتاؤ روزہ دار کب افطار کرتا ہے' ابو یوسف نے فرمایا جب سورج غروب ہو جائے اس نے کہا اگر سورج آدھی رات تک غروب نہ ہو؟ یہ سن کر ابو یوسف نے بہت ہنسے اور فرمایا آپ کی خاموشی درست تھی میں نے آپ کو بولنے کی دعوت دیکر غلطی کی پھر فرمایا:

عجبت لازراء العی بنفسه وصمت الذی کان بالصمت أعلما

وفی الصمت ستر للعی وإنما صحیفة لب المرء أن یتکلما

''میں نے جاہل کے عیب سے اور اس کی خاموشی سے جس

سے وہی خبردار تھا تعجب کیا خاموشی جاہل کے لئے پردہ ہے اور آدمی کی

عقل کا چہرہ بات کرنے سے سامنے آتا ہے (کہ کیسا ہے)۔

ابوالحسن مدنی کہتے ہیں' ابوجہم بن عطیہ کا گدھا چوری ہوا کہنے لگا نہیں خدا کی قسم اے میرے رب میرا گدھا آپ کے سوا کسی نے لیا ہے اور آپ کو اس کی جگہ معلوم ہے میرا گدھا واپس کر دیجئے۔

مسعود کہتے ہیں عمر بن سلمہ بن قتیبہ نے اپنے بھائی کو ماں کے لئے کفن خریدنے کے لئے بھیجا وہ جا کر دوکان دار سے کہنے لگا اچھا کفن مت تلاش کرنا میری والدہ رحمہا اللہ ادنیٰ قسم کا لباس پہنا کرتی تھی۔

دارقطنی کہتے ہیں کہ ابوالحسن ابن عبدالرحیم درزی نے کہا میں ایک بار احمد ابن الحسن کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس ایک عورت رقعہ لیکر آئی جس میں ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تھا انہوں نے مجھ سے کہا ابوالحسن یہ رقعہ مجھے پڑھ کر سنا دو میں نے پڑھا تو اس میں لکھا تھا (ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا ''انت طالق ان'' (تجھے طلاق اگر) پھر لفظ ان) پر وہ ٹھیر گیا آگے کچھ نہ کہا اب مسئلہ کیا ہے (یعنی طلاق واقع ہوئی یا نہیں) ابوالحسن کہنے کہا لفظ ''ان'' کے متعلق میں نہیں سمجھا دوبارہ سنائے، چنانچہ میں نے دوباہ بھی ایسا ہی سنایا جیسا پہلی مرتبہ سنایا تھا، ابن الحسین نے اس عورت سے کہا پھر وہ شخص لفظ ان پر ٹھیر گیا اور آگے کلام مکمل نہیں کیا، عورت کہنے لگی نہیں خدا کی قسم میں لفظ ان پر وقف نہیں سمجھ سکی، ابوالحسن کہتے ہیں اس وقت مسجد میں ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی تو ابن الحسن نے ان سے کہا تم سب بھی یہ رقعہ دیکھ لو تو سب نے بھی ایسا ہی پڑھ کر سنایا جیسا میں نے پڑھا تھا پھر ایک شخص نے ان کو متنبہ کیا کہ بھائی یہ ایک شخص ہے جس نے اپنی بیوی سے کہا انت طالق (ان) اور لفظ ان پر ٹھیر گیا

یعنی وقف کیا) اور بس (یعنی استفتاء تو صاف اور واضح ہے حقیقت میں جواب نہیں آرہا تھا)

مرزبان کہتے ہیں ابو عثمان بصری نے کہا کہ تین بھائی تھے ابوقطیفہ، طبلی اور ابوکلیر یہ تینوں غیاث بن اسد کے بیٹے تھے ان میں ایک تو حمزہ بن عبد المطلب کی جانب سے حج کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حمزہؓ حج کرنے سے پہلے شہید کیے گئے اس لئے میں ان کی طرف سے حج کرتا ہوں دوسرا بھائی ابوبکر و عمر کی جانب سے قربانی کرتا اور کہتا ان دونوں نے قربانی چھوڑ کر غلطی کی تھی اور تیسرا بھائی ایام تشریق میں عائشہ کی جانب سے افطار کرتا اور کہتا کہ عائشہ نے عید کے دنوں میں روزے رکھ کر غلطی کی تھی لہذا لوگ اپنے والد کی طرف سے روزہ رکھتے ہیں تو میں اپنی والدہ کی جانب سے افطار کیوں نہ کروں۔

ابو عثمان کہتے ہیں ابو الشعیب البلال عبداللہ بن جازم اور حمید طوسی اور یحیٰ الحرمی کا تذکرہ کیا گیا انہوں نے کثرت سے قتل کرنے اور مارنے اور عذاب دینے کا ذکر کیا ایک شخص نے کہا ان کے لئے ہلاکت ہو انہوں نے اللہ تعالی پر اس اقدام کی کیسے جرأت کی (جبکہ اللہ تعالی اس قسم کی باتوں سے پاک ہے)

ابو عثمان کہتے ہین کہ ایک احمق نے ایک مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنا جب مؤذن نے کہا "اشھد ان لاالہ الااللہ" احمق کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں ہر گواہی دینے والے کے ساتھ اور اس کا انکار کرتا ہوں ہر انکار کرنے والے کے ساتھ۔

علی ابن الحسن التنوخی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہا کہ ۳۵۸ھ میں میرے پاس دو آدمی آئے جس وقت میں اہواز میں قضاء کے منصب پر فائز تھا' ایک

نے دوسرے پر دعوی کیا میں نے مدعا علیہ سے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا پھر میں نے مدعی سے گواہ پیش کرنے کا مطالبہ کیا تو اس کے پاس گواہ نہیں تھے، میں نے مدعی علیہ سے پوچھا آپ قسم کھائیں گے؟ اس نے کہا انکا مجھ پر کچھ ہے ہی نہیں تو میں کیسے قسم کھاؤں' اگر اس کا مجھ پر کچھ ہوتا تو میں اس کے لئے قسم بھی نہیں کھاتا اور اس کی عزت بھی کرتا۔

ثمامہ بن اشرس کہتے ہیں ایک شخص نے والی کے پاس اپنے مدمقابل کو پیش کر کے کہا صاحب اللہ تعالی آپ کو درست رکھے' میں ناصبی اور رافضی ہوں اور میرا مدمقابل جہمی مشبہ مجسمہ اور قدری ہے' یہ حجاج بن زبیر کو گالی دیتے ہیں جنہوں نے علی ابن ابی سفیان کی ضد میں کعبہ ڈھایا تھا اور معاویہ بن ابی طالب پر لعنت بھیجتا ہے' یہ سن کر والی نے کہا اب میں حیرت میں ہوں کہ آپ کی کس بات پر تعجب کروں' آپ کی انسانی مہارت پر یا القاب کی واقفیت پر اس شخص نے کہا اللہ آپ کی اصلاح فرمائے میں تو اس وقت تک کاتبوں کے پاس سے نہیں نکلا جب تک یہ سب کچھ سیکھ نہ لیا۔

محمد بن مبرد حسن بن رجاء سے نقل کرتے ہیں جب ہارون الرشید ثمامہ (معتزلی) پر غصبناک ہوا تو اس کو سلام الابرش کے حوالے کر کے حکم دیا کہ اس پر سختی کرو' اور اسے مکان میں داخل کر کے اوپر سے لیپ دو اور صرف ایک سراخ کھلا رکھو' اس نے ایسا ہی کیا اور اس سراخ سے اسے کھانا دیتا ایک بار سلام عشاء کے وقت وہاں بیٹھا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا اس نے پڑھا ''ویل یومئذ للمکذبون" ثمامہ نے کہا یہ غلط ہے صحیح یہ ہے (المکذبین) اور پھر اس کی تشریح کرنے لگا (مکذبون) رسول ہیں اور (مکذبین) کفار ہیں، یہ سن کر سلام نے

کہا مجھے کہا گیا تھا کہ تم زندیق ہو لیکن میں نہیں مان رہا تھا (اب اس کی تصدیق ہو گئی)چنانچہ اس کے بعد اس پر مزید ظلم و ستم ڈھائے' پھر ہارون الرشید ثمامہ سے راضی ہوئے اور وہاں سے نکال کر اس کو ہمنشین بنایا تو ایک بار ہارون الرشید نے اہل مجلس سے پوچھا مجھے سب سے بری حالت والا انسان چاہئے تم میں سے ہر ایک اپنے خیال کا اظہار کرے ثمامہ کہتے ہیں جب میری باری آئی تو میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کا میری قید کے متعلق کیا خیال ہے مجھ پر کیا گزری ہارون الرشید نے کہا خدا کی قسم مجھے کچھ پتہ نہیں آپ ہی بتائیے چنانچہ میں نے سلام کا وہ پورا قصہ سنایا اس سے ہارون الرشید اتنا ہنسے کہ لوٹ پوٹ ہو گئے اور کہنے لگے تم نے سچ کہا خدا کی قسم آپ تو سب سے زیادہ بری حالت میں تھے۔

میرزبان کہتے ہیں کہ ایک ساتھی نے بتایا کہ ایک آدمی نے سردیوں میں ایک شخص سے کہا میں آپ پر ایک مٹکا پانی بہادوں گا اور آپ کو ایک درہم دونگا تو اس نے معذرت کی وہاں دوسرے شخص نے کہا یہ پانی مجھ پر بہادو اور درہم آدھا تیرا آدھا میرزبان کہتے ہیں مجھے ایک ادیب نے بتایا کہ ایک عراقی نے دوران گفتگو شامی شخص سے کہا اللہ تیری داڑھی منڈوادے شامی کہنے لگا انشاء اللہ مکے میں۔(حالانکہ مکہ میں تو حج عمرہ کرنے کے بعد سر منڈوایا جاتا ہے، داڑھی نہیں)

اسی طرح کہتے ہیں کہ ایک خطیب سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا عیسی ابن مریم علیہ السلام ؟ خطیب نے کہا لا الہ الا اللہ کیا آپ کاتب وحی کو نصاری کے نبی پر قیاس کرتے ہیں؟ (یعنی اس کے ساتھ برابر کرتے ہیں) حالانکہ یہ صحابی رسول ہیں اور وہ نبی علیہ السلام۔

ایک آدمی ایک فقیہ کے پاس گیا اور اس سے مسئلہ دریافت کیا جب آدمی کی ہوا خارج ہو جائے اس کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ فقیہ نے کہا نہیں، وہ کہنے لگا میں تو اس طرح کر چکا ہوں اور میری نماز بھی جائز ہوگئی۔ (آپ کیسے کہتے ہیں کہ جائز نہیں)

ابن مرزبان کہتے ہیں کہ اشراف مکہ میں سے ایک شخص نے یوں دعا مانگی اے اللہ اگر تو مجھے نہیں پہچانتا تو میں فلاں بن فلاں ہوں اور میرا گذر آپ کے فلاں بندے پر ہوا وہ بیہودہ گوئی میں مصروف تھا میں نے اس کے سینے پر ایک مکا مارا تو وہ منہ کے بل گر پڑا اور ہاتھ پیر مارتے ہوئے مر گیا اے اللہ اب میں نے تیرے سامنے اقرار کر لیا ہے آپ جیسے چاہیں مجھے معاف کر دیں۔

ایک آدمی بازار کی طرف گدھا خریدنے نکلا تو راستہ میں اس کو ایک دوست ملا اس سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا بازار گدھا خریدنے جا رہا ہوں دوست نے کہا انشاء اللہ کہو اس شخص نے کہا انشاء اللہ کہنے کی کوئی جگہ نہیں پیسہ میری جیب میں ہے اور گدھا بازار میں ہے جب وہ بازار میں گدھا تلاش کر رہا تھا اس کے پیسے کسی چور نے نکال لئے نامراد واپس لوٹا واپسی میں پھر اسی دوست سے ملاقات ہوئی دوست نے پوچھا آپ نے گدھے کا کیا کیا؟ کہنے لگا میرے پیسے چوری ہو گئے انشاء اللہ اس کے دوست نے کہا یہ انشاء اللہ کا کوئی موقع نہیں۔

دو احمق چھوٹی کشتی میں سوار ہوئے، کشتی حرکت کرنے لگی ایک احمق نے کہا خدا کی قسم ہم ڈوب گئے دوسرے احمق نے کہا نہیں انشاء اللہ پہلے دوست نے کہا انشاء اللہ مت کہو تاکہ ہم بچ جائیں۔

میرے ایک دوست نے بتایا ایک شخص نے چھوٹی بچی سے شادی کر لی لوگوں نے وجہ پوچھی؟ کہنے لگا عورت شر ہی شر ہے، شر جتنا کم ہو اتنا ہی اچھا ہے۔

ابو علی بصری کہتے ہیں ایک آدمی کو وراثت میں بہت زیادہ مال ملا یہ مال ملنے کے بعد کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ ایسا کاروبار کھولوں جس میں میرا یہ سارا مال ضائع ہو جائے اور اس میں سے کچھ بھی مجھے دوبارہ نہ ملے یہ سن کر اس کے ایک ہم نشین نے اس سے کہا موصل سے کھجور خرید کر بصرہ بھیج دو دوسرے نے کہا سینے کی تین سوئیاں ایک درہم میں خریدتے رہو جب دس رطل جمع ہو جائے تو اس کو پگھلا کر نقدی بنالو اور دو درہم کے بیچتے رہو تیسرے ہم نشین نے کہا آپ جو چاہیں خریدیں اور دیہاتوں کی طرف نکل کر بیچتے رہیں اور کردو سے ھنڈی لیکر ان سے خرید فروخت کرلو اور ان کی ھنڈی لیکر دیہاتیوں کی طرف بیچ دو چنانچہ وہ اس طرح کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا سارا مال ضائع ہو گیا۔

حارثی کہتے ہیں ایک آدمی نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی سے کہا اے فلانی میں وہ آدمی ہوں جب میں کسی عورت کو غلط حرکت کرتے ہوئے دیکھ لوں تو میں اس عورت کی بے عزتی کرتا ہوں اور اس شخص کی بھی جو اس کی آبروریزی کر رہا ہوتا ہے۔

حارثی کہتے ہیں قاضی ابوالحسن ہاشمی کے ساتھ ایک بصری شخص کو جس کو ابو فضالہ کہا جاتا تھا ہمیشہ ساتھ رہتا تھا اس نے قاضی سے تاریخ ولادت کے متعلق پوچھا قاضی نے کہا میں ۲۷۵ھ میں پیدا ہوا میرے خیال میں اس نے اس مدت کی درازی میں زیادتی سے کام نہیں لیا اس لئے کہ قاضی صاحب کے یہاں بلند مرتبہ زیادہ منعم

ہونے سے تھا۔

اسی طرح حارثی کہتے ہیں ہم چند ساتھی ایک ساتھ چاندنی رات میں چل رہے تھے ایک ساتھی نے سفید رنگ کی بلی دیکھی جس کی دم کالی تھی اس نے مجھ سے کہا اے احمد آپ کا کیا خیال ہے اس چاندنی کے ٹکڑے کے بارے میں جس کے کونے میں چراغ ہے آپ کے خیال میں یہ کسی سے گرا ہوگا یہ کہہ کر اسے اٹھانے لگا تو بلی اس پر کود پڑی اور اس کے ہاتوں کو نوچ لیا اور اسے زخمی کر دیا۔

ہذیل کہتے ہیں ہمارے ہاں مدینہ میں ایک گوشت فروش تھا اس کے پاس بڑھیا آ کر کہنے لگی مجھے ایک درہم کا بہت ہی اچھا گوشت دیدو اور مجھے اپنا نام بھی بتا دو تا کہ میں آپ کے لئے دعا بھی کرتی رہوں تو اس نے بڑھیا کو انتہائی گھٹیا گوشت دیا اور کہا میرا نام ''من تمد'' (جو اس کو کھینچے) ہے جب بڑھیا افطار کے وقت کھانے کے لئے گوشت کھینچنے لگی تو اس پر قادر نہ ہوسکی تو وہ یوں بددعا دینے لگی لعن اللّٰہ من تمد (اللہ تعالٰی لعنت کرے اس پر جو کھینچتا ہے) اس طرح وہ اپنے آپ پر لعنت بھیجتی رہی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک قصاب اپنا گوشت بیچتے وقت یوں آواز لگا رہا تھا چھانٹی کرو چار کا ہے۔

محمد الداری کہتے ہیں کان عندنا رجل بداراً و کان فیہ غفلۃ فخرج من داراً کہ ہمارے گھر میں ایک مغفل شخص تھے وہ دار سے نکلے (بیان کرنے والے کی حماقت دیکھے کہ (دار) کو باء حرف جار اور من جارہ داخل کرنے کے باوجود بھی مجرور نہیں پڑھتا) اس کے ساتھ دس گدھے تھے اس نے ایک گدھے پر

سوار ہو کر باقی کو گنا تو وہ نو تھے چنانچہ گدھے سے اتر کر پھر گنا تو دس تھے بار بار اس طرح کرتا رہا آخر میں تھک کر کہنے لگا میں پیادہ چلوں کہ گدھے کو آرام پہنچاؤں یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ میں سوار ہو جاؤں اور ایک گدھا مجھ سے چلا جائے (یعنی کم ہو جائے) چنانچہ میں نے اس کو دیکھا کہ پیادہ چلنے سے ہلاکت کے قریب ہو رہا تھا یہاں تک کہ اپنی بستی میں یوں جا پہنچا۔

کہتے ہیں کہ ابوالہذیل کی بیوی طلاق شدہ تھی جب وہ قریب الولادت ہوئی تو لوگوں نے ابوالہذیل سے کہا جا کر دائی (مڈوائف) تلاش کر کے لے آؤ ابوالہذیل دائی کے پاس جا کر کہنے لگا ہمارے گھر چلو اور میری بیوی کے پاس جا کر اس کو لڑکا جننے پر آمادہ کرو اس کے بدلہ میں آپ کو ایک دینار دونگا۔

ابو العیناء کہتے ہیں ہمارے ہاں بصرہ میں ایک شخص تھے جن کی کنیت ابو حفص اور لقب بلاغت تھا وہ جب کسی قوم سے گذرتا تو یوں کہتا (**لا صبحکم اللہ الا بالخیر**) تمہاری صبح خیریت سے ہو۔ دوسری قوم سے گذرتا تو اسی وقت ان سے یوں کہتا **انتم لامساکم اللہ الا بالکرامۃ**، اللہ کرے تمہاری شام باعزت ہو وہ اپنے ہر کلام کے آخر میں تسبیح پڑھتا۔

ابو سعید الحربی کہتے ہیں کہ ابراہیم بن الخصیب احمق کا ایک گدھا تھا جب شام کو لوگ توبرے لٹکا دیتے تو یہ اپنے گدھے کا توبرا اٹھاتا اور اس پر قل ہو اللہ احد پڑھتا اور خالی کر کے پھر لٹکا کر کہتا اللہ کی لعنت ہو اس شخص پر جو ایک جَو کو قل اللہ احد سے بہتر سمجھتا ہے وہ اس طرح کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا گدھا ہلاک ہو گیا تو وہ کہنے لگا خدا کی قسم میرا تو یہ گمان نہیں تھا، کہ قل اللہ احد بھی گدھوں کو ہلاک کرتا ہے خدا کی قسم

یہ تو لوگوں کے لئے زیادہ قاتل ہوگا میں جب تک زندہ رہوں گا اسے کبھی نہیں پڑھوں گا۔ (نعوذ باللہ)

ابو اسحاق جونی کہتے ہیں ہمارے ایک پیتل والے پڑوسی تھے جس کو عباس کہا جاتا تھا اس کی عمر پچاسی سال ہو چکی تھی اس سے ایک عورت نے مسئلہ پوچھا کہ میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دی ہیں اب کیا کروں اس نے عورت سے کہا آپ کے والدین اس پر راضی ہیں کہنے لگی نہیں پھر تو آپ کے لئے رجوع کرنا جائز ہے جب تک تیرے والدین راضی نہ ہوں عورت نے کہا ابو اسحاق سے پوچھا تھا انہوں نے تو مجھے یہ جواب دیا تھا کہ تجھے طلاق ہو چکی ہے وہ شخص کہنے لگا ابو اسحاق کیا جانتا ہے میں اس سے زیادہ ماہر اور بڑا عالم ہوں اور عمر میں بھی زیادہ ہوں میں نے تو ابو اسحاق سے ایک مسئلہ پوچھا تھا وہ ابھی تک اس میں پھنسا ہوا ہے۔

مروزی کہتے ہیں کہ ابو عبدالحمید نے مچھلی خریدی اور خود سو گیا اس کی بیوی مچھلی پکا کر عورتوں کے ساتھ کھا گئی اور چکناہٹ ابو عبدالحمید کے ہونٹوں اور انگلیوں پر لگا دی جب یہ بیدار ہوا اور کھانے میں مچھلی مانگی تو بیوی کہنے لگی ارے او پاگل کیا تم مچھلی کھا کر بغیر ہاتھ دھوئے نہیں سوئے تھے؟ جب اس نے ہاتھ سونگے تو مچھلی کی بو محسوس کی اٹھ کر ہاتھ دھوئے اور کہنے لگا میں نے اس جیسی لذیذ اور مزیدار مچھلی نہیں دیکھی مجھے بھوک لگی ہے میرے لئے کھانا تیار کرو۔

یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ غندر نے مچھلی خریدی بیوی سے کہا اسے پکا لو اور خود سو گیا گھر والے مچھلی پکا کر کھا گئے اور چکناہٹ میں اس کے ہاتھ لت پت کر دیئے جب یہ اٹھا تو کہنے لگا، مچھلی لاؤ، گھر والوں نے کہا آپ مچھلی کھا چکے ہیں، کہنے لگا تم

سچ کہتے ہو لیکن میں سیر نہیں ہوا۔

غندر سے کہا گیا کہ لوگ آپ کی سلامتی طبع کی تعظیم کرتے ہیں ہمیں اس کے متعلق کوئی صحیح واقعہ سنایئے، کہنے لگا میں نے ایک دن روزہ رکھا تو اس مین تین بار بھول کر کھایا تھا، ایک بار کھایا تو مجھے یاد آیا کہ میں روزہ سے ہوں پھر دوبارہ سہ بارہ کھایا اسی طرح میں نے اپنے روزہ کو مکمل کرلیا۔

کہتے ہیں مامون نے میرے والد سے کہا میری لونڈی کے لئے کوئی نام پسند کرلو تاکہ اس کا وہی نام رکھوں۔ میرے والد نے کہا اس کا نام (مسجد دمشق) رکھ لو وہ بہترین چیز ہے۔

ابو بکر بن زیاد کہتے ہیں ایک مکی شخص کے پڑوسی کا انتقال ہوا وہ جنازہ کے ساتھ نہیں گیا لوگوں نے اس سے کہا تیرا ناس ہو جنازہ کے ساتھ کیوں نہین گیا، کہنے لگا تم پاگل ہو میں اپنے غم میں مبتلا ہوں۔

سفیان کہتے ہیں ایک شخص نے عمرو بن دینار سے کہا کہ میں علم نجوم میں بہت ماہر ہوں عمرو نے کہا بقعہ، قنعہ، وقعہ جانتے ہو؟ کہنے لگا ہاں عمرو نے کہا اب معلوم ہوا کہ آپ علم نجوم میں کچھ بھی نہیں جانتے۔

خاتم عقیلی کے پاس رے کے ایک شخص آئے کہنے لگے وہ آپ ہیں جو ایک روایت کرتے ہو کہ نبی کریمؐ نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث موجود ہے شیخ نے کہا تو نے جھوٹ بولا سورۂ فاتحہ تو رسول اللہ کے زمانے میں تھی ہی نہیں یہ عمر بن الخطاب کے زمانے میں نازل ہوئی ہے۔

مدائنی کہتے ہیں اسماء بن خارجہ نے ایک عورت کا مرثیہ سنا جو اشعار ذیل میں اس کے محاسن یوں بیان کررہی تھی:

فمن للمنابر و الخافقات　　والجرد بعد أمام العرب

فمن للطعان غداة الهياج　　ومن يمنع البيض عند الهرب

و من للعفاة وفک العتاة　　ومن يفرج الكرب عند الكرب

ترجمہ: ''امام عرب کے بعد ایسا کون ہے جو منبروں اور پتلی کمر اور چھوٹے بالوں والے گھوڑوں کا استعمال کرے اور سخت لڑائی میں کون ہے جو نیزہ بازوں کا مقابلہ کرے اور بھاگتے وقت خودوں کی حفاظت کرے۔ایسا کون ہے جو پاکدامن عورتو کی حفاظت کرے اور سرکشوں کا مقابلہ کرے اور ایسا کون ہے جو مصیبت کے وقت مصیبت سے نجات دلائے''۔

یہ سن کر اسماء نے کہا یہ عورت تو بہت بڑے شریف انسان کے محاسن بیان کررہی ہے، یہ کون ہوگا؟ لوگوں نے کہا یہ فلاں بقال بن وردان جولاہا ہے اسماء نے کہا یہ تو دو مصیبتوں سے بڑھ کر ہے۔

مدائنی کہتے ہیں ایک شخص کی دوسرے شخص سے ملاقات ہوئی جس کے ساتھ دو کتے تھے، پہلے شخص نے ان سے کہا ایک کتا مجھے دید یجئے، کتے والے نے کہا ان میں سے آپ کو کونسا پسند ہے؟ اسنے کہا مجھے تو بنسبت سفید کے کالا زیادہ پسند ہے اس نے کہا تو سفید مجھے دیجئے، وہ شخص بولا سفید مجھے ان دونوں سے زیادہ پسند ہے۔

طارق کہتے ہیں کہ خلال کے پاس ایک شخص آیا تو انہوں نے اس کو کپڑے پہنائے وہ شخص کہنے لگا تجھے امیر نے دو کپڑے دیئے میں نے ایک سے ازار باندھا اور

دوسرے کو چادر بنا کر اوڑھا اور اپنے جسم کو ڈھانپا۔

طارق کہتے ہیں ایک بار ہمارے پڑوسی کے مابین تنازع ہوا جس کو ابوعیسیٰ کہا جاتا تھا یہ بولا اے اللہ مجھ سے ابوعیسیٰ کا بدلہ لے لے ،لوگوں نے کہا آپ تو اپنے آپ کو بد دعا دے رہے ہیں تو کہنے لگا اے اللہ تو پھر ابوعیسیٰ کیلئے مجھ سے بدلہ لے لے۔

ابن الفرج کہتے ہیں میرے والد نے بتایا میں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے پیٹ میں گدگدیاں کر رہا تھا میں نے اس سے پوچھا آپ یہ کیوں کر رہے ہیں؟ اس نے کہا میں غمزدہ تھا میں نے چاہا کہ اپنے آپ کو کچھ دیر ہنسا لوں۔

ابن خلف کہتے ہیں جب ھبیرہ کی بیوی کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس سے کہا آپ اپنی بیوی کی خوبیاں تو بیان کر دیں کہنے لگا اے فلانی اللہ تجھ پر رحم کرے، تیرا دروازہ کھلا ہوا تھا اور تیرا سامان استعمال کیا جاتا تھا

عبدالرحمٰن بن داؤد کہتے ہیں ایک تاجر کی دوسرے تاجر کے ساتھ ملاقات ہوئی ایک نے دوسرے سے کہا صاحب اپنا نام بتائے لیکن مختصر اس نے کہا میرا نام "ابو عبد منزل المطر عليكم من السماء تنزيلاً الذی یمسک السماء أن تقع على الأرض إلا باذنه" ہے یہ سن کر تاجر نے کہا اے "تہائی قرآن" میں تجھے خوش آمدید کہتا ہوں"۔

حبیب نے ذکر کیا ہے عثمان بن سعید کا بھائی کنویں میں گر گیا اس نے کہا آپ مجھے نہیں دیکھ رہے بھائی کہنے لگا کہ جب تک میں تجھے نکالنے کیلئے کسی کو نہ لاؤں تو اس وقت تک کہیں جانا نہیں۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ محمد نے کہا شراعة العس کو پکڑ کر جیل بھیج دیا گیا اس نے جیلر سے کہا اللہ آپ کو صحیح سلامت رکھے، میں قسم کھاتا ہوں جیل میں اپنے اہل کے بغیر ہرگز رات نہیں گزاروں گا۔

اسی طرح کہتے ہیں مجھے بعض ساتھیوں نے بتایا کہ ناجیہ نے بغداد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو گھر میں سیڑھی رکھی اور اس پر اترنے اور چڑھنے لگا پوچھا گیا یہ کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگا سفر کرنا سیکھ رہا ہو۔

اسی طرح کہتے ہیں ایک بار یہ پانی میں داخل ہوا جب پانی ٹخنوں تک پہنچا تو چیخ کر بولا، ڈوب رہا ہوں لوگوں نے پوچھا کیسے ڈوب رہے ہو؟ کہنے لگا میں نے چاہا کہ کوئی میری ضمانت لے لے۔

راوی مذکور کہتے ہیں کہ میں ابو یعقوب کے پاس آیا وہ حالت نزع میں تھے اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کی گئی، اس نے کہنا شروع کیا:

امثلی یرع بالنائبات ویخشی حوادث صرف الزمن

أذلنی اللہ ذل الحمار وادخلنی حر أمی إذن

"کوئی مجھ جیسا مصائب اور حادثات زمانہ سے ڈرنے والا ہے؟ ورنہ اللہ مجھے گدھے جیسا ذلیل کرے اور اپنی ماں کی فرج (شرمگاہ) میں داخل کرے۔"

راوی مذکور نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن محمد نے بیان کیا ایک شخص نے اخروٹ خریدتے وقت اس کو الٹ پلٹ کر دیکھنا شروع کیا چنانچہ ایک اخروٹ ہاتھ میں اٹھا کر کہنے لگا میرے خیال سے یہ اندر سے کھوکھلا ہے پھر ایک دم سے کہنے لگا

استغفر اللہ میں نے اس کی غیبت کی۔

راوی مذکور کہتے ہیں کہ حباب بن العلاء نے کہا میں مدینہ میں تھا میں وہاں کے قاضی کے پاس حاضر ہوا کیا دیکھتا ہوں ایک شخص گدھے کو ساتھ لئے جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی ہے اس نے قاضی کو بتایا کہ میرا یہ گدھا چوری ہوا تھا جو کہ اس شخص کے پاس ملا ہے۔

قاضی نے اس سے پوچھا تو وہ شخص کہنے لگا گدھا میرا ہے اور میرے ہاتھ میں ہے قاضی نے مدعی سے کہا کیا آپ کے پاس گواہ ہے کہ اس نے تیرا گدھا چوری کیا ہے کہنے لگا جی ہاں قاضی نے کہا تو پھر اس کو حاضر کرو چنانچہ وہ اٹھا اور گدھے پر سوار ہو کر چلا گیا میں اس شخص کی طرف متوجہ ہوا گدھا جس کے قبضہ میں پہلے تھا، میں نے اس سے کہا تو نے اس کو گدھا کیسے دیا جب کہ تو اس کے دعوی کو تسلیم نہیں کر رہا تھا کہنے لگا اس نے مجھ سے گواہ لانے کے لئے عاریۃً لیا ہے۔

ابن خلف کہتے ہیں کہ مجھے ابو صالح بصری نے بتایا ایک شخص کے یہاں اس کی عدم موجودگی میں بچہ پیدا ہوا تو اس کی بیو نے اس کی طرف بچے کی خوشخبری کا خط لکھا اس نے اپنی بیوی کو جواب میں لکھا مجھے پتہ چلا کہ تو نے لڑکا جنا ہے "فأحسن الله جزائك وأعان علی مكافاتك"

راوی مذکور کہتے ہیں مجھے ایک ادیب نے بتایا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرانے کا ارادہ کیا ختنہ کے وقت حجام سے کہنے لگا اس کے ساتھ نرمی کرو اس لئے کہ اس سے پہلے کبھی بھی اس کی ختنہ نہیں ہوئی (یعنی یہ پہلی بار ہو رہی ہیں)

عثمان بن عمر کہتے ہیں ایک عورت کا خاوند مرنے لگا اس سے کہا گیا اس

آپ اپنے شوہر کے پاس رہ کر اسے رخصت کریں تو اچھا ہو کہنے لگی میں ڈرتی ہوں کہ ملک الموت مجھے پہچان لے گا۔

ابراہیم کا ایک وکیل تھا جس کا نام خلیل تھا وہ سامان لیکر آیا ابراہیم نے اس سے پوچھا تم کب آئے ہو کہنے لگا ''غدا" (آئندہ کل) ابراہیم نے کہا پھر تو آپ راستہ میں ہو۔

کہتے ہیں ابو بکر بن محمد نے کہا میں نے ابو العمر سے پوچھا کہ آپ جلدی بوڑھے ہو گئے؟ کہنے لگا میں کیسے جلدی نہ بوڑھا ہوتا جب کہ میں روزانہ صبح سویرے ہر اس شخص کے پاس جاتا ہوں جس کا میرے ساتھ کام ہوتا ہے بھیڑوں کے ساتھ چراگاہ جاتا ہوں اور مرغوں کی آواز کے ساتھ اٹھایا جاتا ہوں یہ دیکھو ابن حمدام ایک لاکھ درہم کا مالک ہے ایک بار میں اس کے پاس گیا وہ چھینکا میں نے کہا یرحمک اللہ) اس نے مجھے جواب میں کہا(یعرفك الله) اللہ تجھے پہچانتا ہے۔

حاکم کہتے ہیں ابوالحسن ابن عمر نے کہا میں نے اپنا ایک گھر بیچا میں جب بھی مسجد جاتا تو میں اس کی فروخت کرنا بھول جاتا چنانچہ میں نماز پڑھ کر اسی گھر میں لوٹتا اور دروازہ کھول کر داخل ہو جاتا تو اندر سے عورتین چیخ کر کہتیں اے شخص ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر میں ان سے کہتا معاف کیجئے گا میں اس گھر میں پیدا ہوا ہوں اس لئے ہر دن بھول جاتا ہوں کافی عرصہ میری یہ حالت رہی۔

شاعر عبدان الاسدی احمق تھا ابن بشیر کے پاس آتا جاتا تھا بشیران سے کہتا آج تجھے پانچ سو درہم پسند ہیں یا آئندہ سال ایک ہزار، وہ کہتا مجھے آئندہ سال ایک ہزار پسند ہیں پھر جب وہ آئندہ سال تقاضہ کرتا تو ابن بشیران سے کہتا، ابھی ایک ہزار

لوگے یا آئندہ سال دو ہزار چنانچہ ہمیشہ ان سے یہی کہتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ابوالحسن اصفانی کہتے ہیں کہ میں معزالدولہ کی دہلیز پر تھا کیا سنتا ہوں کہ ایک شخص چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے خیر خواہی اور نصیحت میں، میں نے اسکو بلا کر پوچھا تیری خیر خواہی و نصیحت کیا ہے؟ اس نے کہا میں صرف اور صرف امیر ہی کو بتاؤں گا، چنانچہ میں نے جا کر امیر کو اطلاع دی امیر نے کہا اس کو حاضر کرو۔ تو میں نے اس شخص کو امیر کے سامنے پیش کیا، امیر نے پوچھا بتاؤ تمہارے پاس کیا خبر ہے؟ کہنے لگا میں مدائن کی اطراف میں شکار کر رہا تھا ایک بار شکار کے دوران جب میں نے جال پھینکا تو وہ پھنس گیا میں نے چھڑانے میں بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا چنانچہ میں اترا اور پانی میں گھس گیا کیا دیکھتا ہوں جال لوہے کے کڑے میں پھنسا ہوا ہے، جب میں نے کھول کر دیکھا ایک مٹکا ہے جو مال سے بھرا ہوا ہے میں نے اس کو اسی جگہ لوٹا دیا اور آ کر پکارنا شروع کیا تا کہ امیر کو پہنچان لوں، وامغانی کہتے ہیں میں اسی وقت اس کے ساتھ پرانے مدائن کی طرف روانہ ہوا اور سیدھے اس جیل میں پہنچا وہ مٹکا ہمیں ملا اور ہم نے اسے اکھاڑا آگے میں نے مزید تلاش کی اور شکاری کے کہنے کے مطابق کھڈا کھودنے آگے بڑھا وہاں ہمیں مال سے بھرے ہوئے سات مٹکے اور ملے وہ سب معزالدولہ کے پاس لے آئے معزالدولہ اس سے بہت خوش ہوا اور شکاری کے لئے دس ہزار درہم کا اعلان کیا، لیکن شکاری نے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہنے لگا میں کچھ اور چاہتا ہوں معزالدولہ نے پوچھا وہ کیا؟ کہنے لگا وہ یہ کہ آپ اس علاقے کے شکار کو میرے لئے مخصوص کر دیں اور میرے علاوہ کسی اور کو شکار کی اجازت نہ ہو یہ سن کر امیر مسکرایا اور شکاری کی اس جہالت وحماقت پر تعجب کیا، اور اسکا یہ مطالبہ منظور کر لیا۔

مدائنی کہتے ہیں عمر بن الحسن نے کہا یمن کا ایک گھرانہ اپنے گھروں سے نکلا اور پہاڑ کی چوٹی میں جا کر چھپ گیا اور کہنے لگا ہم رمضان سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں، رمضان یہاں نہیں آ سکتا۔

ابوعلی الدارانی کہتے ہیں طالقانی، اصحاب ابی حنیفہ میں سے تھے اور یہ بہت بیوقوف تھے۔ ایک دن انہوں نے ابن عقیل سے کہا آپ کا بیوہ عورت کے بارے میں کیا مذہب ہے؟ کہ بیٹے کے لئے اس کا نکاح کرانا جائز ہے؟ ابن عقیل نے جواب میں کہا اس میں تفصیل ہے اگر وہ باکرہ (کنواری) ہے تو جائز ہے ثیبہ (شادی شدہ) ہے تو جائز نہیں۔ طالقانی نے کہا میں نے یہ تفصیل نہ سنی ہے اور نہ دیکھی ہے۔

طالقانی سے لوگ مسائل بھی دریافت کرتے تھے، ایک بار ان سے پوچھا گیا اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں اگر مرا ہوا چوہا کسی چیز پر چل کر گذرے تو کیا اس سے وہ چیز نجس ہو جائیگی طالقانی نے کہا نہیں۔

مجھے بعض دوستوں نے بتایا کہ واسطہ میں ایک مغفل شخص تھا اس کے گھر کے جانب کسی کا اصطبل تھا ایک بار اس کے گھر والوں نے شکایت کی کہ ہم کپڑے دھو کر سکھانے کے لئے چھت پر ڈالتے ہیں تو کچھ کپڑے اڑ کر اصطبل میں گر جاتے ہیں۔ یہ لوگ پھر ہمیں یہ کپڑے واپس نہیں کرتے۔ اس شخص نے کہا ان کی کوئی چیز تمہارے پاس آ جائے تو تم بھی واپس مت کرنا۔ گھر والوں نے کہا ان کے اصطبل میں ایسی کون سی چیز ہے جو اڑ کر ہماری چھت پر آئے گی؟ کہنے لگا گھوڑے کی لگام میخ وغیرہ۔

کہا جاتا ہے کہ سندیہ (جو کہ بغداد سے چھ فرسخ پر ہے) کا ایک شخص بغداد میں دجلہ کے قریب مرغیاں بیچنے لے گیا۔ ایک مرغی اڑ گئی اس نے بہت کوشش کی

لیکن وہ ہاتھ نہ آئی تو یہ مرغی سے مخاطب ہوا (تو گاؤں چلی جا میں باقی مرغیاں بیچ کر آرہا ہوں چنانچہ جب یہ باقی مرغیاں بیچ کر گھر لوٹا تو گھر میں مرغی تلاش کرنے لگا، لیکن وہ دکھائی نہیں دی، بیوی سے پوچھا ارے وہ سفید سیاہ پروں والی مرغی کہاں گئی؟ بیوی نے کہا مجھے کوئی پتہ نہیں۔ اس نے کہا میں نے اس کو بغداد سے چھوڑا تھا تا کہ تمہارے پاس آئے کیا وہ نہیں آئی؟۔

ابن ناصر کہتے ہیں کہ ایک ادیب نے لکھا" الحمام التی " کسی نے اس سے کہا حمام (کبوتر تو مذکر ہے" الحمام الذی" ہونا چاہئے) کہنے لگا یہ عورتوں کا کبوتر ہے۔

کہتے ہیں ایک مغفل کو کھانے کی دعوت دی گئی وہاں جا کر لوگ تو کھانا کھانے میں مشغول ہوئے اور مغفل وہاں لٹکے ہوئے پردوں کو دیکھ رہا تھا تمام دیواروں پر پردے لگے ہوئے تھے، لوگوں نے اس سے کہا آپ کھاتے کیوں نہیں؟ کہنے لگا خدا کی قسم ان لمبے پردوں سے میں بڑے تعجب میں مبتلا ہوں اتنے بڑے پردے اتنے چھوٹے دروازے سے کیسے اندر لائے گئے ہیں۔

ابراہیم بن دینار کہتے ہیں ایک شخص (جس کی کنیت ابو الغوث تھی) کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ فقیہ ہے اور کچھ بیوقوف بھی چنانچہ میں نے اس سے مسئلہ پوچھا، اگر ایک شخص عاشورہ کے روزے کی منت مانتا ہے اور پھر اتفاقا عاشورہ رمضان میں آجاتا ہے تو کیا رمضان کے روزے رکھنے سے یہ نذر پوری ہو جائیگی؟ کہنے لگا خرقی نے اس کے جواز پر تصریح فرمائی ہے۔ میں نے پوچھا اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے اور پھر اس کو وقف کر دیتا ہے کیا وہ اس

وقف میں حاکم کے فیصلہ کا محتاج نہیں؟ کہنے لگا امام ابوحنیفہ کے مذہب میں تو محتاج ہے اور ہمارے مذہب، مذہب شافعی کے مطابق وقف صحیح ہے۔

ایک مغفل مریض کی عیادت کرنے لگا، عیادت کے بعد جب جانے لگا تو اس کے گھر والوں سے کہنے لگا بھائی ہمارے ساتھ دوبارہ ایسا نہ کرنا جیسا کہ فلاں کے انتقال کے دن کیا تھا اس کا انتقال ہوا آپ نے ہمیں بتایا نہیں، جب مریض کا انتقال ہو جائے تو ہمیں ضرور اطلاع دینا ہم نماز جنازہ میں شریک ہو جائیں گے۔

صقلاطی کہتے ہیں ہمارے یہاں غربی جانب میں ایک شخص کا غلام رہتا تھا اس کو آقا نے ایک بستی میں بکریاں لانے کو بھیجا تو بستی والوں نے دس بار بردار جانور دے کر بھیجا اور ایک رقعہ میں جانوروں کی تعداد لکھ کر ساتھ کر دیا لیکن غلام نو جانور لے کر آیا آقا نے پوچھا انہوں نے کتنے جانور تمہارے حوالے کئے کہنے لگا دس، آقا نے کہا یہ تو نو ہین۔ غلام نے کہا گن لو، چنانچہ آقا نے گننا شروع کیا، ایک، دو، تین، گنتا رہا حتی کہ کہا نو، غلام نے کہا خدا کی قسم میں نہین جانتا کہ آپ کیا کہتے ہیں، یہ تو دس ہی ہیں، آقا نے کہا تیرا ناس ہو میں نے گن لیا ہے، غلام نے کہا یہ تو دس ہی ہیں لیکن پھر بھی آپ نہیں مانتے تو آپ دس گھروں میں دس آدمی کھڑے کر دیں اور ہر ایک کو ایک ایک جانور پکڑا دیں پتہ چل جائے گا آقا نے کہا ایسا کرلو چنانچہ انہوں نے دس گھروں میں دس آدمی کھڑے کئے ہر ایک کو ایک ایک جانور پکڑاتے رہے تو پھر بھی ایک آدمی بچ گیا، آقا نے کہا دیکھا اس کے پاس جانور نہیں ہے، غلام نے کہا یہ چالباز ہے اس نے پہلے ہی لے لیا ہے۔

ایک شخص نے مقام (عکبری) کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا، اس کو ایک

بلند وبالا کشتی ہاتھ لگی، تو اس نے ایک درہم کرایہ پر لے لی جب تھوڑے سے چلے تو کشتی والوں نے کہا کاش ہمیں کوئی معاون ملتا ہم اسے اجرت پر لگا دیتے، اس سوار شخص نے کہا میں حاضر ہوں چنانچہ کشتی والوں نے اس کو ایک درہم دیا اور اس نے خدمت کرنی شروع کردی۔

ایک بڑھیا ایک گھر میں تعزیت کرنے گئی لوٹتے وقت گھر کے ایک کونے میں پڑے ہوئے ایک مریض پر اس کی نگاہ پڑی تو بڑھیا واپس لوٹ کر گھر والوں سے کہنے لگی مجھے چلنا پھرنا مشکل ہوتا ہے، اس بیمار کی بھی میں ابھی تعزیت کرتی ہوں، "احسن اللہ عزاء کم فی ھذا العلیل" بزاز کہتے ہیں ہم ابو حامد کے پاس گئے وہ بیمار تھے ہم نے پوچھا کیا حال ہے آپ کا؟ کہنے لگا میری حالت بہتر ہوتی اگر میرا یہ پڑوسی نہ ہوتا یہ رات میرے پاس آیا اس وقت میری بیماری شدید تھی، اور مجھ سے کہا اے ابو حامد آپ کو معلوم ہے زنجویہ انتقال کر گئی ہے میں نے کہا "رحمہ اللہ" (رحمہا اللہ نہیں کہا حالانکہ زنجویہ مؤنث ہے)

کہتے ہیں میں ایک دن مؤمل بن الحسن کے پاس گیا وہ حالت نزع میں تھے مجھ سے پوچھا حامد کی عمر کیا ہے؟ میں نے کہا چھیاسی سال، تو کہنے لگا تو پھر آپ اپنے والد سے بڑے ہیں جب سے اس کا انتقال ہوا۔

ابو الفضل احمد ہمدانی کہتے ہیں ایک عورت قاضی کے پاس آکر کہنے لگی میرے شوہر نے مجھے طلاق دی ہے، قاضی نے عورت سے پوچھا آپ کے پاس گواہ ہے عورت نے کہا جی ہاں، میرا پڑوسی میرا گواہ ہے اور عورت نے پڑوسی کو حاضر کیا، قاضی نے اس سے پوچھا، بھائی آپ نے اس کے شوہر کو طلاق دیتے ہوئے سنا

ہے؟ کہنے لگا میرے سردار میں بازار گیا وہاں گوشت روٹی شیرہ اور زعفران خریدا ،قاضی نے کہا میں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا ،صرف یہ بتاؤ کہ آپ نے اس عورت کی طلاق سنی ہے یا نہیں؟ پڑوسی نے کہا پھر میں یہ سامان گھر پر رکھ کر پھر بازار گیا لکڑی اور سرکا خریدا، قاضی نے کہا یہ باتیں چھوڑ دو اس نے کہا بات تو ابتداء سے ہی کرنی چاہئے یہ بہت اچھی لگتی ہے، پھر کہنے لگا، اس کے بعد میں گھر میں ٹہل رہا تھا میں نے اس کے گھر میں سے چیخ وپکار کی آوازیں سنیں اور پھر میں نے طلاق کی آوازیں سنیں، پھر آگے کا مجھے پتہ نہیں کہ اس عورت نے اس کو طلاق دی یا شوہر نے اس کو طلاق دی ہے۔

کہتے ہیں مجھے اہل سابور کی ایک جماعت نے بتایا جن میں کاتب بھی تھے اور تاجر وغیرہ بھی کہ ہمارے یہاں ۳۴۰ھ میں شہر کے کاتبوں میں ایک جوان ابن ابی الطیب قلانی تھے وہ کسی کام سے رستاق کی طرف نکلے راستہ میں کردوں نے ان کو پکڑا اور ان پر تشدد کیا اور ان سے مطالبہ کیا کہ اپنے آپ کو ہم سے خرید لو یعنی گھر سے مال منگوا کر دو تب چھوڑیں گے، لیکن جوان نے ایسا نہیں کیا گھر خط لکھا کہ میرے واسطے بقدر چار درہم افیون بھیجدو، اور یہ خوب سمجھ لو کہ میں اسے بطور دوا پیوں گا، نشہ کی وجہ سے میں بے ہوش ہو جاؤں گا، جس سے کردوں کو میری موت میں کوئی شک نہ رہے گا وہ مردہ سمجھ کر تمہارے ہاں اٹھالائیں گے جب میں تمہارے پاس پہنچایا جاؤں تو مجھے حمام میں داخل کرنا اور مجھے مارتے رہنا تاکہ میرا بدن گرم ہو جائے اور مجھے سوئیاں چبوتے رہنا تو میں ہوش میں آجاؤں گا، اصل میں یہ جوان بیوقوف تھا اس نے کہیں سن رکھا تھا کہ جو افیوں پیتا ہے تو وہ صرف بے ہوش ہو جاتا ہے پھر جب حمام میں داخل

ہوتا ہے اور گرم ہو جاتا ہے تو بالکل ٹھیک ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کو افیوں کی مقدار معلوم نہیں تھی اس لئے چار درہم کی مقدار کھا گیا تو کردوں کو اس کے مرنے میں کوئی شک نہ رہا انہوں نے اس کو لپیٹ کر گھر میں جا کر پھینک دیا۔ تو گھر والوں نے حسب ہدایت اس کو گرم حمام میں داخل کیا، مارا اور خوب سوئیاں چبوئیں اس نے کوئی حرکت نہیں کی ، اور کئی دن اس کو حمام میں نہلایا لیکن اس کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی پھر حکیموں نے دیکھا تو انہوں نے کہا یہ مر چکا ہے، پوچھا کتنی افیون کھائی تھی کہا چار درہم یہ سن کر حکیموں نے کہا اگر اس کو جہنم میں بھی پھینکا جائے تب بھی زندہ نہیں ہوگا۔ یہ معاملہ تو اس شخص کے ساتھ کیا جاتا ہے جو چار دانق ایک درہم پی لے یہ تو مر چکا ہے۔ گھر والوں نے حکیموں کی یہ بات قبول نہیں کی اور اس کو حمام میں چھوڑے رکھا جب گل سڑ گیا تب دفن کیا، اس کا حیلہ خود اس پر الٹا ہو گیا۔

ابو الحسن بن برھان کہتے ہیں ایک شخص نے ایک مریض کی عیادت کی مریض سے پوچھا آپ کو کیا بیماری ہے؟ مریض نے کہا گھٹنوں میں درد ہے، اس شخص نے کہا جریر شاعر نے ایک شعر کہا ہے اس کا پہلا مصرعہ تو میں بھول چکا ہوں اور دوسرا مصرعہ یہ ہے:

(ولیس لداء الرکبتین طبیب) گھٹنوں کی بیماری کا کوئی ڈاکٹر نہیں ہے، یعنی یہ لاعلاج مرض ہے) یہ سن کر مریض نے کہا اللہ تجھے بھی خیر کی خوشخبری نہ دے، کاش تجھے پہلا مصرعہ یاد ہوتا اور یہ دوسرا مصرعہ تو بھول جاتا۔

کہتے ہیں ایک بار میں کچھ دوستوں کے پاس جن میں آنکھوں کا مریض بھی تھا، اور میرے ساتھ کچھ بیوقوف بھی تھے، ایک مغفل نے اس سے پوچھا آپ کی

آنکھیں کیسی ہیں؟ مریض نے کہا آنکھوں میں تکلیف ہے، مغفل نے کہا خدا کی قسم فلاں کی آنکھوں میں کچھ دن تکلیف تھی پھر خود ختم ہوئی، اس بات سے مجھے بہت حیاء آئی اور میں وہاں سے جلدی سے نکلا۔

علی بن محسن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک شخص نے اپنا مال ضائع کر ڈالا صرف پانچ ہزار دینار اس کے پاس رہ گئے اس نے کہا میری چاہت ہے کہ یہ پانچ ہزار دینار بھی جلدی ختم ہو جائیں تا کہ میں دیکھ لوں میں اس کا کیا کرتا ہوں اس کے ایک ساتھی نے اس کو یہ طریقہ بتایا کہ آپ روزانہ سو دینار شراب کی بوتل خرید کر رکھیں اور ایک ہی دن میں آپ پانچ سو دینار گانے والیوں کی اجرت اور پھل فروٹ کے ساتھ کھانا کھانے پر خرچ کرتے رہیں پھر جب شراب ختم ہونے کے قریب ہو جائے تو ان بوتلوں کے درمیان چوہے چھوڑ کر ان پر بلی چھوڑ دیں، وہ بوتلوں کے درمیان جنگ لڑتے رہیں گے جس سے وہ بوتلیں ٹوٹ جائیں گی اور ٹوٹے ہوئے شیشے ہم لوٹ لیں گے، کہنے لگا یہ صورت بہتر ہے، چنانچہ یہ عمل شروع کیا جب شراب پی کر نشہ ہو جاتا تو دو چوہے اور ایک بلی بوتلوں میں چھوڑ دیتا جس سے شیشے ٹوٹ جاتے اور وہ ہنستا رہتا، اس کے دوست ٹوٹے ہوئے شیشے جمع کر کے بیچ دیتے، اس شخص کا بیان ہے جس نے اس کو یہ مشورہ دیا تھا کہ میں کچھ مدت بعد اس کے پاس گیا تو وہ گھر کا سامان بیچ کر خرچ کر چکا تھا اور گھر ڈھا کر چھت کی لکڑیاں بیچ چکا تھا، صرف چوکھٹ رہ گئی تھی جس میں روئی اپنے اوپر لپیٹ کر سوتا تھا، میں نے کہا یہ کیا حالت ہے؟ کہنے لگا یہ وہی حالت ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں! میں نے کہا ابھی آپ کے دل میں کوئی حسرت باقی ہے؟ کہنے لگا جی ہاں میں چاہتا ہوں کہ فلانی گانے

والی کو دیکھ لوں میں نے اس کو کپڑے دیئے اس نے پہن لئے اور ہم اس گانے والی کے پاس چل پڑے، جب یہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے اس کا اکرام کیا اور اس کی خیر خبر پوچھنے لگی، اس نے صورت حال بیان کردی صورت حال سن کر گلوکارہ کہنے لگی یہاں سے جلدی اٹھو کہیں میرا نگران آ کر آپ کو نہ دیکھ لے آپ کے پاس کچھ ہے نہیں وہ مجھ پر غصہ ہونگے کہ آپ نے اسے کیوں داخل ہونے دیا، نکل جائیں اوپر سے تجھ سے بات کرلوں گی، یہ نکلا اور باہر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا کہ ابھی یہ مجھ سے اوپر سے بات کرے گی، اتنے میں اس نے اوپر سے اس پر شوربا پھینکا اور یوں اس کو رسوا کردیا، یہ رو کر کہنے لگا فلانی میری یہ حالت کسی سے بیان مت کرنا، میں اللہ کو گواہ بنا کر توبہ کرتا ہوں۔ میں نے کہا اب توبہ کرنے کا کیا فائدہ؟ میں نے اس کو واپس گھر پہنچا کر اپنے کپڑے اس سے واپس لئے، عرصہ تین سال گذرا کہ میں اس سے بے خبر رہا ایک دن میں طاق کے دروازے پر تھا کہ اچانک میں نے سوار کے پیچھے ایک غلام دیکھا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا اے فلاں تو میں سمجھ گیا یہ میرا وہی ساتھی ہے اور اس کی کچھ حالت درست ہو چکی ہے، میں نے اس کی ران کو بوسہ دیا کہنے لگا اللہ کا شکر ہے اب گھر چلتے ہیں میں ساتھ چلنے لگا اسی پرانے گھر پر پہنچے اس کی مرمت کی تھی اور اس میں سامان وغیرہ رکھ دیا اور مجھے ایک کمرے میں داخل کیا اس میں خوبصورت فرنیچر اور چار غلام تھے اس نے پھل فروٹ اور صاف ستھرا کھانا پیش کیا مگر تھا کم ہم نے کھانا کھایا اس کے بعد اس نے ایک پردہ کھینچا تو خوبصورت گانے کی آواز آنے لگی جب اس کا دل خوش ہوا تو کہنے لگا اے فلاں آپ کو پرانے دن یاد ہیں، میں نے کہا جی ہاں کہنے لگا اب میں متوسط نعمت میں ہوں، لیکن زمانے والوں کو جو عقل وعلم عطاء کیا

گیا ہے وہ مجھے اس نعمت سے زیادہ پسند ہے، آپ کو یاد ہے جس دن گلوکارہ نے مجھ پر شوربا پھینکا تھا میں نے کہا ہاں پھر میں نے پوچھا یہ مال تیرے پاس کہاں سے آیا ؟ کہنے لگا مصر میں میرے باپ کے خادم اور چچازاد بھائی مر گئے، انہوں نے میرے لئے تیس ہزار دینار چھوڑے یہ مال میرے پاس لایا گیا جب کہ میں روئی میں لپٹا ہوا تھا اس سے میں نے گھر تعمیر کیا اور یہ سب کچھ پانچ ہزار دینار کا خریدا اور پانچ ہزار میں نے زمین میں ناگہانی حادثات کے لئے دفن کر دئے اور دس ہزار کی زمین خریدی اور یوں میرا گزر چل رہا ہے، میں کافی مدت سے آپ کی تلاش میں تھا اب میں ہمیشہ کے لئے کبھی بھی آپ کے ساتھ نہیں رہوں گا پھر حکم دیا کہ اے لڑکوں اس کو نکال دو چنانچہ انہوں نے مجھے ٹانگ سے پکڑ کر باہر نکال دیا میں راستہ میں پڑا تھا اور وہ مجھے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔

ربیعہ بن عقیل یربوعی نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر درخواست کی اے امیر المومنین میرے گھر کی تعمیر میں میرا تعاون فرمایئے، معاویہؓ نے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟ کہنے لگا بصرہ میں ہے اور وہ دو مربع فرسخ سے بھی بڑا ہے، حضرت معاویہ نے فرمایا یہ بتا کہ تیرا گھر بصرہ میں ہے یا پورا بصرہ تیرے گھر میں ہے۔

ابن سلام کہتے ہیں کہ مہدی نے اپنے وزیر یعقوب بن ابی داؤد کے بیٹے کو لونڈی دی۔ جب کچھ دن بعد مہدی نے اس سے حال احوال پوچھا تو کہنے لگا اے امیر المومنین آپ نے میرے اور زمین کے درمیان اس سے بڑھ کر نرم سواری نہیں رکھی، سوائے فرمانبرداری کے، یہ سن کر مہدی یعقوب کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے پوچھا آپ کے خیال میں یہ اس سے کس کو مراد لیتا ہے، میں ہوں یا

آپ؟ یعقوب نے کہا ہر چیز سے احمق کی حفاظت ممکن ہے، لیکن حماقت سے اس کی حفاظت نہیں کی جاسکتی۔

ایک شخص نے مہدی کے پاس آ کر شعر پڑھنا شروع کیا، ایک شعر میں اس نے کہا: ''وجوار زفرات'' (زفرات لڑکیاں) مہدی نے پوچھا (زفرات کیا چیز ہے؟ کہنے لگا امیر المومنین آپ زفرات نہیں جانتے؟ مہدی نے کہا خدا کی قسم نہیں، کہنے لگا آپ امیر المومنین اور سید المرسلین ہو کر یہ نہیں جانتے خدا کی قسم ہر گز نہیں اس کو میں ہی جانتا ہوں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار عبداللہ بن ظبیان نے خطبہ دیا لوگوں نے کہا اللہ ہم میں آپ جیسے لوگ زیادہ فرمائے، کہنے لگا اس دعا سے تم لوگوں نے اپنے رب کو بہت بڑی تکلیف میں مبتلا کیا (کہ مجھ جیسا آدمی پیدا کرنا آسان نہیں ہے)۔

اسحاق بن ابراہیم کہتے ہیں میں ایک قبطی کے جنازہ میں گیا، انہیں کے ایک شخص نے پوچھا یہ متوفی کون ہیں؟ میں نے کہا، اللہ انہوں نے مجھے اتنا مارا کہ میں قریب المرگ ہو گیا۔

ابو تمام ایک سرد رات کی صبح کو ابو طالب کے پاس گئے ابو طالب سے کہا رات کو مجھے بہت سردی لگی میں نے ایک لحاف لیا جس میں چار من روئی تھی، میں نے اس کو ڈبل کیا تو آٹھ من روئی بنی اور پھر میں نے اس کو اوڑھ لیا۔

ابو سیار کہتے ہیں میرے اور میرے پڑوسی کے درمیان ایک کنواں مشترک تھا اس میں ایک چوہا گرا میں وضو کی وجہ سے حیران رہ گیا کہ وضو کہاں سے کروں پڑوسی نے مجھ سے کہا آپ کو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں آؤ ہمارے ہاں سے پانی

بھر کر وضو کرلو(یہ نہیں سوچا کہ یہ ایک ہی کنواں ہے)۔

ایک شخص کا بچہ م ہوا، وہ نوحہ کرنے والی عورتوں کو بلالایا اور انہوں نے اس پر خوب ماتم کیا وہ چند دن اسی حالت میں رہے ایک دن اس کا باپ چھت پر چڑھا بچے کو گھر کے کونے میں بیٹھا دیکھ کر یوں پوچھا بیٹے تم زندہ ہو؟ آپ دیکھتے نہیں ہم کتنے مغموم ہیں، بیٹے نے کہا مجھے معلوم تھا لیکن یہاں کچھ انڈے تھے میں ان کو سینے کے لئے مرغی کی طرح بیٹھا تھا، وہاں سے ہلنا میرے لئے ممکن نہیں تھا اور میں چوزے پیدا کرنا چاہ رہا تھا مجھے چوزے بہت پسند ہیں یہ سن کر والد گھر والوں کی طرف جھانک کر کہنے لگا، مجھے بیٹا زندہ مل گیا لیکن تم لوگ رونا دھونا بدستور جاری رکھو۔

ایک احمق اپنے بیٹے کے ساتھ سری کھا رہا تھا، اور باپ بیٹے سے زیادہ بیوقوف تھا، بیٹے نے کہا ابا جان اگر سری میں آپ کو ٹخنے ملیں تو مجھے دیجئے گا میں اس سے کھیلوں گا، باپ نے کہا تیری آنکھیں سوج جائیں دیکھتے نہیں یہ تو تلی ہوئی مچھلی ہے اس میں ٹخنے کہاں سے آئے۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ میں کوفہ گیا تو وہاں ایک بچے کو دیکھا جو دیوار کے ایک سوراخ کے پاس کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں روٹی ہے، وہ لقمہ توڑ کر دیوار کے سوراخ میں رکھتا ہے اور کھاتا ہے، میں اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ اتنے میں اس کے والد نے اسے دیکھ کر پوچھا یہ کیا کر رہے ہو، بیٹا کہنے لگا ابا جان اس گھر کے لوگوں نے سالن پکایا ہے یہاں اس کی خوشبو آرہی ہے. میں اس خوشبو سے روٹی کھا رہا ہوں، یہ سن کر باپ نے تھپڑ رسید کر کے کہا بچپن ہی سے سالن کے ساتھ روٹی کھانے کے عادی بن رہے ہو۔

ایک بیوقوف نے اپنے دوست کو دیکھ کر کہا میں نے آج تجھے بیس بار تلاش کیا اور یہ تیسری بار ہے، ایک دوسرے دوست کو دیکھ کر کہا میں آپ کو ڈھونڈتا رہتا ہوں جب آپ کو پالیتا ہوں تو آپ مجھ سے ایسے کھسک جاتے ہو جیسا کہ تم کوئی عید ارہو۔

ایک بیوقوف بیمار ہوا حکیم آیا اور اس سے حال دریافت کیا کہنے لگا مجھے برف کھانے کی چاہت ہے، حکیم نے کہا برف سے رطوبت بڑھ جائے گی اور آپ کی قوت گھٹ جائے گی، بیوقوف نے کہا میں اسے چوس کر باہر تھوک دوں گا۔

ایک شیخ مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اس وقت مؤذن تکبیر کہہ رہا تھا جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو مؤذن نے اس کی ہیبت اور سفید داڑھی دیکھ کر اس کو نماز پڑھانے کو کہا اس نے انکار کر دیا، مؤذن نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی جب مؤذن نماز سے فارغ ہوئے تو اس شیخ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا آپ نے نماز پڑھانے سے کیوں معذرت کی حالانکہ آپ کو اجر ملتا، شیخ نے کہا جب میں بے وضو ہوتا ہوں تو میں امام بن کر نماز نہیں پڑھاتا۔

عبداللہ نوفلی کہتے ہیں ایک بار مدنی نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرتا ہوں، کہ ایسی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے نہیں کی، کسی نے اس سے پوچھا اس محبت کی کیا علامت ہے؟ کہنے لگا میری یہ چاہت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابو طالب مسلمان ہوتا اور آپ کو اس سے خوشی ہوتی اور میں اس کے بدلہ میں کافر ہی مر جاتا۔

کہتے ہیں عمر ابن ھذاب کی بینائی جاتی رہی، ابراہیم بن مجاشع ان کے پاس

گئے اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے اے ابوسید بینائی جانے کا بالکل غم نہ کر اگر چہ وہ بہت قیمتی معزز سرمایہ تھا، اس لئے جب آپ میزان میں اس کا ثواب دیکھیں گے تو آپ یہ تمنا کریں گے کہ اللہ تعالی آپ کے ہاتھ پیر کاٹ دیتا اور ریڑھ کی ہڈی توڑ دیتا اور تیرے سر کو خون آلود کرتا یہ سن کر لوگ اس پر چیخے اور خوب ہنسے عمرو نے کہا کوئی بات نہیں مطلب اس کا صحیح ہے اور نیت اس کی اچھی ہے اگر چہ اس نے تعبیر میں غلطی کی۔

ایک بیوقوف اپنی ماں کے پاس جا کر کہنے لگا امی جان میرے پاس ایک حبہ (قیراط) کم دو قیراط ہیں، اسے سنبھال کر رکھو کچھ دیر بعد آ کر ماں سے وہ حبہ واپس لیا اور اس کو تولا تو لنے والے نے کہا یہ نصف دانق یعنی ایک قیراط ہے، آ کر ماں سے لڑنے لگا، اتنے میں اس کا والد آیا پوچھا والدہ سے کیوں لڑتے ہو؟ کہا میں نے اس کو ایک حبہ (قیراط) کم دو قیراط اس کو دیئے تھے اور اس نے مجھ کو نصف دانق دیا باپ نے کہا تجھے اللہ سے حیاء نہیں آتی کہ اپنی والدہ سے دو حبہ (دو قیراط) کے نقصان پر لڑتے ہو۔

ایک احمق نے اپنے غلام سے کہا جب ہم طبیب کے پاس سے گذریں تو مجھے میری ڈاڑھ کا درد یاد دلانا تا کہ میں حکیم سے اس کی دواء پوچھ لوں غلام نے کہا میرے آقا اگر آپ کے ڈارھ میں درد ہوگا تو وہ درد آپ کو خود یاد دلا دے گا۔

ایک احمق کی عادت تھی کہ جب غصہ آتا تو وہ کہتا اللہ المستعین (اللہ ہی مدد مانگنے والا ہے)۔

ایک احمق ایک مریض کے پاس جا کر کہنے لگا لوگو جب تم مریض کو اس

حالت میں دیکھو تو اس سے اپنے ہاتھ دھولو۔

ایک احمق نے والی کو یوں دعا دی اللہ تیرے لئے سعادت لکھے اور تیرے دشمن کو تیرے مقابلہ میں دو چند کرے۔

کثیر سے کسی نے کہا لوگ آپ کے بارے میں کہتے ہیں کہ تم دجال ہو اس نے کہا خدا کی قسم اگر آپ لوگ یہی کہتے ہو تو چند دن سے میں بھی اپنی آنکھ میں کمزوری محسوس کر رہا ہوں یعنی (کانا ہوتا جا رہا ہوں)۔

کہتے ہیں ایک دن ابوالنجم نے دو گوز مارے اس کو خوف ہوا کہ کہیں اس کی بیوی نے اس کی آواز نہ سنی ہو، چنانچہ اس نے بیوی سے پوچھا آپ نے کچھ سنا ہے؟ بیوی نے کہا نہیں میں نے ان دونوں میں سے کچھ نہیں سنا، ابوالنجم نے کہا تجھ پر خدا کی لعنت ہو پھر تجھ کو کس نے بتایا کہ وہ دو تھے۔

کہا کہ میں بخار اور درد سر میں مبتلا ایک شخص کو دیکھا کہ کھجور کھا رہا ہے اور گٹھلیاں جمع کر رہا ہے میں نے کہا تیرا ناس ہو اس حالت میں کھجور کھا رہے ہو کہنے لگا اے میرے آقا میری ایک دودھ والی بکری ہے اس کے لئے گٹھلیاں نہیں ہیں تو میں باوجود ناگواری کے یہ کھجور کھا رہا ہوں تا کہ اس کے لئے گٹھلیاں جمع کروں، میں نے کہا اس کو گٹھلی سمیت کھجور کھلا دو کہنے لگا اس طرح جائز ہے؟ میں نے کہا ہاں، کہنے لگا خدا کی قسم آپ نے مجھ سے مصیبت ہٹا دی، لا الہ الا اللہ کیا ہی بہتر علم ہے۔

گھوڑ دوڑ کے مقابلہ میں ایک گھوڑا جیت گیا، ایک شخص فرط خوشی سے تکبیر کہتا اور اچھلتا جا رہا تھا پاس کھڑے شخص نے اس سے پوچھا یہ گھوڑا آپ کا ہے؟ کہا نہیں لیکن اس کی لگام میری ہے۔

قبیصہ بن المھلب نے ایک ٹڈی اڑتی دیکھی تو اہل مجلس سے کہا اس سے تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ میری موت کی نشانی ہے۔

ایک احمق ایک شخص کے بھائی کی تعزیت یوں کر رہا تھا: ''اللہ آپ کو بڑا اجر دے اور تیرے بھائی پر رحم فرمائے اور یاجوج ماجوج کے سوال کے وقت اس کی امداد فرمائے،، حاضرین ہنسے اور اس سے پوچھا تیرا ناس ہو کیا لوگوں سے یاجوج ماجوج قبر میں سوال کرتے ہیں؟ کہنے لگا اللہ تعالیٰ ابلیس پر لعنت کرے میں ہاروت ماروت کہنا چاہ رہا تھا لیکن ابلیس نے یاجوج ماجوج زبان سے نکال دیا۔

ایک عورت کا انتقال ہوا شوہر نے اس کے لئے چھوٹا کفن خریدا غسل دینے والی نے کہا کفن چھوٹا ہے شوہر بولا پیروں میں موزے پہنا دو۔

ایک قاص (پیشہ وار واعظ) نے اپنے وعظ میں کہا جب قیامت کا دن ہوگا تو جہنم سے ایک سر نکلے گا جو یوں ہوگا اور یوں ہوگا، مجلس میں ایک شخص خوف سے کانپ رہا تھا واعظ نے کہا تجھے کیا ہوا کیا آپ اللہ کی قدرت کا انکار کرتے ہو؟ اس نے کہا نہیں بلکہ میں حجام ہوں اگر یہ سر منڈوانا میرے ذمے لگا دیا گیا، تو میں کیا کروں گا

ایک بیوقوف نے سنا کہ عاشورہ (دس محرم) کا روزہ سال بھر کے روزے کے برابر ہے تو اس نے ظہر تک رکھا اور پھر روزہ توڑ کر کہنے لگا میرے لئے چھ مہینے ہی کافی ہیں۔

ایک شیر نے قافلہ پر حملہ کیا قافلہ والوں میں سے ایک شخص نے شیر کو دیکھا تو زمین سے چمٹ گیا شیر آ کر اس پر سوار ہو گیا قافلے والوں نے یکبارگی شیر پر حملہ کر کے اسے چھڑا لیا، ساتھیوں نے اس سے پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگا کچھ نہیں مجھے کوئی

تکلیف نہیں ہوئی صرف شیر نے میری شلوار کو خراب و نجس و ناپاک کر دیا ہے (جب کہ خود اس کا فضلہ خارج ہو گیا تھا)۔

ایک احمق حمام میں داخل ہوا اس وقت حمام کو دھونی دی جا رہی تھی احمق نے اسے غبار سمجھ کر نگران سے کہا میں نے کئی بار آپ سے کہہ رکھا ہے کہ میرے داخل ہونے کے دن حمام کو غبار آلود مت کیا کرو۔

ابوعطوف کے بیٹے کا انتقال ہوا گورکن سے کہا میرے بیٹے کو بائیں کروٹ لٹا دو اس سے کھانا جلدی ہضم ہوتا ہے۔

ایک شخص لوگوں کے ساتھ جنازے میں نکلا وہاں میت کے بھائی کو دیکھ کر کہنے لگا میت یہ ہے یا اس کا بھائی؟۔

مامون نے محمد بن عباس سے پوچھا اہواز میں ہمارے غلے اور نرخ کے کیا حال ہیں؟ اس نے کہا امیر المومنین کا سامان بازار میں رکا ہوا ہے، اور امام جعفر کا مال سستا ہے یہ سن کر مامون نے کہا دفع ہو جاؤ تجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

لقمان بن محمد نے چمڑے کا کوٹ خریدا کہا میرے خیال میں اس کے بال چھوٹے ہیں کیا خیال ہے؟ یہ بال اگ کر بڑے ہو جائیں گے۔

— بوالعیناء کہتے ہیں میں حمص میں تھا میرے پڑوسی کی بیٹی مر گئی میں نے اس سے پوچھا کتنی عمر کی تھی؟ کہنے لگا مجھے معلوم نہیں البتہ یہ پسوؤں کے دنوں میں پیدا ہوئی تھی۔

اصمعی کہتے ہیں میں نے ایک آدمی سے پوچھا آپ کہاں تھے؟ اس نے کہا میں فلاں کے بیٹے کے جنازے میں گیا تھا، میں نے پوچھا یہ اس کا کون سا بیٹا

تھا، کہنے لگا اس کے دو بیٹے تھے ان میں درمیانے والا کا انتقال ہوا۔

ثمامہ کہتے ہیں میرے پاس ایک شخص آ کر بیٹھا کہنے لگا گزشتہ رات میں نے دیکھا کہ امیر المومنین آپ سے سرگوشی کر رہے تھے، اور آپ میری طرف دیکھ رہے تھے خدا کی قسم ضرور بتائیے امیر المومنین نے آپ سے میرے متعلق کیا کہا؟

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مغفل نے کتے کو پکڑ کر اس کو منہ سے کاٹا (یعنی اس پر چک لگایا) اور رکہا اس کتے نے چند دن پہلے مجھے کاٹا تھا اور میں نے چاہا کہ میں اس کہنے والے کی مخالفت کروں۔

شاتمنی عبد بنی مسمع　　فصنت عنه النفس و العرضا

ولم اجبه لاحتقاری له　　ومن یعض الکلب إن عضا

ترجمہ:......بنی مسمع کے غلام نے مجھے گالی دی میں نے اس سے اپنے نفس وعزت کو بچالیا اس کو حقیر سمجھ کر میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا، اور کون کتے کو کاٹتا ہے اگر کتا اسے کاٹے)۔

ایک مغفل سے کہا گیا تیرا گدھا چوری ہوا، کہنے لگا اللہ کا شکر ہے کہ میں اس پر سوار نہیں تھا (ورنہ مجھے بھی چور لے جاتے)۔

ایک شخص نے کنویں میں دیکھا تو اسے اپنا چہرہ دکھائی دیا ماں کے پاس دوڑ کر آیا، امی جان کنویں میں چور ہے ماں آئی اور کنویں میں جھانک کر کہنے لگی جی ہاں خدا کی قسم اس کے ساتھ ایک کنجری بھی ہے۔

ایک شخص کے سامنے کسی شخص کا تذکرہ ہوا کہنے لگا وہ بہت برا آدمی ہے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چلا؟ کہنے لگا اس نے ہمارے گھر والوں کے ساتھ بدتمیزی کی

ہے پوچھا کس کے ساتھ کی، کہنے لگا میری ماں کے ساتھ اللہ اس کو حفاظت میں رکھے۔

ایک بیوقوف سے سن پیدائش پوچھا گیا، اس نے کہا میں نصف رمضان میں چاند نظر آتے ہی عید کے تین دن کے بعد پیدا ہوا ہوں، اب جیسے چاہو حساب لگالو۔

ایک مغفل نے اپنے والد کی طرف خط میں لکھا ''میں آپ کو یہ خط بروز جمعہ جمادی الاوسط کی چوالیس (۴۴) تاریخ کو لکھ رہا ہوں، اور میں آپ کو خبردار کرتا ہوں، کہ میں ایسی بیماری سے بیمار ہوا تھا کہ اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو اس سے مر جاتا، خط پڑھ کر باپ نے کہا تیری ماں کو تین طلاق، اگر تو مر جاتا تو میں تجھ سے کبھی بات نہ کرتا۔

ایک بیوقوف نے یوں دعا مانگی، اے اللہ مجھے پانچ ہزار درہم عطاء فرمائیں اس سے ڈھائی ہزار صدقہ کردوں گا، اگر آپ کو بھروسہ نہیں ہے تو تین ہزار درہم دے کر باقی روک دے اگر میں نے صدقہ دیا تو باقی دیدینا، ورنہ جس پر چاہیں آپ صدقہ کردیں۔

ایک بیوقوف گھر سے نکلا اس کے ساتھ بچہ تھا جو سرخ قمیص پہنے ہوئے تھا اور بچے کو کندھے پر اٹھا کر بھول گیا، جس کو دیکھتا اس سے پوچھتا آپ نے سرخ قمیص والا بچہ دیکھا ہے، ایک شخص نے اس سے کہا شاید وہ بچہ یہی ہو جو آپ کے کندھے پر ہے اس نے سر اٹھا کر دیکھا اور بچہ کو تھپڑ رسید کر کے کہا میں نے تجھے نہیں کہا کہ جب تو میرے ساتھ چلے تو مجھ سے جدا نہیں ہونا۔

ایک مغفل جامع مسجد کا مینار دیکھ کر کہنے لگا ان لوگوں نے کیا ہی لمبا مینار تعمیر کیا ہے، یہ سن کر دوسرے بیوقوف نے کہا چپ ہو جا جاہل کہیں کے، کیا دنیا میں تو نے اتنا لمبا آدمی دیکھا ہے؟ یہ تو انہوں نے پہلے زمین پر بنایا ہے اور پھر کھڑا کیا ہے۔

کہتے ہیں میں نے ایک لمبی داڑھی والے کو دیکھا گدھے پر سوار ہے اور اس کو مار رہا ہے میں نے کہا نرمی کرو جانور ہے کہنے لگا جب اس میں چلنے کی طاقت نہیں تھی تو یہ گدھا کیوں بنا۔

ایک مصری اور یمنی مقابلہ تفاخر کر رہے تھے، مصری نے کہا خدا کی قسم یمنی تو ہلاک تھے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے نہ ہوتے، اور نہ ہی یمنی لوگ جنت میں داخل ہوتے یمنی نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو ابن المھلب اور اس کی اولاد بذریعہ جنگ تلوار کی طاقت کے زور پر جنت میں جاتے۔

ایک مغفل نے یوں دعا مانگی اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے جو آپ کو معلوم ہیں اور وہ گناہ بھی جو آپ کو نہیں معلوم۔

ایک احمق سفر سے واپس آیا ایک شخص نے پوچھا کب آئے؟ کہنے لگا ''غدا'' (یعنی آئندہ کل) اس شخص نے کہا اگر آپ آج آئے ہوتے تو میں آپ سے کسی اور انسان کے متعلق سوال کرتا، اچھا یہ بتاؤ اب کب جاؤ گے؟ کہنے لگا امس (یعنی گزشتہ کل) اس نے کہا اگر اس وقت تو مجھے ملتا تو میں تجھے ایک خط دیتا۔

ایک ادیب کا ایک بیوقوف بیٹا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ باتونی بھی بہت تھا، ایک دن باپ نے اس سے کہا بیٹا اگر آپ مختصر بات کریں، تو اچھا ہے اس لئے کہ آپ کی گفتگو غلطی سے خالی نہیں ہوتی، بیٹے نے کہا ابا جان ایسا ہی کروں گا، ایک دن باپ کے پاس آیا، باپ نے پوچھا بیٹا کہاں سے آئے؟ کہنے لگا ''من سوق'' بازار سے، باپ نے کہا یہاں مختصر مت کرو بلکہ الف لام بڑھا دو کہنے لگا ''من الف لام سوق'' باپ نے کہا اس میں کیا حرج ہے اگر آپ ''من السوق'' کہیں خدا کی قسم آپ نے تو

اختصار کو اور طول دیدیا، ایک دن اسی بیٹے نے باپ سے کہا" یا آبت اقطع لی جباعہ" اباجان میرے لئے جباعہ بنادو باپ نے پوچھا جباعہ کون سا کپڑا ہے؟ کہنے لگا کیا آپ نے مجھے نہیں کہا کہ مختصر بات کیا کرو، جباعہ یعنی جبہ اور قمیص بناؤ۔

ایک مغفل نے آدھا گھر خریدا ایک دن کہنے لگا میں نے عزم کیا ہے اس آدھے گھر کو بیچ کر اس کی قیمت سے باقی آدھا گھر خریدلوں اس طرح پورا گھر میرا ہو جائے گا۔

ایک مغفل نے ایک شخص کی بیٹی کے انتقال پر تعزیتی خط لکھا" جناب عالی مجھے آپ کی مصیبت کی اطلاع ملی لیکن یہ کوئی مصیبت نہیں ہے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی ایک بیٹی مرجائے اس کو اتنا اجر ملتا ہے، جتنا کہ خدا کی قسم اس کے جانے پر نقصان ہوا ہے، اور جس کے دو بیٹیاں مرجائے تو اس کو اتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ دوبارہ نقصان پر، دوسری بات یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مرچکی ہیں تو تیری یہ مختونہ شرمگاہ والی بیٹی کون ہے جو نہ مرتی۔ (استغفراللہ)

محمد بن ابی سلیم الجانب نے ابوالحسن طیوری سے سنا ہے کہ اس نے ایک ادیب سے عربی سیکھنے کی درخواست کی، ادیب نے اس کو سکھایا کہ جب آپ کسی کے ہاں جائیں تو اس کو یہ کہئے انعم اللہ صبا حك (صبح بخیر ہو) تو بسا اوقات وہ دن کے آخری حصہ میں بھی جا کر کہتا" انعم اللہ صباحك" تو لوگ سن کر ہنستے۔

قاضی القضاۃ ماوردی نے کہا میں ایک مجلس میں اپنے ساتھیوں کو پڑھانے میں مصروف تھا اتنے میں ایک شیخ آئے جو تقریبا اسی سال کے تھے، مجھ سے کہنے لگا

میں ایک مسئلہ میں حاضر ہوا ہوں، جس کے حل کے لئے میں نے آپ ہی کا انتخاب کیا ہے، میں نے کہا وہ کیا مسئلہ ہے؟ میرا خیال تھا کہ شاید کوئی بہت بڑا حادثہ پیش آیا ہوگا جس کے بارے میں یہ پوچھ رہا ہے لیکن اس نے پوچھا اے شیخ مجھے نجم ابلیس اور نجم آدم بتائیے، یہ دونوں کیا ہیں؟ کیونکہ ان دونوں کے متعلق مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے علماء دین سے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے، اس کے اس سوال سے حاضرین مجلس تعجب میں پڑ گئے، ایک جماعت نے تو انکار کیا اور اس کا مذاق اڑانے لگے لیکن میں نے انکو روک دیا کہ بھائی اس جیسا شخص اسی قسم کے جواب سے خاموش اور خوش ہوتا ہے جو اس کے مذاق کے مطابق ہو، چنانچہ میں نے ان سے کہا بات یہ ہے کہ لوگوں کے ستارے ان کی تاریخ ولادت ہی سے معلوم ہوتے ہیں لہذا اگر آپ کو ایسا ہی آدمی ملے جس کو تاریخ ولادت آدم وابلیس معلوم ہو تو انہیں سے نجم بھی پوچھ لینا، یہ سن کر اس نے کہا: جزاك الله خيرا اور خوش ہو کر لوٹا، کچھ دن کے بعد پھر آیا اور کہنے لگا مجھے ابھی تک ایسا آدمی نہیں ملا جس کو ان دونوں کی تاریخ ولادت معلوم ہو۔

فضل بن عبداللہ سے پوچھا گیا آپ شادی کیوں نہیں کرتے کہنے لگا میرے والد نے ایک لونڈی مجھے اور میرے بھائی کو دی ہے (وہ کافی ہے) لوگوں نے کہا تیرا ناس ہو ایک لونڈی تجھے اور تیرے بھائی کو دی ہے؟ کہنے لگا آپ کو کیا تعجب ہے اس سے، وہ ہمارے فلاں پڑوسی کی تو دو لونڈیاں ہیں۔

ابوالعنبس کہتے ہیں میں کسی کام کے سلسلہ میں ایک راستہ سے گذر رہا تھا کہ سامنے سے ایک عورت آکر کہنے لگی آپ کو رغبت ہے کہ میں لڑکی سے آپ کی شادی کراؤں اور آپ کا اس سے بچہ پیدا ہو، میں نے کہا جی ہاں کہنے لگی پھر آپ اس

بچے کو مکتب میں داخل کریں گے وہ چھٹی کے بعد کھیلتے ہوئے چھت پر چڑھے گا اور گر کر مرے گا اور وہ پھر اس پر واویلا کرے گی اور گھبرائے گی اور چیخے گی اس کی ان باتوں سے میں سمجھ گیا یہ پگلی ہے، اور میں وہاں سے بھاگا، وہاں دروازے پر کھڑے ایک شیخ نے مجھ سے کہا پیارے تجھے کیا ہوا؟ میں نے اس کو پورا قصہ سنایا، قصہ سنانے کے بعد جب میں نے نوحہ اور چیخنے کا ذکر کیا تو شیخ نے اس کو بہت برا سمجھا اور کہا بھائی جب کسی عورت کا بچہ مرتا ہے تو وہ ضرور روتی ہے، چنانچہ وہ شیخ اس عورت سے بھی بڑا جاہل اور احمق نکلا۔

ایک شخص نے ایک آدمی سے کہا میں نے آپ کے والد کو خواب میں دیکھا اس کے کپڑے میلے تھے، اس نے کہا کل تو ہم نے اس کو چار نئے کپڑوں میں کفنایا ہے، یہ تو مناسب نہیں کہ اتنی جلدی اس کے کپڑے میلے ہو جاتے۔

ایک موصلی سے کسی نے پوچھا تمہارے اور فلاں جگہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ کہنے لگا، جانے والے کے لئے تین میل اور آنے والے کے حساب سے دو میل ہے۔

ثمامہ نے اپنے دربان سے کہا میں نے جس کام کو تجھے کہا ہے جلدی کر گزر کیوں کہ دن چھوٹے ہو گئے ہیں دربان نے کہا میرے آقا خدا کی قسم رات بھی تو اس طرح چھوٹی ہو چکی ہے۔

ایک مغفل نے دعا مانگی، اے اللہ میری والدہ، میری بہن میری بیوی کی مغفرت فرما کسی نے اس سے کہا والد کو کیوں چھوڑا کہنے لگا میں بچہ تھا وہ انتقال کر گیا تھا میں نے اسے نہیں پایا۔

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں میں نے ایک آدمی سے پوچھا اس مہینے کے کتنے دن باقی ہیں؟ اس نے مجھے دیکھا پھر کہا خدا کی قسم میں اس شہر کا رہنے والا نہیں ہوں اس لئے مجھے پتہ نہیں۔

ابو العباس کہتے ہیں میں نے ایک لمبی داڑھی والے شخص سے پوچھا آج کونسا دن ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم مجھے پتہ نہیں، میں یہاں کا باشندہ نہیں ہوں میں تو دیر العاقول کا ہوں۔

ایک مغفل کے گھر کے چھت کی لکڑی ٹوٹ گئی، وہ اس طرح کی لکڑی خریدنے گیا دوکاندار نے پوچھا کتنی لمبی چاہیۓ؟ کہنے لگا سات بائی آٹھ۔

ایک مغفل نے کہا رات کو میرے یہاں بچہ پیدا ہوا میں نے اس کا نام خالہ کے نام پر رکھ دیا ہے ایک مغفل کو مصیبت پہنچی، لوگوں نے کہا اعظم اللہ اجرک اللہ تجھے بڑا اجر دے اس نے کہا سمع اللہ لمن حمدہ.

جاحظ کہتے ہیں [illegible] میں گلیوں میں گھوم رہا تھا میں نے ایک ہیبت ناک شیخ کو دیکھا جو گھر کے دروازہ پر بیٹھا تھا، ایک طرف سے چیخ کی آواز آ رہی تھی، میں نے پوچھا چچا جان یہ چیخنے کی آواز کس کی آ رہی ہے؟ کہنے لگا یہ ایک آدمی نے پچھنے لگوائے تو لگانے والے نے شاذروان سے تجاوز کی جس سے وہ آدمی مر گیا، حالانکہ وہ شریان کہنا چاہ رہا تھا (شریان وہ متحرک رگیں ہیں جن میں خون دوڑتا ہے)

حجاج بن ہارون نے اپنے ایک محبوب دوست سے کہا اللہ لک مائق خدا کی قسم میں آپ کے لئے بیوقوف ہوں۔ حالانکہ (وامق) پیار کرنے والا کہنا چاہ رہا تھا۔

ایک شخص نے ایک حاکم کے پاس گواہی دیتے ہوئے کہا میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے (یہ کہتے ہوئے آنکھوں کی طرف اشارہ کیا) اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے (اور اپنی کانوں کی طرف اشارہ کیا) کہ ایک آدمی آیا اور اس نے گردن پر زور سے مارا (اشارہ اپنی سینے کی طرف کیا) اور برابر اس کی کوکھ پر مارتا رہا (اور اشارہ سر کی طرف کیا) یہ سن کر والی نے اس سے کہا آپ کے بارے میں میرا گمان ہے کہ آپ نے کتاب خلق الانسان (انسانی بناوٹ پڑھی) کہنے لگا جی ہاں میں نے اصمعی سے پڑھی ہے۔

ایک مغفل سے کہا گیا فلاں آپ کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہنے لگا اللہ اور فرشتے اس کو پوچھیں۔

ایک مغفل قاضی کے پاس گیا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا

(اعد منی اللہ القاضی مات فلان والذی ماخلقوا بعدی سواھم وھو ذایظلمون إخوتی نسیاتی تسعة وھم واحد وکل یوم یجعلون عما متی فی عنق القاضی یجرونه إلی

ترجمہ:......(اس عبارت میں غور فرمائیے کتنی اغلاط کا پلندہ ہے) اللہ مجھے قاضی کا محتاج بنائے فلاں کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے پیچھے ان کے سوا کوئی نہ چھوڑا اور میرے بھائی مجھ پر ظلم کر رہے ہیں ہمارے رشتے داروں میں اور وہ لوگ ایک ہیں وہ لوگ ہر دن قاضی کی گردن میں میری پگڑی ڈال کر میری طرف کھینچ کر لاتے ہیں، قاضی نے کہا ممتحن میرے علاوہ کوئی نہیں۔

ابولعنبس کہتے ہیں ایک شخص کشتی میں میرا ساتھی بنا میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں ؟ کہنے لگا میں شامی ہوں ، میرے دادا منصور علی بن ابی سالم شاعر الامبار کے دوستوں میں سے تھے اوران لوگوں میں سے تھے جنہوں نے واقعہ فاروق میں ابی سالم ابن یسار کے ساتھ درخت کے نیچے بیعت کی تھی جن دنوں میں حجاج بن یونس نے نہروان میں فرات کے کنارہ میں ابوالسرایا کے ساتھ جنگ کی تھی یہ سن کر ابو العنبس نے کہا میں حیران ہوں کہ آپ کی کس چیز پر حسد کروں انساب سے واقفیت پر یا تاریخی بصیرت پر؟ ۔ یا خبر و سیر پر۔

ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کے بیٹے کے انتقال پر اس کی تعزیت کی اس نے جواب میں کہا اللہ ہمیں آپ کی مکافات نصیب کرے حسد بن یسار کہتے ہیں میں نے ایک مغفل سے کہا فلاں آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتا کہنے لگا خدا کی قسم اگر میں میں ہوتا اور میں اس شخص کا بیٹا ہوتا جس سے میں ہوں تو میں میں ہوتا میں اس سے ہوتا جس سے میں ہوں اور یہ کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ میں میں ہوں اور میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس سے میں ہوں۔

ایک احمق نے ایک قوم سے موت اوراس کی تکالیف کا تذکرہ سنا مغفل نے کہا اگر موت میں صرف آپ ہوتے تو آپ میں اس کی طاقت نہ ہوتی کہ میری ہتھیلی سے سانس نکال لیتے۔

ثمامہ نے اپنے خادم سے کہا بازار جا اور فلاں فلاں چیز لے کر آ خادم نے کہا میرے آقا میں اونٹنی ہوں میرے گھٹنوں میں دماغ نہیں ہے، ثمامہ نے کہا اور نہ ہی تیرے سر میں دماغ ہے۔

ایک اندھے کو دیکھا گیا راستہ میں چلتے ہوئے کہہ رہا ہے "یا منشئ السحاب بلا مثال" اے بادلوں کو پیدا کرنے والے بغیر نمونہ کے۔

ایک شخص معتضد کے پاس آ کر کہنے لگا اے امیر المومنین فلاں گورنر نے مجھ پر ظلم کیا ہے امیر المومنین نے پوچھا فلاں سے کون مراد ہے کہنے لگا خدا کی قسم میں اس کا نام نہیں جانتا البتہ اس کے دائیں رخسار پر گوشت کم ہے یا اس پر مارنے کے نشانات ہیں یا تھپڑ لگنے کے نشانات ہیں یا جینے کے نشانات ہیں یا میخ کے نشانات ہیں، یا اس کے بائیں رخسار میں ہے اس کا ایک غلام تھا جس کا نام جریر ہے یا نجم ہے البتہ اس کے نام میں طا ہے یا لام ہے یہ سن کر معتضد ہنس پڑا اور کہنے لگا یہ شخص موسوس (وسوسے کا نفسیاتی مریض) معلوم ہوتا ہے یعنی بے تکی باتیں کرتا ہے پھر وہ شخص کہنے لگا جو چاہو مجھ سے پوچھو میں جواب دونگا معتضد نے پوچھا تیری کتنی انگلیاں ہیں؟ کہنے لگا تین پیر ہیں یہ سن کر معتضد نے اس کو نکالنے کا حکم دیا کہنے لگا افسوس میں یہ نہ کہتا جب میں داخل ہوا اس کا حجرہ عید کے دن کھول دیا گیا تھا تاکہ اس میں اخروٹ ڈالدیا جائے معتضد نے حکم دیا کہ اس کے گھر تک کھانا اور انعام لیکر پہنچادو۔

ایک مغفل لیٹرین میں داخل ہوا اس نے شلوار کھولنے کا ارادہ کیا تو اس کے بجائے قمیص کے بٹن کھول دئے اور شلوار میں فضلہ خارج کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اہل حمص کی ایک جماعت نے اعضاء رئیسہ کے فوائد کا تذکرہ چھیڑا کہنے لگے کان سونگنے کے لئے ہیں، منہ کھانے کے لئے ہے، زبان بولنے کے لئے ہے، پھر ان دو کانوں کا کیا فائدہ؟ چنانچہ وہ اس معمہ کو حل نہ کر سکے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اس کے متعلق قاضی سے پوچھیں گے، چنانچہ قاضی کے پاس گئے

اس وقت قاضی صاحب مصروف تھے، یہ لوگ اس کے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئے وہاں ایک درزی تھا جو دھاگے لپیٹ کر کان کے پیچھے رکھ لیتا تھا، یہ دیکھ کر یہ لوگ پکار اٹھے کہ ہم قاضی کے پاس جس مسئلہ کے لئے آئے تھے وہ اللہ نے یہیں حل کر دیا اب پتا چلا کہ کان دھاگے رکھنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، چنانچہ اس استفادہ پر وہ خوشی خوشی واپس لوٹ آئے۔

جاحظ کہتے ہیں میں حمص میں تھا وہاں ایک بکری گزری جس کے پیچھے اونٹ چل رہا تھا، وہاں ایک شخص نے اپنے ساتھی سے پوچھا یہ اونٹ اس بکری کا بچہ ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ اونٹ یتیم ہے اور اس بکری کی پرورش میں ہے۔

ہشام بن عبدالملک کے سامنے فوج پیش کی گئی، ایک حمصی شخص گھوڑا لیکر آیا جب اس کو پیش کیا تو وہ بدکنے لگا ہشام نے کہا یہ کیوں بدکتا ہے؟ حمصی نے کہا میرے سردار یہ بہترین گھوڑا ہے البتہ اس نے آپ کو نال لگانے والا سمجھا جو اس کے پیروں میں نال لگاتا تھا، اس لئے بدک گیا۔

اہل حمص نے ایک عقلمند کامل شیخ کو اس کے معروف العقل والکمال بیٹوں کے ساتھ ہارون الرشید کے پاس ایک ظلم کے مسئلہ میں وفد کی صورت میں بھیجا جب یہ باپ بیٹے دروازہ پر پہنچے تو ہارون الرشید نے اندر آنے کی اجازت دیدی شیخ نے داخل ہوتے ہی کہا (**السلام علیک یا ابا موسی**) ہارون الرشید سمجھ گیا یہ احمق ہے، اور اس کو بیٹھنے کا حکم فرمایا، پھر ہارون الرشید نے فرمایا میرا خیال ہے کہ آپ نے علم حاصل کیا ہے، اور علماء کی صحبت میں رہے ہیں؟ شیخ نے کہا جی ہاں اے ابوموسی پھر پوچھا آپ کس عالم کی صحبت میں رہے ہیں بولا اپنے والد کی، پوچھا وہ عذاب قبر کے

متعلق کیا کہتے تھے، شیخ نے کہا وہ عذاب قبر کو برا سمجھتے تھے، یہ سن کر ہارون الرشید اور حاضرین مجلس ہنسے۔ پھر پوچھا اے شیخ آپ کے علم کے مطابق یہ سمندر کس نے کھو دے ہیں؟ شیخ تو چپ رہا لیکن اس کے ایک بیٹے نے کہا یہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے کھودے ہیں، جس وقت ان کے لئے سمندر میں راستہ بنایا گیا تھا، ہارون الرشید نے پوچھا اس کا ملبہ کہاں گیا، دوسرا بیٹا بولا وہ ملبہ یہ پہاڑ ہیں چنانچہ شیخ اپنے بیٹوں کے ان جوابات سے بہت خوش ہو کر کہنے لگا خدا کی قسم یہ علم میں نے ان کو نہیں سکھایا یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے، اور ہم اس پر اللہ کے شکر گزار ہیں۔

ہارون الرشید کے پاس تین حمصیوں کا وفد آیا جب ایک داخل ہوا تو وہ ہارون الرشید کے سر کے پاس کھڑے غلام کو لونڈی سمجھ کر کہنے لگا **السلام علیک یا ابا الجاریہ** چنانچہ اس کو گردن سے مار کر نکال دیا گیا، دوسرا داخل ہو کر کہنے لگا **السلام علیک ابا الغلام** اس کو بھی مار کر نکال دیا گیا، تیسرا داخل ہو کر کہنے لگا **السلام علیک یا امیر المومنین** امیر المومنین نے اس سے پوچھا آپ ان دو احمقوں کے ساتھ کیسے آئے؟ اس نے کہا امیر المومنین آپ کو اس سے تعجب نہیں کرنا چاہئے، اس لئے کہ جب انہوں نے آپ کو اس لباس میں دیکھا اور آپ کی لمبی داڑھی دیکھی تو ان کو یوں لگا کہ آپ ابوفلاں ہیں، ہارون الرشید نے کہا ان سب کو نکالدو اللہ اس شہر کو تباہ کر دے جس کے یہ شہری اور نمائندے ہیں۔

کہتے ہیں میں نے ایک لمبی داڑھی والے شخص کو دیکھا جو ایک واعظ کی مجلس میں کھڑا تھا واعظ اس وقت عثمان بن عفان کی شہادت کا واقعہ سنا رہا تھا، جب وہ فارغ ہوا تو یہ شخص کہنے لگا میں تجھ سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں آپ نے منصور بن عمار کا کیا

بہترین کلام روایت کیا ہے۔

جاحظ کہتے ہیں میں نے مسجد میں (براداان کے پل پر) ایک لمبی داڑھی والے شخص کے پاس سے گزرا ایک عورت اس سے ایک چیز مانگ رہی تھی جو اس کے پاس تھی، وہ عورت سے کہہ رہا تھا، اللہ تجھ پر رحم کرے تیرا سامان میرے پاس آچکا ہے البتہ فرصت کی ضرورت ہے اور تم تو جلدی کی وجہ سے ہوا پر چل رہی ہو۔

ابو حاتم کہتے ہیں ابو عبیدہ نے ایک شخص سے ایک آدمی کے متعلق پوچھا، اس نے کہا مجھے اس کا نام معلوم نہیں، اس کے ایک دوسرے ساتھی نے کہا میں اس کے نام سے خوب واقف ہوں، اس کا نام خراش، خداش، یا ریاش، یا کچھ اور ہے

ایک دن عبادہ اپنے گھر سے نکل کر بازار جانے لگے راستہ میں لمبی داڑھی والے شیخ کو دیکھا کہ جب بھی کوئی بات کرے تو فوراً داڑھی کو پکڑ کر کبھی جیب میں گھسائے اور کبھی گھٹنوں کے نیچے دبائے، عبادہ نے کہا اے شیخ آپ نے اتنی بڑی داڑھی کیوں رکھی ہے؟ کہنے لگا تیرا کیا خیال ہے میں اسے نوچ کر تیری داڑھی کی طرح بنادوں، عبادہ نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "قد افلح من زکاھا وقد خاب من دساھا" (یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس کو پاک کرلیا، اور نامراد ہوا جس نے اس کو دبایا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا "احفو الشارب واعفو اللحی" اس میں "اعفو اللحی" کا مطلب ہے کہ داڑھی کا اثر بھی باقی نہ رہے ایسی صاف کردو، شیخ نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا ہے، اب میں ایسی بناؤں گا جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے، چنانچہ اس نے داڑھی صاف کی اور اپنی دوکان پر بیٹھ گیا اب جو بھی اس کو دیکھتا تو اس کے بارے پوچھتا کہ یہ کیا کیا؟ تو شیخ اس کو قرآن

کی مذکورہ آیت اورحدیث سناتے (کہ میں نے اس کی تعمیل کی ہے)۔

ایک بیمار سے پوچھا گیا کیا حال ہے؟ کہنے لگا میں بیماری میں ہوں، پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ کہنے لگا کیا تندرست کو یہ نہیں کہا جاتا ہے اس پر بیماری نہیں ہے کہا، جی ہاں، کہنے لگا تو پھر میں یہی تو کہتا ہوں کہ میں بیمار ہوں۔

ایک شخص سے کہا گیا آپ کے پاس بہت مال ہے، تیری صرف ایک بوڑھی ماں ہے اگر تو مر جائے تو وہ تیری وارث بن جائے گی اور تیرا مال ختم کر دے گی، بیٹے نے کہا وہ میری وارث نہیں بن سکتی، پوچھا کیسے نہیں بن سکتی، کہنے لگا میرے والد نے موت سے قبل اس کو طلاق دی تھی۔

ابوالاسود نے اپنے بیٹے سے کہا تیرا چچازاد بھائی شادی کرنا چاہتا ہے، نکاح آپ ہی کو پڑھانا ہے اس لئے آپ خطبہ یاد کر لیں چنانچہ بیٹا دو دن تک خطبہ یاد کرتا رہا تیسرے دن باپ نے پوچھا بتاؤ تم نے کیا یاد کیا؟ کہا میں نے خطبہ یاد کر لیا، پوچھا کیسے؟ بیٹے نے کہا سنئے میں سناتا ہوں

الحمد الله نحمده و نستعينه و نتوكل عليه و نشهد أن لا إله الا الله و أن محمداً رسول الله حي على الصلوة حي على الفلاح

یہ سن کر باپ نے کہا ٹھہریئے ابھی نماز مت کھڑی کرو تکبیر مت کہو) میرا وضوء نہیں ہے۔

ایک شخص نے اپنا بیٹا معلم کے حوالہ کیا، کچھ مدت بعد والد نے پوچھا آپ نے کچھ حساب بھی سیکھا ہے؟ بیٹے نے جواب دیا جی ہاں، والد نے کہا پچاس اور

پچاس کتنے ہوئے؟ بیٹے نے کہا چالیس، والد نے کہا اے منحوس پچاس کے پچاس بھی حاصل نہ ہوئے، پھر اس کو مکتب سے روک کر کہا تو کامیاب نہیں ہوسکتا۔

حامد بن عباس کا ایک دوست بیمار ہوا، اس نے عیادت کے لئے اپنے بیٹے کو بھیجنے کا ارادہ کیا بھیجتے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کی بیٹا جب وہاں داخل ہو تو اونچی جگہ پر بیٹھنا، اور مریض سے پوچھنا آپ کو کیا تکلیف ہے؟ جب وہ کہے فلاں فلاں تکلیف ہے، تو جواب میں کہنا (انشاء اللہ ٹھیک ہو جاؤ گے) پھر پوچھنا کون سے حکیم سے علاج کراتے ہو؟ جب وہ کسی حکیم کا نام لے تو کہو مبارک ہے مبارک ہے، پھر پوچھنا غذا میں کیا استعمال کرتے ہو؟ جب وہ کسی غذا کا نام لے تو کہو، اچھا کھانا ہے اچھی غذا ہے، بیٹا باپ کی نصیحت سن کر مریض کی عیادت کیلئے وہاں پہنچا تو مریض کے سامنے ایک منارہ تھا وہ اس پر بیٹھ گیا کیونکہ حسب وصیت وہ اونچی جگہ تھی، چنانچہ وہاں سے گرا اور مریض کے سینے پر جا پڑا، اور اس کو مزید تکلیف میں مبتلا کر دیا، پھر مریض سے پوچھا آپ کو کیا تکلیف ہے؟ مریض نے کہا میں مرض الموت میں ہوں، اس نے کہا انشاء اللہ بہت اچھا ہے، پھر پوچھا کون سے حکیم صاحب دواء دینے آتے ہیں؟ اس نے کہا ملک الموت اس نے کہا مبارک ہے بابرکت ہے، پھر پوچھا کون سی غذا استعمال کرتے ہو؟ مریض نے کہا مارنے والا زہر، اس نے کہا بہت مزیدار اور اچھی غذا ہے۔

ایک شخص نے اپنا بیٹا معلم کے حوالہ کر کے کہا کہ اس کو نحو اور فقہ کے علاوہ اور کچھ نہ سکھائیں معلم نے اس کو صرف دو مسئلے سکھائے ایک نحو کا ایک فقہ کا ضرب زید عمروا زید فاعل واقع ہونے کی بناء پر مرفوع ہے اور عمرو مفعول ہونے کی وجہ سے

منصوب ہے۔اور دوسرا مسئلہ فقہ کا سکھایا ایک شخص مر جائے اور اس کے ماں باپ رہ جائیں تو اس کے مال میں ماں کو ثلث (تہائی) ملے گا اور باقی پورا مال باپ کے لئے ہے۔ پھر بچے سے پوچھا یہ مسئلہ آپ کی سمجھ میں آ گیا؟ بچہ نے جواب دیا ہاں، جب گھر گیا تو باپ نے پوچھا بیٹا ضرب عبد اللہ زیدا میں کیا کہتے ہو؟ یعنی اس کی کیا ترکیب ہے؟ بیٹے نے کہا میں کہتا ہوں کہ عبداللہ اپنے فعل کی وجہ سے جیت گیا اور باپ کے لئے کچھ نہیں بچا۔

ایک مالدار تاجر کا بیوقوف بیٹا تھا، ایک دن وہ کسی دوکاندار کے پاس گیا تو چوروں نے اس کی دوکان سے صندوق چوری کر لیا جس میں بہت سارا مال سونا چاندی اور خوبصورت سامان تھا، وہ دوکان پر بیٹھ گیا اور لوگ اسے تسلی دینے لگے اور اس کے لئے نعم البدل کی دعا کر رہے تھے کہ اتنے میں اس کا بیٹا آیا لوگوں کو دیکھ کر پوچھا کیا ہوا؟ لوگوں نے قصہ بتا دیا یہ سن کر اس نے زوردار قہقہہ لگایا اور پھر کہنے لگا ہمارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوا، لوگوں نے گمان کیا شاید اس بارے میں اس کو کچھ پتہ ہو یا اس نے خود چھپایا ہو چنانچہ انہوں نے جلدی سے جا کر اس کے والد کو خوشخبری دی کہ آپ کے بیٹے نے یوں کہا باپ نے پوچھا اس معاملہ میں آپ کو کیا معلومات ہیں؟ کہنے لگا صندوق کی چابی میرے پاس ہے؟ چور اس کو کھول نہیں سکیں گے۔ باپ نے کہا خدا کی قسم مجھے تمہاری اس خوشی سے تعجب ہے۔

ایک شخص کہتا ہے کہ وہ نصر ضبعی کے پاس اس کے گھر گیا وہاں اس کے اور بیٹے کے درمیان بڑا سخت مناظرہ چل رہا تھا اور چیخ چیخ کر بولنے کی آوازیں آ رہیں تھیں، میں نے پوچھا ماجرہ کیا ہے؟ باپ نے کہا یہ کہتا ہے علی بن ابی طالب ہاشمی ہیں

اور میں کہتا ہوں نہیں بلکہ وہ علوی ہیں، آپ ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے، میں نے کہا وہ علوی ہے، آپ ان کے نام کو نہیں دیکھتے علی ہے یہ فیصلہ سن کر اس نے کہا میرے اس بیٹے کے منہ پر تھوک دو، میں نے کہا تم دونوں اس کے مستحق ہو۔

سجستان میں ایک شیخ النحو تھا اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی جب آپ بات کرنے کا ارادہ کریں، پہلے اس کو عقل سے پرکھ لو اور خوب اس میں سوچو یہاں تک کہ خوب درست ہو جائے پھر اسے ٹھیک طرح بیان کرو، سردی کے موسم میں باپ بیٹا آگ کے کنارے بیٹھ کر گرم ہو رہے تھے کہ بے خبری میں ایک چنگاری باپ کے ریشمی جبے میں جا کر گری، بیٹا دیکھ رہا تھا، بیٹا ایک گھڑی خوب سوچنے کے بعد کہنے لگا ابا جان میں کچھ کہنا چاہ رہا تھا کیا آپ کی اجازت ہے؟ باپ نے کہا آپ کو حق ہے کہئے بیٹے نے کہا مجھے کوئی سرخ چیز نظر آ رہی ہے، باپ نے پوچھا کیا؟ کہنے لگا آپ کے جبہ میں چنگاری لگی ہے، جب باپ نے اپنے جبے کو دیکھا تو اس کا ایک حصہ جل چکا تھا، باپ نے ڈانٹ کر کہا مجھے جلدی کیوں نہیں بتایا، بیٹے نے کہا آپ کے کہنے کے مطابق پہلے سوچا پھر کلام کو خوب نحوی اصولوں سے درست کیا اور کہہ دیا، چنانچہ شیخ النحو نے طلاق کی قسم اٹھائی کہ اس کے بعد کبھی بھی عام گفتگو میں نحو کا استعمال نہیں کرونگا۔

ایک شخص نے نحوی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا نحوی نے پوچھا کون ہے؟ اس نے جواب میں کہا "**انا الذی ابو عمرو الجصاص عقد طاق باب هذه الدار**" میں وہ ابوعمرو جصاص ہوں جس نے اس گھر کے دروازے میں طاقچہ لگایا۔ نحوی نے کہا (**الذی** اسم موصول کے صلہ کے لئے ہے) آپ کا کیا خیال ہے، لہذا

کامیاب لوٹ جاؤ۔

ایک عورت اپنی پڑوسن کے پاس عاریۃً تہبند مانگنے گئی کہ مجھے کسی کام سے جانا ہے آتے ہی اسی وقت واپس کردوں گی پڑوسن کہنے لگی ابھی میں نے دس بالشت چادر بنائی ہے صبر کرلو کہ میں مکمل کر کے جولاہے کو دے دوں اور اس سے فارغ ہونے پر آپ کو دیدوں گی البتہ کیل کانٹوں پر سے نہ گزرنا کیونکہ یہ چادر نئی ہے۔

ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا آج میں احمد کی قبر پر گئی تو میرے پاؤں میں کیل گھس گئی، دوسری نے پوچھا اس وقت آپ کے پیروں میں موزے تھے؟ کہنے لگی نہیں، دوسری نے کہا پھر خدا کا شکر کرو۔

ایک شخص کہتے ہیں میں بازار سے گزر رہا تھا دیکھا کہ لوگ جمع ہیں اور ایک شخص کو مار رہے ہیں میں نے پوچھا اس شخص نے کیا جرم کیا ہے؟ کہنے لگے یہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق ہیں اور وہ شخص ہیں جنھوں نے چالیس سال ایک ہی وضوء سے نماز پڑھی ہے، وہ مہاجرین اور ان انصار میں سے تھے جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی پیروی کی وہ تمام مؤمنوں کے ماموں لگتے ہیں اس لئے کہ حضرت حواء کے سگے بھائی تھے (حالانکہ یہ باتیں انتہائی بے خبری کی دلیل ہے)۔

ایک شخص کہتے ہیں میرا ایک قوم پر سے گزر ہوا جو ایک شخص کو مار رہے تھے، میں اس شخص کی طرف آگے بڑھا جو اس کی خوب پٹائی کر رہا تھا میں نے پوچھا اے شیخ اس کا ماجرا کیا ہے؟ کہنے لگا" لا تکونین منھم" آپ ان میں سے نہیں ہو یہ رافضی ہے کہتا ہے کہ آدھا قرآن مخلوق ہے اور آدھا نہیں، حالانکہ لوگوں میں آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کے بعد کوئی بہتر نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خضر علیہ السلام ہیں یہ سن کر مجھے بہت ہنسی آئی اور میں مارے ڈر کے پیچھے ہٹ گیا میں نے کہا اے شیخ اس کو اور زیادہ مارو بہت ثواب ملے گا۔

ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ میں ایک قوم پر سے گزرا جو جمع ہو کر ایک شخص کو مار رہے تھے، میں نے ایک شخص سے پوچھا جو اس کی خوب پٹائی کر رہا تھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا مجھے کوئی پتہ نہیں لیکن میں نے دیکھا کہ لوگ اسے مار رہے ہیں تو میں اللہ عز و جل سے ثواب حاصل کرنے کے لئے مارنے میں شریک ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا بازار میں انار بیچ رہا ہے اور بازار والوں کو کھلا رہا ہے اور لوگ اس سے فقہی مسائل پوچھ رہے ہیں، اس کی کنیت "ابو جعفر" تھی، عورت آئی اور مسئلہ پوچھنے لگی، اے ابو جعفر بتائے کہ مریم بنت عمران نبیہ تھی یا نہیں؟ کہا نہیں اے بیوقوف کہیں کے عورت نے پوچھا، تو پھر کیا تھی؟ ابو جعفر نے کہا وہ فرشتوں میں سے تھی۔

جاحظ کہتے ہیں میں واسط گیا اور جمعہ کے دن سب سے پہلے جامع مسجد جا کر بیٹھ گیا، میں نے ایک داڑھی والا شخص دیکھا کہ اتنی لمبی داڑھی میں نے کبھی نہیں دیکھی، وہ دوسرے شخص سے کہہ رہا تھا کہ سنت کو مضبوط پکڑو تا کہ جنت میں داخل ہو، آدمی نے پوچھا وہ سنت کون سی ہے؟ اس نے جواب دیا وہ ابو بکر بن عفان، عثمان الفاروق، عمر الصدیق، علی ابن ابی سفیان اور معاویہ بن ابی شیبان کے ساتھ محبت ہے، آدمی نے پوچھا معاویہ بن ابی شیبان کون ہے؟ کہنے لگا یہ حاملین عرش میں سے ایک صالح شخص ہے، حضور کے کاتب اور آپ کی بیٹی عائشہ کے شوہر ہونے کی وجہ سے آپ

کے داماد تھے۔ (یہ انتہائی جاہل اور بیوقوف تھا)

بعض کہتے ہیں میں ایک قوم پر سے گزرا جو مل کر ایک شخص کو مار رہے تھے، میں نے اس شخص سے پوچھا اس نے کیا جرم کیا ہے؟ کہنے لگا یہ اصحاب کہف کو گالیاں دیتا ہے۔ میں نے پوچھا اصحاب کہف کون ہیں؟ پوچھا آپ مومن نہیں ہو؟ میں نے کہا کیوں نہیں لیکن مجھے استفادہ محبوب ہے، شیخ نے کہا اصحاب کہف ابو بکر، عمر اور معاویہ بن ابی سفیان ہیں، اور معاویہ حاملین عرش میں سے ایک شخص ہے میں نے جواب میں کہا شیخ انساب اور مذاہب میں آپ کی بصیرت ومہارت نے مجھے تعجب میں ڈال دیا، کہنے لگے جی ہاں، علم ہم جیسے علماء سے حاصل کرو۔ (یہ جہلاء کے سردار تھے)۔

ایک شخص نے دوسرے سے پوچھا ابو بکر افضل ہیں یا عمر کہنے لگا عمر افضل ہیں اس نے پوچھا آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟ کہنے لگا، اس لئے کہ حضرت ابو بکر کا انتقال ہوا تو حضرت عمر ان کے جنازہ میں شریک ہوئے لیکن جب حضرت عمر کا انتقال ہوا تو ابو بکر جنازہ میں نہیں آئے۔

ایک مغفل بیمار ہو کر حکیم کے پاس گیا حکیم نے کہا کل پیشاب محفوظ کر لینا تا کہ میں آ کر دیکھ لوں، مغفل جب حکیم کے ہاں سے نکلا تو کل تک پیشاب کو روک کر رکھا، جب حکیم آیا تو اس مریض نے کہا اللہ کے بندے آپ دیر سے کیوں آئے، کل سے پیشاب روک کر میرا مثانہ پھٹنے کے قریب ہے، حکیم نے کہا بھائی میں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ پیشاب کسی برتن میں محفوظ کر لینا ۔کل جب حکیم آیا تو یہ سبز برتن ہاتھ میں لئے کھڑا تھا حکیم نے دیکھ کر کہا، یہ کیا ہے، تو نے غلطی کی ہے کیا دنیا میں شیشہ

ختم ہو چکا ہے آپ کسی بوتل یا پیالے میں پیشاب کر لیتے ،دوسرے دن جب حکیم آیا تو اس نے لکڑی کے پیالہ میں پیشاب کر کے حکیم کے سامنے پیش کیا اور حکیم سے کہا تم خواہ مخواہ شک ووہم میں مبتلا ہو،آپ کو یہ پانی نظر نہیں آتا اسی میں میرے معاملہ کو حل کیجئے آیا یہ خطرناک ہے یا نہیں ،حکیم نے کہا جب آپ نے مجھے قسم دی تو اب میں ضرور کہوں گا کہ مجھے یہ خطرہ ضرور ہے آپ اپنی اس عقل کل کی وجہ سے ضرور مر جائیں گے،اس بیماری سے کبھی نہیں مریں گے۔

ایک بیوقوف حکیم مریض کو دیکھنے گیا مریض نے اپنی بیماری بتائی،حکیم نے یہ نسخہ بتایا،چوہے کے سر کے برابر کلونجی لے کر اس پر کھوپڑی کے برابر پانی ڈال کر کوٹ لو یہاں تک کہ وہ بلغم کی طرح ریسدار ہو جائے،تو اسے پی لو،مریض نے کہا یہاں سے اٹھ جا تجھ پر خدا کی لعنت ہو اب تو مجھے روئے زمین پر ہر دواء سے گھن آنے لگی۔

ایک احمق طبیب تھے اس نے اپنے پڑوسی شخص کو شربت دیا،اس شربت نے اسے کھڑا ہی رکھا یہاں تک کہ وہ مر گیا طبیب خیر خبر دریافت کرنے آیا تو دیکھا وہ مر چکا تھا طبیب نے کہا لا الہ الا اللہ کیا ہی مقوی شربت تھا،اگر یہ زندہ ہوتا تو اسے ایک سال تک دوسری دواء پینے کی ضرورت نہیں تھی۔

حمام سے ایک شخص کے کپڑے چوری ہو گئے،وہ حمام سے ننگا نکلا حمام کے دروازہ پر ایک احمق طبیب تھے طبیب نے پوچھا کیا ہوا؟اس نے کہا میرے کپڑے چوری ہو گئے،حکیم نے کہا جلدی جا کر پچھنے لگوا کر خون نکال لو تا کہ تجھ سے حرارت غم ہلکی ہو جائے۔

ایک شخص کی والدہ مرگئی وہ بیٹھ کر رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے امی جان اللہ مجھے پہلے موت دیدے میری امی تو زانیہ ہو گی اگر تو ایسی جنت میں داخل ہوئی، جس میں کوئی عورت داخل نہ ہوئی ہو۔

ایک شخص کے بچہ کا انتقال ہوا کسی نے اس سے کہا فلاں کو غسل کے لئے بلاؤ کہا نہیں اس کی میرے ساتھ دشمنی ہے وہ غسل میں میرے بچے پر سختی کر کے قتل کر دے گا۔

دو شخص حج پر جاتے ہوئے راستے میں اکھٹے ہوئے، ایک نے دوسرے سے پوچھا آپ نے کتنے حج کئے ہیں؟ اس نے جواب میں کہا اس حج کے ساتھ جس کیلئے ہم جا رہے ہیں ایک حج کیا ہے۔

ایک شخص کی لونڈی کا انتقال ہوا جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے تو کہنے لگا، آپ نے میرے سب حقوق ادا کئے لیکن میں نے اس کا بدلہ نہیں چکایا اے لوگو! گواہ رہو کہ یہ آزاد ہے۔

ایک سائلہ ایک دروازہ پر کھڑی ہو کر مانگنے لگی، گھر میں سے آدمی نے کہا چلی جا کنجری عورت نے کہا جب آپ مجھے کچھ دیتے نہیں تو گالی کیوں دیتے ہو؟ کہنے لگا میرا ارادہ نیک تھا میں نے چاہا کہ تجھے اجر ملے اور میں گناہ گار ہو جاؤں

ایک شخص نے پیالے میں تلو کا تیل خریدا پیالہ بھر گیا تو تیل فروش نے کہا تیل اور باقی ہے کس چیز میں لے جاؤ گے اس نے پیالے کو الٹا کر کے اس کے پیندے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس میں تیل والے نے باقی ماندہ تیل اس میں ڈال دیا آدمی وہ لے کر چل پڑا راستہ میں ایک آدمی ملا، اس نے پوچھا یہ تیل کتنے کا خریدا

ہے؟ کہنے لگا ایک چاندی ٹکڑے سے، اس نے کہا، اتنا تھوڑا تیل، تو اس نے پیالہ پلٹ کر دکھایا اور کہا یہ بھی (جس سے پینڈے سے تھوڑا سا تیل بھی ضائع ہو گیا۔

ایک شخص کے دوسرے آدمی پر چار درہم قرض تھے، ایک روز وہ آ کر تقاضہ کرنے لگا، اس آدمی نے کہا میں کل آپ کو دوں گا، قرض خواہ نے کہا میں نہیں جاؤں گا جب تک آپ قسم نہ کھالیں کہ آپ ضرور دیں گے، اس نے قسم کھالی اگر آپ آئیں تو نہ جائیں مگر اس حال میں کہ وہ آپ کے ساتھ ہو اور اس پر گواہ قائم کر کے چلا گیا، کل آ کر تقاضہ کیا قرضدار نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں نے تو یہ قسم کھائی تھی آپ نہ لوٹے مگر وہ آپ کے ساتھ ہو یعنی آپ کی داڑھی، اس نے اس کی اس بات پر گواہ بنایا اور سیدھا حجام کے پاس پہنچا اور داڑھی صاف کر کے آیا اور کہنے لگا اب تو درہم لے کر جاؤں گا۔

ایک قوم نے اپنے غلام سے کہا پانی کی ٹنکی بھر دو، اس نے بہت سارا پانی منتقل کیا اور تاخیر کر دی انہوں نے کہا یہ تاخیر کیوں ہوئی، چڑھ کر دیکھا ٹنکی میں پانی ادھر ادھر کر رہا ہے اور اس نے کہا آپ لوگوں نے میرے ذمہ لگایا ہے کہ میں یہ بھر دوں حالانکہ میرے خیال میں یہ ایک مہینہ میں بھی نہیں بھر سکتی۔

ہمارے بعض دوستوں نے بیان کیا ہمارے ہاں ایک شخص پر چوری کی تہمت لگی اور وہ اس الزام میں پکڑا گیا اور اس کا قصہ چل پڑا کچھ دنوں کے بعد آ کر مجھ سے کہنے لگا آپ کو پتہ ہے میں نجومی کے پاس گیا اور اس کو کچھ مال دیا اس نے میرے لئے حساب لگایا اور کہنے لگا خدا کی قسم تو اس تہمت سے بری ہے، اور آپ نے کسی کی بھی چوری نہیں کی۔

ایک شخص نے جنازہ آتے دیکھ کر کہا" لا الــــه إلاالله ،ربــی و ربك الله" (میرا اور تیرا رب اللہ ہے)دوسرے شخص نے اس سے کہا تو نے غلطی کی جب آپ جنازہ دیکھیں توں کہیں "اللهــم البسـنـا العافية" (اے رب ہمیں عافیت دے)،اوراس پرلڑ پڑے اورایک تیسرے شخص کے پاس فیصلہ کرانے گئے،اس نے کہا جب تم جنازہ دیکھ لوتو یوں کہو "سبحان الله من يسبح الرعد بحمده والملائكة من خيفته" (حالانکہ يسبح الراعد..........الخ گرج کی دعا ہے)۔

ایک نجومی نے طوسی سے پوچھا تیرا ستارہ کون سا ہے؟اس نے کہا(تیس) بکرا،اس پر حاضرین ہنسے کہ نجوم اورکوکب میں تیس نہیں ہے،اس نے کہا کیوں نہیں ہے جب میں بیس سال کا بچہ تھا تو اس وقت مجھ سے کہا گیا تیرا ستارہ (جدی ہے) بکری کا بچہ ہےاس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اب بکرا بن چکا ہوگا۔

ایک کاتب کا غلام تھا،کاتب نے شام کے وقت دوستوں کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو غلام سے کہا گھر جا کر چراغ لیکر آ غلام نے کہا میرے آقا میں اس وقت اکیلے گھر جانے کی جرات نہیں کرسکتا،مجھے یہ پسند ہے کہ آپ اٹھکر میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ میں چراغ اٹھا کر آپ ہی کے ساتھ آؤں۔

ایک شخص نے غلام سے کہا آگ لے کر آؤاور اسے سلگاؤ غلام نے پوچھا میرے آقا آگ کے ساتھ کیا کروگے؟اس نے کہا میں حلوا بنانا چاہتا ہوں،یہ سن کر غلام نے کہا مجھے جلدی سے ایک لقمہ کھلاؤ تاکہ میں جلدی آگ لے کر آؤں۔

ایک شخص نے دوسرے آدمی کو مکا مارا،وہ چیخ کر بولا تو نے مجھے خون آلود کیا اس نے دیکھا تو خون نہیں تھا،اس نے پوچھا خون کہاں ہے؟اس نے کہا مجھے اندر ہی

اندر نکسیر پھوٹی ہے۔

دو آدمیوں نے ساٹھ آدمیوں کے ایک قافلہ پر حملہ کر کے ان کا مال اور کپڑے چھین لئے، قافلہ والوں سے کسی نے پوچھا دو آدمی تم پر کیسے غالب آئے؟ قافلہ والوں نے کہا ایک نے ہمارا گھیراؤ کیا اور دوسرے نے ہمیں لوٹا تو ہم کیا کر سکتے تھے۔

ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایسی بات کی جس سے اس کو غصہ آ گیا، چنانچہ اس نے کہا آپ مجھ سے اس طرح کی بات کرتے ہیں؟ حالانکہ میں (انصار) میں سے ایک ہوں۔ اس نے جواب میں کہا ہمارے ہاں نصاری اور یہود حق میں برابر ہیں۔

ابن الرومی کہتے ہیں کہ ایک طبیب نے اپنے شاگرد سے کہا جب آپ مریض دیکھنے جائیں تو وہاں کھانے پینے کے اثرات وعلامات دیکھ کر اس کو مضر کھانے سے منع کر دو۔ ایک دن یہ لڑکا مریض دیکھنے گیا وہاں گھر میں اونٹ کا کجاوا پڑا دیکھ کر مریض سے کہنے لگا خدا کی قسم میں آپ کو کوئی دواء نہیں بتاؤں گا، مریض نے پوچھا کیوں؟ کہا اس لئے تو نے اونٹ کھایا ہے، مریض نے کہا خدا کی قسم میں نے کبھی بھی اونٹ نہیں کھایا، لڑکے نے کہا پھر کجاوا کہاں سے آیا؟۔

ابراہیم بن القعقاع کہتے ہیں رمضان میں ایک قوم سحری کے لئے بیدار ہوئی ایک دوسرے سے کہنے لگے جا کر دیکھو کہیں سے آذان کی آواز تو نہیں آ رہی؟ وہ گیا اور تھوڑی دیر کے بعد لوٹ کر آیا اور کہنے لگا، کھاتے پیتے رہو، اس لئے کہ آذان کی آواز سنائی نہیں دیتی مگر بہت دور سے آل ابی رافع کے ایک شخص نے اپنی انگوٹھی کی یوں مہر بنوائی (میں فلاں ابن فلاں ہوں اللہ اس پر رحم فرمائے جو آمین کہے)۔

ایک مرتبہ ایک شخص بیمار ہوا، جب اس کی بیماری نے شدت اختیار کی تو اس نے سارنگی، طبلہ اور بانسری گھر میں جمع کرنے کا حکم دیا گھر والوں نے ان پر نکیر کی، تو وہ کہنے لگا یہ میں نے اس لئے کیا کہ میں نے سنا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں آلات لہو ولعب وفجور ہوں اگر ملک الموت فرشتوں میں سے ہو تو یہ چیزیں اس کو مجھ سے دور رکھیں گی۔

ایک شخص نے ایک آدمی کو کوئی چیز غصب کر کے صدقہ کر دی، کسی نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا میرا اس چیز پر غصب کرنا ایک برائی ہے، اور میرا اس کو صدقہ کرنا دس نیکیاں ہیں تو ایک نیکی اس برائی کے عوض گئی باقی تو میرے لئے رہ گئیں۔

ایک عورت سے اس کے شوہر کے پیشہ کے متعلق سوال کیا گیا کہنے لگی میرا شوہر جامع مسجد سے مساکین نکالنے کا متولی ہے میں نے اس کا کمرہ سامان وغیرہ بھی وہاں بھیج دیا ہے؟

ایک شخص سے کہا گیا کھاؤ کہنے لگا مجھے کھانے کی کیا ضرورت ہے میں نے تھوڑے سے چاول کھا کر اسے بہت زیادہ کرلیا ہے یعنی وہ پھول کر بہت بڑھ گئے ہیں

ایک قوم ایک سردار کے پاس لونڈی کے لئے کفن مانگنے آئی جو مرگئی تھی سردار نے کہا میرے پاس کچھ نہیں واپس جاؤ قوم نے کہا ہم اس پر نمک لگاتے ہیں یہ یوں ہی پڑی رہے گی، یہاں تک کہ آپ مالدار ہو جائیں گے

ایک مغفل شیخ سے پوچھا گیا، یاد پڑتا ہے کہ آپ لوگوں نے رمضان میں حج کیا تھا، تھوڑی دیر سوچ کر بولا کیوں نہیں میرے خیال سے دو بار اس طرح ہوا یا تین بار۔

ایک مغفل سے پوچھا گیا، آپ کا پھوڑا کیسا ہے تکلیف کچھ کم ہوئی ہے؟ کہنے لگا خدا کی قسم مجھے کچھ پتہ نہیں میری ماں سے پوچھو۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا باہر جا کر دیکھ کر آؤ کہ آسمان صاف ہے یا ابر آلود ہے وہ نکلا اور پھر لوٹ کر کہنے لگا خدا کی قسم بارش مجھے دیکھنے نہیں دیتی کہ میں دیکھ سکوں کہ آسمان ابر آلود ہے یا نہیں۔

ایک احمق نے ایک شخص سے کہا مشورہ امانت ہے (جس سے مشورہ کیا جائے اس کو امانت سونپ دی گئی) میں کل کپڑے دھونے کا ارادہ رکھتا ہوں کیا خیال ہے کل سورج طلوع ہوگا یا نہیں۔

ایک شخص ابو حکیم فقیہ کے پاس آیا میں بھی وہاں حاضر تھا، آدمی کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی جس کا ایک شخص کے ساتھ نکاح کرا رہا تھا، شیخ نے اس سے پوچھا آپ کی بیٹی شادی شدہ ہے یا کنواری؟ اس آدمی نے کہا اے شیخ خدا کی قسم یہ نہ کنواری ہے اور نہ بیاہی ہوئی بلکہ درمیانی ہے، شیخ نے کہا پھر کیا ہے عوان بین ذالك یہ سن کر حاضرین ہنس پڑے اور یہ احمق سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

ابو محمد بن معروف کہتے ہیں ایک نصرانی نوجوان میرے ساتھ ساتھ رہتا تھا جو بہترین خطاط اور شاعر تھا البتہ سودا (وہم) کا مریض تھا، اس نے اپنے بارے میں فیصلہ کر لیا کہ وہ فلاں دن مر جائے گا، وہ دن آیا لیکن وہ صحیح سالم رہا چنانچہ وہ اپنی بیوی سے لڑ پڑا نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے کھرل اٹھا کر اس سے بیوی کا سر کوٹا جس سے وہ مر گئی اس نے بہت جزع فزع کیا اور کہا مجھے معلوم تھا کہ آج میں ختم ہو جاؤں گا اور ضروری ہے کہ آج میں مر جاؤں ابھی پولیس والے پہنچ جائیں گے اور مجھے پکڑ کر قتل

کردیں گے، اس سے بہتر ہے کہ میں خود اپنے آپ کو قتل کردوں، چنانچہ اس نے چھری لی اور اس سے پیٹ چاک کرنے لگا اتنے میں زندگی کی حلاوت نے اسے مجبور کیا اور وہ پیٹ چاک نہ کر سکا اور چھری اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی پھر یہ کیا کہ چھت پر چڑھ کر اپنے کو وہاں سے گرا دیا پھر بھی مرا نہیں لیکن ہڈیاں اس کی ٹوٹ گئیں اتنے میں پولیس والے آئے اور اس کو پکڑ لیا اور وہ رات کے آخری حصہ میں انتقال کر گیا۔

ابوالحسن علی بن نقیف متکلم کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں بغداد میں ایک شیخ آتے ہیں، اس نے بیان کیا کہ میں ایک شخص کے پاس آتا تھا جس پر شیعہ ہونے کی تہمت تھی ایک دن میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے بلی ہے اور وہ اس پر ہاتھ پھیر رہا ہے اور اس کی آنکھوں اور کان کے درمیان ہاتھ پھیر رہا ہے اور بلی کے آنسوں بہہ رہے ہیں جیسا کہ بلیوں کی عادت ہوتی ہے، وہ خود بھی سخت رو رہا تھا میں نے اس سے پوچھا آپ کیوں روتے ہو؟ کہنے لگا تیرا ناس ہو دیکھتے نہیں کہ جب میں ہاتھ پھیرتا ہوں تو یہ بلی روتی ہے یہ میری ماں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ مجھے دیکھ کر حسرت سے رو رہی ہے، پھر اس نے بلی کو مخاطب کر کے کچھ کہنا شروع کیا اپنے گمان کے مطابق کہ یہ اس کی بات سمجھ رہی تھی اور بلی آہستہ آہستہ غرا رہی تھی، میں نے اس سے پوچھا یہ بلی آپ کی بات سمجھ رہی ہے؟ کہنے لگا ہاں میں نے کہا پھر تم مسخ شدہ (جانور) ہو اور یہ بلی انسان ہے۔

جاحظ کہتے ہیں کہ میں کرخ میں ایک روٹی والے کے پاس سے گزرا جو اپنی دوکان میں بیٹھا ہوا تھا اس کی لمبی داڑھی تھی، اور بہت موٹی نئی قمیص پہنے ہوئے تھا حالانکہ اس وقت سخت گرمی پڑ رہی تھی مجھے اس سے بہت تعجب ہوا اس نے مجھے دیکھ کر

پوچھا، اللہ آپ کو عزت دے کس چیز نے آپ کو یہاں کھڑے ہونے پر مجبور کیا، میں نے کہا میں اس سخت گرمی میں آپ کی نئی موٹی قمیص پر صبر سے تعجب میں ہوں، اس نے کہا اللہ تجھے عزت سے رکھے تو نے سچ کہا بات یہ ہے کہ میرے پاس روئی زیادہ ہے میں نے ارادہ کیا کہ میں یہ پرانی قمیص جولاہے کے حوالے کروں تا کہ اس کے ذریعہ اس گرمی والی قمیص کی لمبائی مختصر کروں، میں نے کہا تو پھر میرا تعجب صحیح تھا۔

اسی طرح کہتے ہیں میں ایک بار ایک تاجر کی عیادت کے لئے گیا اس کی لمبی داڑھی تھی میں نے اس سے پوچھا آپ نے کیا کھایا؟ کہنے لگا انہوں نے میرے لئے خاسرہ (ناکامی) کو بھون لیا اور میں نے خائرہ (دہی) کھائی

جاحظ کہتے ہیں مجھے اصمعی نے بتایا ہارون الرشید کے سامنے مصری گھوڑے پیش کئے گئے، جو گھوڑا بھی گزرتا اس پر "نتاج الفخر الجنیدی" (فخر جنیدی کے گھوڑے کا بچہ یعنی جنیدی نے یہ وقف کیا ہے) لکھا ہوتا ہارون الرشید نے کہا بتاؤ جنیدی ہے کون؟ کہ ہر گھوڑے کا بچہ اسکا ہے۔ اس کی نشاندہی کرانے کا حکم دیا عامل مصر کی طرف خط لکھا گیا، عامل مصر نے اس کا سراغ لگا کر بھیج دیا جب وہ آیا تو ہارون الرشید نے پہلے شخص کو دروازے میں داخل ہوتے دیکھا تو اس کی ناف تک لمبی اور بغلوں تک چوڑی داڑھی ہے، چلنے میں جلد بازی کرتا ہے اور ادھر ادھر دیکھ رہا ہے یہ دیکھ کر ہارون رشید نے کہا رب کعبہ کی قسم یہ شخص احمق ہے، جب قریب ہوا ہارون رشید نے کہا اے جنیدی اتنے گھوڑے تیرے پاس کہاں سے آئے کہنے لگا یہ اللہ کا رزق اور اس کا فضل ہے، جب دیکھا یہ بیوقوف ہے تو کہا اے جنیدی آپ کی داڑھی کیسی خوبصورت ہے، جنیدی نے کہا امیر المومنین اسے بطور خلعہ قبول کر لیں، اور اس کے

ساتھ گھوڑے بھی یہ دونوں آپ پر قربان ہوں ،اس لئے کہ آپ کی قدر میرے ہاں اعظم القدور میں سے ہے اور آپ کی کرامت میرے ہاں بہت زیادہ عزیز ہے، یہ سن کر ہارون رشید نے چیخ کر کہا دفع ہو جاؤ یہاں سے تجھ پر خدا کی لعنت ہو پھر حکم دیا اس کو فوراً نکال دو اس نے مجھے ہر قسم کا مکروہ کلام سنایا اللہ کی اس پر اور اس کے ساتھ اس کے گھوڑوں پر بھی لعنت ہو (ہمیں ان کی ضرورت نہیں)۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں ابو حیہ نمیری کے پڑوسی نے بیان کیا کہ ابو حیہ نمیری کی ایک تلوار تھی جس کے پھل اور دستے میں فرق نہیں تھا ابو حیہ نے اس کا نام ''لعاب المنیة'' (موت کا لعاب) رکھا تھا، ایک رات میں نے جھانک کر دیکھا کہ وہ یہی تلوار سونت کر گھر کے دروازہ پر کھڑا ہے، اس نے کچھ آہٹ سنی تھی (جس سے وہ سمجھا کہ کوئی چور ڈاکو ہے) کہہ رہا تھا، اے ہم پر دھوکا کھانے والے ہم پر جرات کرنے والے خدا کی قسم تم نے اپنے لئے برا انتخاب کیا ہے، جس سے بھلائی کم اور چمکتی تلوار زیادہ ہے ''لعاب المنیہ'' جس کی شہرت تم نے سن رکھی ہے اس کی ضرب مشہور ہے یہ کند نہیں ہوتی یہاں سے نکل میں تجھے معاف کرتا ہوں تجھے سزا دینے نہیں آؤں گا، خدا کی قسم اگر میں قیس کو بلاؤں تو میدان آدمیوں اور گھوڑوں سے بھر جائے گا سبحان اللہ کیا ہی کثیر تعداد اور بہترین لشکر ہے، پھر جب دروازہ کھول کر دیکھا تو وہ کتا تھا نکل کر چلا گیا، اس نے دیکھ کر کہا شکر ہے اللہ کا جس نے تجھے مسخ کر کے کتا بنایا اور میری جنگ اپنے سر لے لی۔

فضل بن مرزوق نے لوگوں سے کہا تمہیں معلوم ہے میرا مال کیسے زیادہ ہوا ؟ کہا ہمیں نہیں معلوم کہنے لگا اس لئے زیادہ ہوا کہ میں نے اپنے اور اللہ کے درمیان

اپنا نام محمد رکھا ہے جب اللہ کے ہاں میرا نام محمد ہو تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں لوگ کچھ بھی کہیں۔

مزوری کہتے ہیں احمد جوہری نے چار سو درہم کی ایک سفید طبری چادر خریدی، لیکن لوگوں کے ہاں وہ قوہی تھی (طبری نہیں تھی) جس کی قیمت سو درہم تھی، جوہری نے کہا جب اللہ کو معلوم ہے کہ یہ طبری چادر ہے تو مجھے لوگوں کے کہنے کی کوئی پرواہ نہیں۔

جاحظ کہتے ہیں کہ ابوخزیمہ کی کنیت ابو الجاریتین ''دو لونڈیوں والا'' تھی ایک دن میں نے ان سے پوچھا تم نے کنیت یہ رکھی ہے حالانکہ تم فقیر ہو، دو لونڈیاں تیری ملکیت میں نہیں ہیں، کہا ابھی ابھی وہ دونوں مجھے فروخت کرو گے، پھر جو مرضی ہو کنیت رکھو کہنے لگا خدا کی قسم نہیں میں دنیا و ما فیہا کے بدلہ بھی انہیں فروخت نہیں کر سکتا۔

ثمامہ بن اشرس کہتے ہیں ایک شخص تھا وہ ہر روز صبح رہٹ کے پاس آتا، سخت سردی اور گرمی میں رہٹ والوں کے ساتھ آتے جاتے گھبراہٹ کے عالم میں مصروف کار رہتا، شام کے وقت نہر میں اتر کر وضوء کرتا اور نماز پڑھ کر یوں دعا مانگتا اے اللہ مجھے اس عمل کی وجہ سے فراخی عطاء فرما پھر گھر لوٹ جاتا اور مرنے تک یہی کرتا رہا۔

اسی طرح کہتے ہیں اسحاق بن عیسٰی کے غلام یزید نے بیان کیا کہ ہم اپنے ایک دوست کے گھر میں تھے کہ ہم سے ایک شخص دوسرے کمرے میں قیلولہ کرنے چلا گیا، تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ اتنے میں اس کے چیخنے کی آوازیں آنے لگیں، ہم

سب گھبرا کر اترے اور اس کے پاس آ کر پوچھا تجھے کیا ہوا؟ پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بائیں کروٹ پر لیٹا ہوا ہے اور اپنے خصیہ کو ہاتھ سے مضبوط پکڑا ہوا ہے، ہم نے کہا بھائی کیا ہوا تھا، کہنے لگا جب میں اپنے خصیہ کو مسلتا ہوں (چونڈی لگاتا ہوں) تو اس میں درد اٹھتا ہے جب درد ہوتا ہے تو میں چیخ اٹھتا ہوں، ہم نے کہا اس کو مت مسلو یہ کون سی مشکل بات ہے کہنے لگا انشاءاللہ اب ایسا ہی کروں گا، جزاکم اللہ خیر۔

کہتے ہیں کہ ثمامہ نے مجھ سے بیان کیا، کہ میں ایک دن گزر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں ایک زرد رنگ والا آدمی ہے گویا کہ وہ ٹڈی یا زنگی ہے پچھنے لگوار ہا ہے اس کا خون چوس رہا ہے، قریب تھا کہ اس کو قے ہو جاتی میں نے کہا اے شیخ پچھنے کیوں لگوار ہے ہو، کہنے لگا اپنے اوپر سے اس کی زردی ہٹانے کے لئے۔

ہمارے دوستوں میں سے ایک شخص کا غلام تھا اس نے اس کو چیز خریدنے کے لئے چاندی کے ٹکڑے دیئے اس میں ایک ٹکڑا ناقص تھا غلام نے کہا اے میرے آقا یہ ٹکڑا ایسا ہے جسے کوئی بھی نہیں لے گا آقا نے کہا کوشش کرلو۔ جیسے بھی ہوا سے خرچ کر ڈالو جب وہ خریداری کر آیا تو کہنے لگا میں نے اسے صرف کر دیا آقا نے کہا کیسے کیا کہنے لگا میں نے دوکاندار کو پرکھنے کے وقت بے خبری میں رکھا اور ٹکڑے کو اس کے ترازو میں پھینک دیا۔

ہمارے بعض بھائیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص معبر کے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے آیا کہنے لگا میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میرے ساتھ دو آدمی ہیں اور ہم فلاں کے پاس کسی کام سے جا رہے ہیں معبر نے کہا آپ دونوں آدمیوں کو جانتے ہو اس شخص نے کہا ان میں سے ایک کو جانتا ہوں اس کا گھر باب بصرہ میں ہے اب میں

چاہتا ہوں کہ اپنے اسی ساتھی سے دوسرے شخص کے متعلق پوچھوں۔ (وہ کون تھا)۔

ہمارے زمانے میں ایک آدمی نے سنا کہ کچھ لوگ قرآن کے متعلق بحث کر رہے ہیں بعض کہہ رہے تھے کہ قرآن قدیم نہیں ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا یہ لوگ کتنے بیوقوف ہیں اللہ تعالیٰ تو پانچ سو سال سے قرآن کریم سے فرماتے ہیں تو پھر یہ کیسے قدیم نہیں ہے۔

ہمارے زمانے میں ایک شخص نے دوکاندار سے دو رطل شیرہ خریدا، اور پھر اس کو شیرہ ڈالنے کے لئے برتن دیا وہ شیرہ ڈبے سے برتن میں ڈالتا رہا اور ترازو کے دوسرے پلڑے میں رطل کا بٹہ نہیں رکھا، جب دیکھا پلڑا جھکتا ہی جا رہا ہے تو وہ شیرہ کم کرتا اور برتن میں رکھتا وہ پلڑا پھر جھکتا تو یہ دوبارہ کم کر کے پھر رکھتا، آخر میں خریدار سے کہنے لگا، میرے خیال میں اس میں کچھ نہیں بچے گا خریدار بولا یہ برتن تین رطل کے برابر ہے اگر آپ ترازو کے پلڑے برابر کرنے چاہتے ہیں تو آدھا برتن توڑ دو ورنہ دونوں پلڑے برابر نہیں ہو سکتے۔

میں نے ایک مغفل کا خط پڑھا، مغفل نے خط دیکھ کر اس پر لکھا (میں نے اس خط میں دیکھا غذائیں سستی ہیں اور سفید آٹا ایک دینار اور ایک دانق کا ہے اور بغیر چھنا آٹا اٹھارہ قیراط کا ملتا ہے اللہ تعالیٰ ان قیمتوں کو ہمیشہ ایسا ہی رکھیں گے۔

ایک دوسرے مغفل نے ایک کتاب پر لکھا (اس کتاب میں ابن فلاں نے دیکھا ہے اور میں داود ابن عیسیٰ بن موسیٰ کی اولاد میں سے ہوں اور موسیٰ سفاح کے بھائی ہیں)۔

بعض بھائیوں نے بتایا میں ''فکریت'' میں تھا وہاں ایک شخص نے ایک نان

بائی سے دوسوبیس رطل کی روٹی ایک دینار میں خریدی پھر ہر روز تھوڑا تھوڑا لیتا رہا یہاں تک کہ ایک دن دونوں حساب کرنے لگے نانبائی نے کہا تو نے ایک سوبیس رطل لی ہے اور ایک سوبیس باقی ہیں، اس شخص نے کہا یہ چھوڑ دو اور مجھے دینار دیدو، نانبائی فریاد کرنے لگا کہ بھائی میں ایسے کیسے کرسکتا ہوں اس نے کہا کیا آپ کے پاس میرے ایکسوبیس رطل نہیں ہیں اور میرے آپ کے پاس ایک سوبیس نہیں ہیں؟ کہنے لگا ایک سوبیس کو ایک سوبیس کے بدلہ چھوڑ دو اور مجھے ایک دینار دیدو، چنانچہ لوگ جمع ہوئے اور ان کا یہ معاملہ امیر کے پاس لے جایا گیا۔

ایک قریشی اپنی بیوی کے پاس گھر لوٹ آیا کیا دیکھتا ہے کہ بیوی نے سر کے بال منڈوائے ہیں جب کہ عورتوں میں اس کے بال سب سے خوبصورت تھے شوہر نے پوچھا یہ کیوں؟ کہنے لگی میں دروازہ بند کرنے لگی کہ اچانک ایک شخص کی مجھ پر ہلکی سی نگاہ پڑی اور میں ننگے سر تھی میں نے اسے صاف کردیا میں وہ بال کیسے چھوڑتی جس پر غیر محرم کی نگاہ پڑی ہو۔

اس طرح کا ایک واقعہ ہمیں یہ بھی پہنچا ہے کہ ایک واعظ (مقرر) نے اپنے ساتھیوں سے کہا داڑھیاں صاف کرو یہ شیطان کی جگہوں میں اگتی ہیں۔

بعض علماء نے مجھ سے بیان کیا ایک مغفل نے قرآن کریم کے نسخے میں دیکھ کر کہا اس میں دو غلطیاں ہیں اسے ٹھیک کردو، پوچھا وہ غلطیاں کون سی ہیں؟ کہنے لگا ایک تو ''کل بناء وغواص'' ہے یہ غلط ہے یہ اس طرح ہونا چاہئے ''کل بناء وجصاص''.

دوسری غلطی ''والتین والزیتون'' میں ہے صحیح ''والجبن والزیتون'' ہے۔

بعض دوستوں نے مجھے بتایا ایک شخص جمعہ کے دن اپنے گھر کے دروازہ پر

کھڑا تھا اور بارش کی وجہ سے سیلاب آرہا تھا اس نے ایک گزرنے والے سے پوچھا اے بھائی یہ پانی بارش کی وجہ سے ہے، اس نے کہا کیا آپ کو خود نظر نہیں آتا؟ کہنے لگا میں نے چاہا کہ نماز جمعہ میں عدم شرکت کے لئے میں دوسرے کی تقلید کروں اور اپنے علم پر عمل نہ کروں۔

ابوبکر صولی روایت کرتے ہیں کہ اسحاق نے کہا ہم معتصم کے پاس تھے کہ اس کی خدمت میں ایک لونڈی پیش کی گئی، معتصم نے پوچھا بتاؤ یہ کیسی ہے؟ حاضرین میں سے ایک نے کہا، اگر اللہ نے اس جیسی کوئی اور پیدا کی ہو تو میری بیوی پر طلاق دوسرے نے کہا اگر میں نے اس جیسی خوبصورت دیکھی ہو تو میری بیوی پر طلاق، تیسرے نے کہا میری بیوی پر طلاق یہ کہہ کر چپ ہو گیا، معتصم نے کہا پھر کیا ہوا؟ اس نے کہا پھر کچھ بھی نہیں۔ معتصم اتنا ہنسا کہ لیٹ گیا کہنے لگا تیرا ناس ہو تو نے یہ کیا کیا؟ اس نے کہا میرے سرداران ذوا حمقوں نے تو کسی وجہ سے طلاق دی اور میں نے بلا وجہ دی۔

ایک بیوقوف سے پوچھا گیا جبکہ وہ کسی گم شدہ چیز کو تلاش کر رہا تھا ، آپ ابلیس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کہنے لگا باتیں تو اس کی متعلق زیادہ سننے میں آتی ہیں البتہ اندرون خانہ اللہ ہی واقف ہے۔

بعض بھائیوں نے مجھے بتایا ایک مغفل گدھا لے جا رہا تھا رفقاء سفر میں ایک ذہین شخص نے اپنے ساتھی سے کہا میں اس مغفل سے گدھا لے سکتا ہوں اور اس کو پتہ بھی نہیں چلے گا، ساتھی نے کہا آپ یہ کیسے کر سکتے ہیں جب کہ لگام اس کے ہاتھ میں ہے؟ چنانچہ وہ آگے بڑھا گدھے کا لگام کھول کر اپنے گلے میں ڈال دیا، اور اپنے ساتھی سے کہا گدھا لو اور بھاگو، اس نے گدھا لیا، اور یہ گدھا بن کر مغفل کے

پیچھے چلتا رہا، کچھ دیر لگام اس کے سر میں رہی لیکن پھر وہ کھڑا ہو گیا مغفل کھینچ رہا ہے لیکن وہ نہیں چلتا مغفل نے مڑ کے دیکھا تو کہا گدھا کہاں گیا؟ اس نے کہا میں ہی تو ہوں، مغفل نے کہا وہ کیسے؟ کہنے لگا بات یہ تھی کہ میں ماں کا نافرمان تھا میں مسخ ہو کر گدھا بن گیا تھا اور اتنی مدت آپ کی خدمت میں رہا اب میری ماں مجھ سے راضی ہوئی تو میں پھر آدمی بن گیا مغفل نے کہا (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) میں نے کیسے آپ سے خدمت لی حالانکہ آپ آدمی تھے اب جاؤ اللہ کے حوالے وہ شخص تو گیا اور مغفل نے گھر لوٹ کر بیوی سے کہا آپ کو معلوم ہے؟ اس طرح کا معاملہ ہوا ہم آدمی کو استعمال کرتے رہے، اور ہمیں معلوم نہ تھا، اب ہم اس کا کیا کفارہ ادا کریں اور کیسے توبہ کریں بیوی، نے کہا جتنا ممکن ہو صدقہ کرو کہتے ہیں کہ چند دن تو وہ بغیر گدھے کے ہی رہا پھر بیوی نے کہا آپ کو تو ہل چلانے وغیرہ کے لئے گدھا چاہئے جا کر کام کے لئے گدھا خرید لو یہ بازار گیا دیکھا تو وہی گدھا بک رہا ہے، مغفل آگے بڑھا اور منہ اس کے قریب کر کے کان میں کہا، اے مدبر پھر تو نے ماں کی نافرمانی کی (جس کی وجہ سے دوبارہ گدھا بن گیا)۔

ایک دن موسیٰ بن عبدالملک کے پاس اسلحہ ڈپو کا انچارج آیا اور کہا کہ امیر المومنین یعنی متوکل نے پیغام بھیجا ہے کہ ایک ہزار نیزے خرید واور ہر نیزے کی لمبائی چودہ گز ہونی چاہئے موسیٰ نے کہا یہ تو لمبائی ہوئی چوڑائی کتنی ہو؟ لوگ اس پر ہنسے اور اس کو اپنی غلطی کا احساس تک نہ ہوا۔

مبرد کہتے ہیں منتصر کی موجودگی میں ابن رباح کتاب الصدقات یعنی احکام زکوۃ کی کتاب پڑھ رہے تھے، "فی کل ثلاثین بقرۃ تبیع" (ہر تیس گائیوں میں

سے ایک تبیعہ یعنی بچھڑا) زکوۃ میں دینا واجب ہے، منتصر نے پوچھا تبیع کیا ہے؟ احمد بن الخصیب نے کہا، تبیع گائے اور اس کا شوہر۔

احمد بن الخصیب نے ایک مغنیہ کو یہ شعر گاتے ہوئے سنا:

إن العیون فی طرفها مرض قتلننا ثم لم یحیین قتلانا

''بیشک ان آنکھوں نے جس کے دیکھنے میں بیماری ہے

ہمیں قتل کیا اور پھر ہمارے مقتول کو زندہ نہیں کیا،

احمد بن الخصیب نے کہا یہ شعر میرے والد کا ہے۔

سہل بن بشر حکومت دیلمیہ میں اونچی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ احمق بھی تھے، پروانے کو گالی دینے لگے، وہ پروانہ کو اس کی طرف لوٹایا گیا یہ اٹھ کر اس کی طرف بڑھنے لگا اس کی پگڑی گر گئی تو سہل نے پگڑی اٹھا کر اس کو پھاڑا اور منہ میں چبانا شروع کیا اور کہہ رہا تھا خدا کی قسم کہ میں اور میرا دل ٹھنڈا ہوا پھر اپنی جگہ لوٹا۔

ایک شخص نے قاضی کے پاس ایک شخص کی گواہی دی جس کے خلاف گواہی دی تھی اس نے کہا قاضی صاحب آپ ان کی گواہی قبول کرتے ہیں حالانکہ اس کے پاس بیس ہزار دینار موجود ہیں اور اس نے بیت اللہ الحرام کا حج نہیں کیا اس نے کہا ہاں نہیں میں نے حج کیا ہے مخالف نے کہا قاضی صاحب آپ اس سے زمزم کے متعلق سوال کریں، (پھر پتہ چلے گا) گواہ نے کہا میں نے اس وقت حج کیا جبکہ زمزم کا کنواں نہیں کھودا گیا تھا اس لئے میں نے نہیں دیکھا۔

ابوالحسن بن ہلال صالی کہتے ہیں ایک شخص انجینئر کو دیوار دکھانے لایا جس میں نقصان کا اندیشہ تھا اتفاق سے اس وقت اس کی ماں کپڑے دھو رہی تھی جس کی وجہ سے انجینئر کا لانا ممکن نہ تھا تو اس نے ایک تھال میں دیوار کی مٹی ڈال کر انجینئر کے پاس لاکر

کہا آج گھر میں داخل ہونا آپ کا ممکن نہیں یہ اس کی مٹی ہے دیکھو اور اس میں نقصان معلوم کرلو، یہ دیکھ کر انجینئر نے کہا میں کل آپ کے پاس آؤں گا اور ہنس کر چل دیا۔

کہتے ہیں ہمارے پڑوس میں ایک شافعی فقیہ تھا جو کشفیلی سے مشہور تھا اس نے علم میں ترقی کی یہاں تک کہ ابو حامد اسفرائینی کے مرتبہ کو پہنچا اور اس کی موت کے بعد اس کا جانشین ہوا کہتے ہیں اس کو خراسان میں بہت چھوٹا اور چوڑا عمامہ ہدیہ کیا گیا، میں نے کہا اے شیخ اس کو کاٹ کر سی لو (تاکہ لمبا ہو جائے) اور اس سے پگڑی باندھنا آسان ہو جائے جب کل میں نے اس کے سر پر پگڑی دیکھی تو انتہائی بری لگ رہی تھی جب میں نے غور کیا تو اس نے چوڑائی میں کاٹ کر سیا تھا، جس سے اس کی چوڑائی بالشت ہوگئی تھی اور لمبائی اس کی آدھی سے بھی کم میں نے اس سے تعجب کیا اور دوبارہ اس سے کچھ نہیں کہا۔

ابو عیسیٰ گوشت والے نے مجھے بتایا، میرے پاس دنبہ کی چکتی خریدنے کے لئے ایک ہیبت ناک شخص آیا میں نے اس کو چھوٹی چکی بتائی تو اس نے کہا آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں؟ یہ تو گائے کی چکتی ہے مجھے دنبہ کی چکتی چاہئے، میں نے کہا گائے کی چکتی نہیں ہوتی، کہنے لگا یہ کسی اور سے کہو مجھے بیوقوف مت بناؤ چنانچہ میں نے دوسری نکال کر اس کو دکھائی جو اس کو پسند آئی اس سے خوش ہوا۔

ایک سال بہت سیلاب آیا تو ایک مغفل کہنے لگا وہ لوگ بھی مر گئے جو کبھی نہیں مرتے تھے۔

یہ وہ آخری بات تھی جو ہمیں احمقوں اور مغفلوں کے متعلق پہنچی۔

الحمد للہ وحدہ

محمد فاروق بن ملک داد حسن زئی

اختتام ترجمہ بروز منگل ۶ صفر ۱۴۱۹ھ

تتمہ

اخبار الحمقی

منتخب از کتاب

حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات

انتخاب

مترجم مولانا محمد فاروق حسن زئی صاحب
استاذ الحدیث والفرائض جامعہ اسلامیہ طیبہ شکار پور کالونی کراچی

ایک مریدکا خواب:

ایک مرید نے اپنے پیر سے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کی انگلیاں شہد میں بھری ہوئی ہیں اور میری انگلیاں غلیظ ہیں پیر نے فورا کہا، کیوں نہیں ہم ایسے ہی ہوتے ہیں اور تم ایسے ہی ہو، مرید نے فورا کہا حضور خواب ابھی پورا نہیں ہوا ہے میں نے دیکھا ہے کہ آپ میری انگلیاں چاٹ رہے ہیں اور میں آپ کی انگلیاں چاٹ رہا ہوں پیر نے کہا نکل یہاں سے خبیث، اس نے کہا خبیث تو ہوں مگر دیکھا یوں ہی ہے۔

واعظین کی حکایت تراشی:

آج کل کے واعظین ایسی حکایت تراشتے ہیں کہ جن کا سر نہ پاؤں، خود حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بھی اور اولیاء اللہ کی شان میں بھی، چنانچہ ایک صاحب غوث الاعظم سے بھی ملے ہیں، حکایت تراشنے کو ایک حکایت گھڑی کہ ایک بڑھیا گئی، حضرت غوث الاعظم کے پاس اور کہا کہ میرا بیٹا مر گیا ہے اس کو زندہ کر دیجئے، آپ نے فرمایا زندہ نہیں ہوسکتا، اس کی عمر ختم ہو چکی تھی، بڑھیا نے کہا کہ اگر اس کی عمر ختم نہ ہوتی تو آپ سے کہنے کی کیا ضرورت تھی، آپ سے اس واسطے کہا ہے کہ عمر ختم ہوگئی ہے اور آپ کو زندہ کرنا پڑے گا؟ آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا وہاں سے بھی دلیل سے حکم ہوا کہ زندہ نہیں ہوسکتا آپ نے بھی وہی جواب دیا جب کسی طرح عرض منظور نہ ہوئی اور ادھر سے تنگ کیا تو آپ نے عزرائیل علیہ السلام سے تھیلا روح کا چھین لیا اسے کھول دیا ساری روحیں پھر اڑ گئیں اور تمام مردے زندہ ہو گئے، آپ نے

فرمایا:۔ دیکھا ایک کو نہ جلایا اچھا ہوا؟ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے خدا تعالی کے ہاں نالش کی، وہاں سے حکم ہوا کہ ہمیں دوستوں کے خاطر منظور ہے خیر جیسے وہ کہیں وہی سہی۔

انیاؤ پور شہر کا قصہ:

شہر تھا انیا پور، ان نفی کا کلمہ ہے نیاؤ کے معنی ہیں انصاف اور پور شہر کو کہتے ہیں، اس کے معنی ہوئے بے انصافی کا شہر۔ایک گرو اور ایک چیلہ اس شہر میں جا پہنچے اور چیزوں کا بھاؤ پوچھا سب کا بھاؤ سولہ سیر، گیہوں بھی سولہ سیر چنے بھی سولہ سیر گھی بھی سولہ سیر نمک بھی سولہ سیر گوشت بھی سولہ سیر، غرض کہ سب کا ایک بھاؤ، گرو نے یہ حال دیکھ کر چیلہ سے کہا یہاں سے چلو۔ یہ شہر رہنے کے قابل نہیں یہاں کھرے کھوٹے سب ایک بھاؤ ملتے ہیں، چیلے نے کہا، ہم تو یہاں رہیں گے خوب گھی کھائیں گے، طاقت آئیگی ہر چند گرو نے سمجھایا مگر اس نے ایک نہ مانی خیر ایک عرصے تک وہاں رہے افراط سے سب چیزیں ملیں، چیلہ کھا کھا کر خوب موٹا ہوا، ایک دفعہ اتفاق سے ایوان شاہی پر پہنچے، راجہ کے یہاں ایک مقدمہ پیش تھا وہ یہ کہ دو چور کسی مہاجن کے یہاں گئے تھے چوری کرنے ،نقب دے کر ایک باہر پہرہ دے رہا ایک اندر گیا، اس پر وہ دیوار گر پڑی دب کر مر گیا ،اس کے ساتھی نے دعوی کر دیا کہ اس نے ایسی کمزور دیوار بنائی تھی کہ وہ گر پڑی دب کر مر گیا مہاجن حاضر کیا گیا اس نے عذر کیا کہ میرا قصور نہیں۔معمار نے ایسی دیوار بنائی تھی۔معمار حاضر کیا گیا اس سے پوچھا، اس نے کہا مزدور نے گارا پتلا کر دیا تھا اس نے اینٹ کو اچھی طرح نہیں پکڑا، مزدور حاضر کیا گیا اس سے پوچھا گیا اس نے کہا سقہ نے پانی زیادہ چھوڑ دیا اس لئے گارا پتلا ہو گیا۔ سقہ حاضر کیا گیا اس نے کہا سرکاری ہاتھی

میری طرف دوڑا چلا آ رہا تھا۔ مشک کا دہانہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا اس لئے پانی زیادہ پڑ گیا فیل بان کو حاضر کیا گیا، اس نے کہا ایک عورت بجتا ہوا زیور پہنے آ رہی تھی پازیب کی جھنکار سے ہاتھی چونک گیا۔ وہ عورت حاضر کی گئی اس نے کہا سنار نے پازیب میں باجا ڈال دیا تھا۔ سنار کو حاضر کیا گیا، اس کو کچھ جواب نہ آیا آخر کہیں تو سلسلہ ختم ہوتا یہ تجویز ہوا کہ اس سنار کو پھانسی دی جائے۔ اس کو پھانسی پر لے گئے اور گلے میں پھندا ڈالا۔ اس کی گردن ایسی پتلی تھی کہ حلقہ اس کے گلے میں برابر نہ آیا۔ حلقہ تھا بڑا، جلاد نے آ کر کہا کہ حلقہ اس کے گلے میں نہیں آتا، اس پر یہ تجویز ہوا کہ کسی موٹے شخص کو پھانسی دیدو، تلاش ہوئی تو سوائے چیلہ صاحب کے اتنا موٹا اور کوئی نہ ملا یہ پکڑے گئے ، انہوں نے گرو جی سے کہا اب کیا کروں گرو جی نے کہا کہ بھائی میں نے پہلے ہی کہا تھا یہ شہر رہنے کے قابل نہیں، مگر تو نے نہ مانا اب کئے کو بھگت، چیلے نے کہا، حضور کسی طرح بچائیے، کچھ تو کیجئے، آخر آپ کا بچہ ہوں۔ گرو نے تدبیر نکالی کہ آپس میں جھگڑا شروع کیا، گرو کہے کہ مجھے پھانسی دو، چیلہ کہے مجھے پھانسی دو آپس میں خوب جھگڑے یہاں تک کہ راجہ تک نوبت پہنچی، راجہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ گرو نے کہا ایک ساعت ہے جو کوئی اس ساعت میں پھانسی چڑھے تو سیدھا جنت کو جائے اس لئے ہم جھگڑتے ہیں کہ پھر ایسی ساعت نہیں ملے گی، راجہ نے کہا پھر اس سے زیادہ موقع پھر کہا نصیب ہوگا، ہمیں پھانسی دیدو۔ چنانچہ اس منحوس کو پھانسی دے دی گئی ایسے راجہ کو پھانسی دینا اچھا تھا پاپ کٹا خس کم جہاں پاک یہ قصہ تھا سو بہت سے لوگ مسلمان ہو کر ایسی ہی سلطنت سمجھتے ہیں اللہ کی جیسی ان نیاؤ پور کی حکومت کہ کوئی قاعدہ قانون ہی نہیں، اندھا دھند معاملہ ہے، جس کے کوئی اصول ہی نہیں۔

ایک طفیلی شاعر کی حکایت:

کسی نے طفیلی شاعر سے پوچھا جسے کھانے کا بہت شوق تھا، احکام قرآن سے تمہیں سب سے زیادہ کیا حکم پسند آیا؟ اور دعاؤں میں کون سی دعا؟ کہا مجھے احکام میں تو **کلوا واشربوا** (کھاؤ پیو)۔ اور دعاؤں میں سے "**ربنا انزل علینا مائدة من السماء**" (اے ہمارے رب آسمان سے ہم پر دستر خوان عطاء فرمایئے)۔

جاہل عابد کی حکایت:

ہماری بستی محلہ خیل میں ایک جاہل شخص تھا، بہت عابد زاہد تہجد گزار پابند صوم وصلوہ تھا، لوگوں کو ان کی طرف میلان بھی تھا، اور کہتے تھے وہ بزرگ آدمی ہیں۔ ایک شخص نظام الدین نام کا انہیں کے محلہ میں رہتا تھا وہ مسخرہ تھا اور ان سے بدعقیدہ تھا جب لوگ کہتے یہ بزرگ آدمی ہے تو کہتا کہ جاہل کی کیا بزرگی، لوگ اس کو برا بھلا کہا کرتے تھے ایک روز اس نے تماشہ کیا، جب وہ عابد صاحب تہجد کے لئے اٹھے تو یہ چھت پر جا بیٹھے اور بہت باریک آواز سے انہیں پکارا، انہوں نے کہا کون جواب دیا میں ہوں جبرئیل۔ خدا تعالی کی طرف سے پیغام لایا ہوں کہ تم اب بڈھے ہو گئے ہو اور موسم بھی سردی کا ہے۔ رات کو اٹھ کر وضو کرتے ہو تو تکلیف بہت ہوتی ہے۔ ہم کو شرم آتی ہے، جاؤ اب ہم نے تمہاری نماز معاف کردی۔ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور خوب پیر پھیلا کر سوئے، یہاں تک کہ صبح کی نماز میں بھی نہیں آئے، لوگوں نے یہ سمجھا کہ طبعیت خراب ہوگئی، یا آنکھ لگ گئی ہوگی اس لئے نہ آئے ہونگے، دوسرے وقت بھی نہیں آئے۔ یہاں تک کہ کئی وقت گزر گئے تب محلہ کے آدمی مزاج پرسی کے لئے

گئے ، جا کر دیکھا ہٹے کٹے بہت خوش چارپائی پر لوٹ مار رہے ہیں ،لوگوں نے کہا، میاں جی کیسا مزاج ہے؟ کہنے لگے بہت اچھا ہوں، کہا نماز میں کیوں نہیں آئے ؟ تو بہت اینٹھ کر بولے بھائی بہت نماز پڑھی خدا نے سن لی اور جو غرض تھی نماز سے حاصل ہوگئی ،اب میرے پاس فرشتہ آنے لگا، پرسوں یہ پیغام لایا تھا کہ اب نماز معاف کردی گئی ہے وہ مسخرہ جو دور بیٹھا دیکھ رہا تھا، قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا دیکھ لی جاہل کی بزرگی ،لوگوں نے کہا ظالم تو نے غضب کردیا۔

مؤذن کا قصہ:

ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک مؤذن کے پاس محلّہ کا ایک لونڈا مٹی کی رکابی میں کھیر لایا۔ مؤذن بڑے خوش ہوئے اور کہا شاباش، آج کیا تقریب تھی جو کھیر لایا؟ لڑکے نے کہا تقریب تو نہ تھی اماں نے کھیر پکائی تھی اس میں کتا منہ ڈال گیا اماں نے کہا پھینکنے سے اچھا ہے مؤذن کو دے آ۔ رزق ہے پیٹ میں پڑ جائے گا ،یہ سن کر مؤذن صاحب کو بہت غصہ آیا اور رکابی اٹھا کر پھینک دی۔ کھیر بھی گر گئی اور رکابی بھی ٹوٹ گئی۔ لڑکا رونے لگا۔ اس پر مؤذن صاحب کو اور بھی غصہ آیا اور کہا ابے، تو کتے کے آگے کی کھیر لایا اور اوپر سے روتا ہے۔ تجھے کسی نے مارا ہے۔ کہا کہ اماں مارے گی رکابی بھیا کے گو اٹھانے کی تھی (ظرف بھی بڑا پاکیزہ تھا اور مظروف بھی ایسا ہی جوڑ تو اچھا ملا)۔

ایک جاہل واعظ کی حکایت:

ایک نام نہاد مولوی صاحب نے واعظ کہا"انا اعطینک الکوثر"

(ترجمہ: دیا ہم نے تجھ کو مثل کوثر کے) ایک صاحب نے پوچھا مثل کا کیا معنی ہیں۔ کہنے لگے ایک کاف تشبیہ کا ہوتا ہے۔ سائل نے کہا وہ تو ایسے موقع پر گول مول لکھا جاتا ہے۔ غنیمت ہے مان گئے اور کہا مجھ کو معلوم نہ تھا ان کی سمجھ میں تو آ گیا۔

ایک اور جاہل واعظ کی افسوس ناک حالت:

ایک اور صاحب نے میرے سامنے وعظ کہا تھا اور "ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون" (یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو) کا ترجمہ کیا تھا کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ جمعہ کی نماز کے وقت دو کانوں کو تالا لگا کر مسجد میں آیا کرو۔ تعل کو تالا سمجھے اور مون کو مونہ سمجھے بند کرنے کے معنی ہیں۔

ایک بنیئے اور اس کی بیوی کی حکایت:

ایک حکایت مشہور ہے کسی بنیئے نے اپنی عورت سے کہا ذرا مجھے باٹ اٹھا دے اس نے کہا اونہ بھلا مجھ سے اتنا بھاری باٹ اٹھے گا اس نے کیا کیا، سنار سے کہہ کر ایک سل کے اوپر سونا مڈھوایا اور گھر میں لایا کہ لے بی میں نے تیرے واسطے نئی قسم کا زیور گڑھوایا ہے جیسے وہ زیور عورت کے سامنے آیا بے ساختہ گلے میں ڈال لیا پھر تو بنیئے نے اس کی خوب مرمت کی۔ کہ مردار کل تجھ سے باٹ تک نہ اٹھا تھا اب سل گلے میں بلا تکلف ڈالے پھرنے لگی۔

حضرت غوث اعظمؒ کے دھوبی کا واقعہ:

مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ حضرت غوث اعظم کا دھوبی جب مرا اور اس سے قبر میں سوال ہوا کہ "من ربک و ما

دیسنک" تو اس نے کہا حضور میں تو بڑے پیر صاحب کا دھوبی ہوں (مطلب یہ تھا کہ جو مذہب ان کا ہے وہی میرا ہے) اس پر فرشتے نے اسے ہنس کر چھوڑ دیا۔

بی بی تمیزن کا قصہ:

ایک بی بی تمیزن تھی فاسقہ فاجرہ کسی بزرگ نے اس کو وضو کرایا نماز پڑھوائی اور نصیحت کی کہ نماز پڑھتی رہنا۔ ایک عرصہ کے بعد وہ بزرگ پھر ادھر آئے تو ان بزرگ نے پوچھا نماز پابندی سے پڑھتی ہو؟ کہا جی ہاں، فرمایا وضو بھی کرتی ہو، تو کہتی ہے آپ جو وضو کرا گئے تھے میں اسی سے پڑھ لیتی ہوں، یہ حکایت تو کتابی ہے، ایک حکایت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کی بیان کی ہوئی ہے کہ ایک سقہ کو وضو کرا دیا اور خیال کیا یہ تو ہر وقت پانی میں رہتا ہے اس کو کیا مشکل ہے وضو کرنا، اس لئے کوئی خاص تاکید نہیں کی، کچھ روز بعد دیکھا وہ سقہ بے وضو نماز میں آ کھڑا ہوا اس سے پوچھا یہ کیا کہتا ہے کہ جی اس دن وضو کرا نہیں دیا تھا؟۔

ایک پیر کا قصہ:

حکایت ہے کہ کسی مرید نے نکاح پڑھنے کے لئے ان کو نہ بلایا اور دوسرے کسی آدمی سے نکاح پڑھوا لیا، پیر نے سمجھا کہ یہ تو بری رسم نکلی اس سے بڑا نقصان ہوگا، وہ اس کے گھر پہنچے اور کہا کہ ہمارے بغیر کس نے نکاح پڑھایا ہے، بہت خفا ہوئے اور کہا میں ابھی اسکو ادھیڑتا ہوں بس بیٹھ گئے پڑھنے "و الشمس و ضحھا" ادھیڑ بے نکا حا تمام آیتوں میں اسی طرح جوڑ لگاتے چلے گئے اور کہا ایک دو آیت اور ہیں بس ادھیڑا ہی جاتا ہے۔ اس بے چارے نے پانچ روپے نکال کر دے دیئے اور کہا جی ایسا مت کرو۔

ایک کابلی کی حکایت:

ایک کابلی مولوی صاحب مجھ سے حکایت بیان کرتے تھے کہ میں ایک وزیر ریاست کے پاس بیٹھا تھا، وزیر صاحب داڑھی صاف کررہے تھے میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیسا حسین چہرہ دیا ہے مگر جو چیز چہرہ کی زینت ہے اس کو آپ مٹادیتے ہیں اس کہنے سے وہ کچھ شرما گئے ایک دوسرے مولوی صاحب ان کے ہاں اور بیٹھے تھے وہ خوشامد میں کیا کہتے ہیں داڑھی کبھی نہ رکھنا چاہئے اور وجہ بیان کی کہ اس میں جوئیں پڑ جاتی ہیں، اور باہم زنا کرتی ہیں، میں نے کہا پھر آپ نے یہ چکلہ کیوں رکھ چھوڑا ہے، اور باہر آ کر میں نے ان مولوی صاحب کو خوب لتاڑا اور کہا تم کو خوف نہ ہوا کہ ایسی باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ تو جواب میں کہتے ہیں کہ جب ہم مکان سے چلتے ہیں تو ایمان فلاں نالہ پر چھوڑ آتے ہیں۔

شیخ شبلی اور سبزی فروش:

شبلی کی حکایت ہے کہ ایک سبزی فروش سبزی فروخت کرتا پھر رہا تھا اور یہ آواز لگا رہا تھا کہ الخیار والعشرہ بدانق'' جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دس ککڑی ایک دانق میں اور ایک لغت میں یہ ترجمہ ہے بعید جو کہ مراد نہ تھا نہ اس کا کوئی قرینہ تھا یہ بھی ہوسکتا تھا کہ دس نیک لوگ ایک دانق میں شیخ کے کان میں یہ آواز پڑی اور شیخ چیخ مار کر بے ہوش ہوگئے کہ جب خیار یعنی نیکوں کی یہ حالت ہے تو ہم اشرار کو کون پوچھے گا کیا اچھے لوگ تھے۔

بے نمازی کی حکایت:

بعض لوگ نماز شروع کر کے پھر چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ نمازی مشہور ہو گئے ہیں استیلاء شہرت حاصل ہو چکا ہے اب وہ عید ہی کی نمازی ہوں گے کیوں کہ نمازی کی ایک قسم یہ بھی ہے۔

چنانچہ ایک واعظ ایک گاؤں میں پہنچے اور وعظ میں کہا بے نمازی سور ہیں یہ سن کر گاؤں کے لوگ بگڑ گئے اور لاٹھیاں لے کر چڑھ آئے، مولوی صاحب نے کہا کیوں آئے؟ خیر تو ہے، کہا تم نے ہم کو سور کہا تھا کہنے لگا میں نے تم کو تھوڑی کہا تھا تم تو نمازی ہو کیا تم کبھی عید کی نماز بھی نہیں پڑھتے تھے، گاؤں والوں نے کہا ہاں عید کی نماز پڑھ لیتے تھے کہا پھر تم بے نمازی کدھر ہوئے میں نے تم کو سور نہیں کہا اس پر سب راضی ہو گئے

ایک بڑھیا کی حکایت:

ہمارے یہاں ایک بڑھیا کی ایک لڑکی سے تکرار ہوئی لڑکی نے کہا اللہ کرے تو مر جائے۔ بڑھیا کو بڑا ناگوار ہوا رونے لگی اور گھر والوں سے شکایت کی یہ لڑکی مجھے کہتی ہے کہ تو یوں ہو جا، مرنے کا نام نہیں لیا، اے اللہ سن لو سنیو مت حالانکہ وہ اتنی بوڑھی تھی کہ کمر تک جھک گئی تھی۔ لیکن پھر بھی اسے زندگی سے تمنا اور امید اور موت سے نفرت و کراہیت تھی خدا تعالی نے خود فرمایا ہے "**یود احدکم لو یعمر الف سنة**" مشرکین میں سے بعض لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہزار برس کی عمر ہو، حق تعالی نے تو یہ حالت کفار کی نقل فرمائی ہے، مگر افسوس ہم لوگوں میں بھی یہ موجود ہے

دیکھئے جب کسی کو دعا دیتے ہیں تو کہتے ہیں یہ ہزار برس جئے اس جملے میں ہزار کا لفظ بھی تحدید کے لئے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عمر طبعی میں بھی نہ مرنا چونکہ اس سے زیادہ بلکہ اتنی بھی کہیں عمر طبعی نہیں ہے اس واسطے ہزار کے لفظ کو اختیار کیا ہے کہ اس سے بھی زیادہ زمانہ عمر طبعی کا ہے تو اور آگے کی دعا دیتے حالت یہ ہے کہ مرنے کو جی ہی نہیں چاہتا۔

ایک گنوار کا قصہ:

ایک گنوار کا قصہ ہے کہ گاؤں میں ایک واعظ صاحب آئے اور انہوں نے بیان کیا کہ جب تک نیت نہ کرے روزہ نہیں ہوتا اور نیت بتائی کہ یوں کہنا "بصوم غد نویت" وئی ایسے ہی ٹٹ پونجیا سے واعظ ہو نگے جیسے گشتی واعظ کھانے کمانے والے ہوا کرتے ہیں ورنہ نیت کی حقیقت بھی بیان کر دیتے پھر غلطی نہ ہوتی اگلے دن کیا دیکھتے ہیں کہ دن میں چودھری صاحب بے دھڑک حقہ پی رہے ہیں کہا مردود رمضان ہے تو نے روزہ نہیں رکھا، کہا مولوی صاحب جی غصہ مت ہو تم ہی نے تو یہ مسئلہ بیان کیا تھا کہ بے نیت کا روزہ نہیں ہوتا اور جو نیت تم نے بتائی تھی وہ مجھے یاد نہیں ہوئی اب اسے یاد کر کے روزہ رکھا کروں گا آج میں نے سوچا کہ روزہ تو ہوا ہی نہیں پھر حقہ کا ذائقہ کیوں چھوڑوں۔

شیخ سعدی کی ظرافت:

شیخ سعدی نے ایک شخص کو دیکھا زمین پر بے ہوش پڑا ہے، لوگ اس کے گرد کھڑے ہوئے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ عاشق ہے عشق میں دو

منزلہ مکان سے کود پڑا ہے، وہاں قریب ہی ایک زینہ تھا شیخ سعدیؒ اس ایک سیڑھی پر چڑھ کر کود پڑے اور کہا ہم بھی عاشق ہیں مگر عشق سعدیؒ تا بزانو یعنی عشق کے مراتب مختلف ہیں ایک درجہ ہم کو بھی حاصل ہے گو بڑا درجہ حاصل نہ ہو۔ یہ تو شیخ سعدیؒ کی ظرافت تھی۔

عالم نما جاہل کی حکایت:

ایک عامل بالحدیث کی حکایت ہے کہ امامت کے وقت نماز میں ہلا کرتے تھے اور تنہا نماز پڑھتے ہوئے نہیں ہلتے تھے، کسی نے پوچھا امامت کے وقت تم کو کیا ہو جاتا ہے جو اس قدر ہلتے ہو کہا حدیث میں آیا ہے کہ امام کو ہلنا چاہئے لوگوں نے کہا ذرا ہم بھی دیکھیں، تو آپ حدیث کی مترجم کتاب اٹھالائے، اس میں حدیث "من ام منکم فلیخفف" کا ترجمہ یہ لکھا تھا کہ جو شخص امام بنے ہلکی نماز پڑھائے، یعنی طویل نہ کرے، آپ نے ہلکی کو "ہل کے" پڑھا کیسا ترجمہ کا ناس کیا۔

ایک لطیفہ:

ایک بوڑھا آدمی حکیم کے پاس جا کر کہنے لگا میری آنکھوں میں کمزوری ہے کہا بڑھاپے سے، کہا میرا دماغ خالی سا ہو گیا، کہا بڑھاپے سے، کہا، میرے ہاتھوں میں درد رہتا ہے کہا، یہ بھی بڑھاپے سے بڈھے نے جھلا کر حکیم کے ایک دھول رسید کی نامعقول تو نے بڑھاپے کے سوا حکمت میں کچھ اور بھی پڑھا ہے، حکیم نے ہنس کر کہا میں آپ کے غصہ کو برا نہیں مانتا یہ غصہ بھی بڑھاپے ہی سے ہے۔

ایک جلالی بزرگ کی حکایت:

قصبہ رامپور میں ایک بزرگ تھے حضرت حکیم ضیاء الدین صاحب بڑے تیز مزاج تھے، بس رعد اور برق تھے۔

ایک بار حضرت مولانا گنگوہیؒ ان کے یہاں مہمان تھے ایک مسئلہ طلاق کا پیش آیا، مولانا نے فتویٰ دیا، ایک ملانی کہنے لگی کہ قرآن مجید میں تو اس کے خلاف لکھا ہے حکیم صاحب بگڑ گئے اری چل بیٹھ چڑیل تو کیا جانے قرآن کو اتنے جوتے پڑیں گے، کہ سر پر ایک بال بھی باقی نہ رہے گا تو کیا جانے چڑیل کہ قرآن کسے کہتے ہیں۔

ایک شاعر اور امیر کی حکایت:

ایک شاعر نے ایک قصیدہ کسی امیر کی شان میں لکھا وہ سن کر بہت خوش ہوا اور انعام کا وعدہ کر لیا اور کہا کل آنا انعام دینگے، اب شاعر صاحب بڑے خوش، ساری رات حساب کتاب کیا کہ اتنا بیوی کو دونگا اتنے کا حلوہ بناؤں گا، اتنے کا گھی خریدوں گا، غرض کہ مارے خوشی کی نیند بھی نہیں آئی، صبح ہوتے ہی پہنچے سلام کیا، اب وہ امیر صاحب اجنبی بن گئے جیسے کبھی دیکھا ہی نہیں۔

عرض کیا حضور! میں شاعر ہوں، کون شاعر؟ عرض کیا اجی حضور کل میں نے ہی تو حضور کی شان میں قصیدہ سنایا تھا، حضور نے تو آج انعام دینے کا فیصلہ فرمایا تھا چنانچہ انعام لینے ہی کے لئے حاضر ہوا ہوں وعدہ پورا فرمائے۔ امیر نے نہایت ہی روکھے پن سے جواب دیا کہ یہ خوب کہی، کچھ آپ کا میرے ذمے قرض آتا ہے، میاں اپنا روپیہ کیوں فضول ضائع کروں؟۔

اس نے کہا آپ نے وعدہ کیا تھا، کہا میاں! تم نے ایک بات کہہ کر میرا جی خوش کر دیا ،ایک بات میں نے کہہ کر تمہارا جی خوش کر دیا ،واقعیت (اصلیت وحقیقت) نہ اس میں تھی نہ اس میں بدلہ تو ہو گیا پھر انعام کیسا بلکہ تمہارے قصیدہ نے تھوڑی دیر کے لئے مجھے خوش کیا تھا میرے وعدہ نے تو تمہیں رات بھر خوش رکھا تھوڑی دیر کے بدلہ میں تم کو رات بھر کی خوشی مل گئی پھر انعام کیسا،غرض بجائے روپے کے ٹکا سا جواب دیدیا اور شاعر اپنا سامنہ لے کر چلے آئے۔

حضرتؒ بایزید بسطامی کی حکایت:

حضرت بسطامی کی حکایت ہے کہ کسی مقام پر وہ پہنچے تو ان کی شہرت سن کر ایک مجمع زیارت کی لئے جا پہنچا، وہ گھبرائے یہ یہاں کہاں کی بلا آ ٹوٹی، آپ نے کیا ترکیب کی کہ پکار کر کہہ دیا ”لا الہ الا انا فاعبدنی“ یعنی کوئی خدا نہیں سوائے میرے۔ پس عبادت کر میری، یہ سن کر سب لوگ لاحول پڑھ کر بھاگ گئے، یہ شخص تو مردود (راندہ درگاہ خداوندی) ہو گیا، اب یہ بایزید کہاں رہے، یہ زمانہ تھوڑی ہی تھا کہ جتنی کفریات بکے اتنا ہی وہ مقبول اور خدارسیدہ سمجھا جائے، غرض سب لاحول پڑھ کر بھاگ گئے لیکن بعض خاص خاص لوگ جو عشاق تھے وہ البتہ رہ گئے، انہوں نے موقع پا کر نہایت ہی ادب سے عرض کیا، حضرت کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ ان الفاظ کا مطلب کیا تھا، بظاہر تو خدائی کا دعویٰ معلوم ہوتا تھا۔

یہ سن کر حضرت بایزید ہنسنے لگے کہ نعوذ باللہ میں نے خدائی کا دعویٰ تھوڑا ہی کیا تھا، اجی میں تو سورہ طٰہ میں سے پڑھ رہا تھا میں نے صرف یہ کیا کہ آیت ذرا پکار کر پڑھ دی ”لا الہ الا انا فاعبدنی“ پھر اس میں حرج ہی کیا ہو گیا میاں کیا یہ جائز

نہیں ہے؟ کہ آہسہ آہستہ پڑھتے پڑھتے تھوڑا سا کلام مجید پکار کر پڑھ دے۔ آخر میں نے خلاف شرع کون سا کام کیا عجیب پاگل ہو کہ اس کو خدائی کا دعوی سمجھ بیٹھے، اجی مجھے لوگوں سے پیچھا چھڑانا منظور تھا اس لئے میں نے یہ کیا کہ یہ آیت پکار کر پڑھ دی تا کہ لوگوں کو مجھ سے وحشت ہو جائے اور میرا پیچھا چھوڑ دیں۔

مولانا محمد یعقوبؒ صاحب کے ایک شاگرد کا قصہ:

دیوبند میں ایک ذی علم پر تخیل کا غلبہ تھا وہ یوں کہتے تھے کہ سوکھے ٹکڑے بھی اگر پلاؤ کے تصور سے کھاؤ تو پلاؤ کا لطف آتا ہے مجھے بھی انکی زیارت ہوئی انہیں کا یہ واقعہ بھی ہے کہ وہ رضائیاں اور لحاف اپنے سر پر باندھتے تھے انہیں یہی وہم سوار ہو گیا تھا کہ میرا سر نہیں رہا ہے اس لئے وہ سر کی جگہ ان چیزوں کو باندھتے تھے۔

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کے شاگرد تھے، طبیب بہت اچھے تھے طب میں اچھی خاصی عقل تھی لیکن اس خبط میں مبتلا ہو گئے تھے کہ میرا سر نہیں رہا، مولانا کو خبر کی گئی، مولانا علاج کے لئے تشریف لے گئے حال پوچھا تو وہی ہانکا کہ سر نہیں، مولانا نے نکال کر جوتا سر ہی پر مارنا شروع کیا اب جو جوتا پڑا چلانے لگے کہ مولوی صاحب چوٹ لگی، مولانا نے فرمایا چوٹ کہاں لگی، بولے سر میں، بولے سر تو ہے ہی نہیں، کہنے لگے اجی ہاں ہے اب معلوم ہوا واقعی ہے۔ بس مالیخولیا جاتا رہا

شیشے کا بدن:

ایک شخص کو یہ خیال ہو گیا کہ میرا بدن شیشے کا ہے، حکیم صاحب نے جب نبض دیکھنی چاہی تو آپ یہ کہنے لگے، کیا کرتے ہو مجھے ہاتھ نہ لگانا میرا بدن شیشے کا

ہے ٹوٹ جاوے گا، حکیم صاحب نے اپنے دل میں کہا کہ اچھا یہ تو بہت دور پہنچے ہوئے ہیں، انہوں نے کیا تدبیر کی، اگلے دن بلالیا اور آنے سے قبل خادموں کو حکم دیا کہ یہ جب آوے اس پر کمبل ڈال کر گرا کر اوپر سے شیشے کے ٹکڑے پتھر سے توڑ دو، لیکن اس طرح کے چوٹ نہ لگے، اگر غل مچائے تو مچانے دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، اس نے بڑا غل مچایا ہائے میں ٹوٹا ہائے میں ٹوٹا میں پھٹا لیکن کسی نے ایک نہ سنی، بالآخر حکیم صاحب نے اسے شیشے کے ٹکڑے دکھا کر کہا کہ دیکھو میاں ہم نے تمہارے بدن پر سے شیشے کا خول اتار دیا اب تو اصلی بدن ہو گیا کہ نہیں؟ شیشے کے تکڑے دیکھ کر اسے یقین ہو گیا شیشے کا جو خول تھا وہ تو واقعی اتر گیا پھر آپ نے بدن ٹٹول کر کہا کہ ہاں اب تو یہ بدن ٹھیک ہو گیا، غرض یہ خیال ایسی چیز ہے۔

بدزبان بیوی کا قصہ:

چنانچہ لکھنؤ کا ایک قصہ ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی بہت بدزبان تھی انہوں نے اس کی اصلاح کی تدبیریں کیں، کچھ نفع نہ ہوا، ایک دن انہوں نے کہا کم بخت تو بہت ہی بدقسمت ہے، کتنی دور سے لوگ میرے ہاں آتے ہیں اور انکو نفع ہوتا ہے تو میری یہاں کتنی مدت سے ہے مگر تجھے کچھ نفع نہیں ہوتا، بولی میں بدقسمت کیوں ہوتی میں تو بڑی خوش قسمت ہوں کہ ایسے بزرگ ولی اللہ کے پلے بندھی ہوں میرے برابر کوئی ہو تو بولے، بدقسمت تم ہو نگے تمہیں مجھ جیسی بری عورت ملی یہاں بھی اللہ کی بندی زبان درازی سے نہ چوکی خاوند کو بدقسمت بنا کر چھوڑا مگر اس بدتمیزی میں بھی اعتقاد ٹپکتا ہے کہ ان کو بزرگ اور ولی اللہ کہتی جاتی ہے، اس کا منشا وہی محبت ہے۔

ایک مسخرے کا قصہ:

ایک اور شخص کا قصہ ہے جو نہایت ہی مسخرہ تھا اس نے مرنے کے وقت اپنے دوست کو یہ وصیت کی کہ جب مجھ کو قبر میں رکھو تو میری داڑھی پر آٹا چھڑک دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، لوگ دیکھ کر کہنے لگے یہاں بھی مسخرہ پن نہ چھوڑا، دفن کر دیا کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا تو کہا پیشی ہوئی تھی میں نے عرض کیا، میں نے سنا تھا "ان اللہ لا یستحی من ذی الشبیہ المسلم" میرے پاس سفید داڑھی تو تھی نہیں میں نے اس خیال سے اس کی نقل کر لی" من تشبہ بقوم فھو منھم" شاید اسی بنا پر مغفرت ہو جائے چنانچہ مغفرت ہو گئی۔

شیطان کا قصہ:

شیطان کی ملاقات حضرت سہل سے ہوئی اس نے کہا میں بھی حق تعالی کی رحمت کا مستحق ہوں، کیوں کہ ارشاد ہے "وسعت رحمتی کل شئی" اور میں بھی شئی میں داخل ہوں حضرت سہلؒ نے جواب دیا کہ آگے یہ بھی تو ہے "فسأ کتبھا للذین یتقون" جس کا ادنیٰ درجہ ایمان ہے پس ایمان کی قید بھی تو اس پر لگی ہوئی ہے۔ شیطان نے کہا خدا کی صفات میں قید نہیں ہوتی وہ کسی قید کا مقید نہیں، وہ خاموش رہے انہوں نے وصیت کی شیطان سے کوئی مناظرہ نہ کرے۔

ایک اَحوَل کی ملاقات:

ایک استاد نے اپنے شاگرد سے جو بھینگا تھا کہا کہ فلاں طاق میں ایک بوتل رکھی ہوئی ہے اس کو لے کر وہ پہنچا تو اس کو دو بوتلیں نظر آئیں کہنے لگا یہاں تو دو بوتلیں

ہیں کون سی لے کر آؤں استاد نے کہا ارے احمق! وہاں تو ایک ہی ہے تجھ کو بھینگے پن سے دو نظر آتی ہیں اس نے کہا نہیں واقعی یہاں دو ہیں اس پر استاد نے کہا اچھا ایک کو توڑ دو اور دوسری کو لے آ، اس نے جو ایک توڑی دوسری بھی غائب، اب معلوم ہوا واقعی میری ہی نظر کا قصور تھا۔

عمل کے لئے عقل چاہئے:

ایک شخص نے اپنی ملازم کو ایک پرچہ لکھ کر دیا تھا جس میں کاموں کی تفصیل تھی کہ تیرے ذمہ اتنے کام ہیں، ایک دفعہ آقا اور ملازم کہیں سفر پر چلے آقا گھوڑے پر سوار تھا ملازم پیچھے پیچھے تھا ایک جگہ منزل پر پہنچے تو آقا کی چادر غائب تھی اس نے ملازم سے پوچھا چادر کہاں ہے اب آپ بہت صفائی سے کہتے ہیں کہ وہ راستہ میں گر پڑی تھی کیا تو نے گرتے ہوئے دیکھا کہا جی ہاں پوچھا تو نے اٹھایا کیوں نہیں، اس نے کاغذ آگے کر دیا یہ کام اس میں لکھا ہوا نہیں ہے وہ بہت چھلایا اور کاغذ میں اتنا اور لکھ کر بڑھا دیا کہ راستے چلتے ہوئے اگر کوئی چیز گر جاوے تو اس کو اٹھا لینا اس کے بعد پھر چلے جب اگلی منزل پر پہنچے تو ملازم نے ایک بڑا پوٹلہ لا کر سامنے رکھ دیا پوچھا یہ کیا ہے کہا یہ گھوڑے کی لید ہے، کہا یہ کیوں جمع کی نوکر نے کہا، آپ نے ہی تو لکھا تھا جو چیز راستے میں چلتے ہوئے گرے اس کو اٹھا لیا کرو لید گرتی جا رہی تھی میں نے اس کو جمع کر لیا آقا نے کہا بھائی میں تم کو سلام کرتا ہوں تم میرا پیچھا چھوڑو۔

دل کا سکون عظیم دولت ہے:

ایک بزرگ ایک شہر میں تشریف لے گئے دیکھا کہ دن میں شہر پناہ بند ہے

اس کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا باز اڑ گیا ہے، اس نے اس خیال سے شہر پناہ بند کرائی ہے کہیں، دروازہ میں سے نہ نکل جائے یہ بزرگ بہت ہنسے اور کہا آسمان کی طرف منہ کر کے، ناز میں آ کر حق تعالی سے عرض کیا کہ اچھے احمق کو بادشاہی دی ہم اتنے بڑے عاقل اور ہمارے لباس بھی درست نہیں، وہاں سے الہام ہوا کہ بہت اچھا، کیا تم اس پر راضی ہو کہ بادشاہ کی حماقت مع بادشاہی کے تم کو دے دی جائے اور تمہاری معرفت مع فقر کے اس کو دیدی جائے یہ سن کر وہ بزرگ لرز گئے اور فوراً سجدہ میں گر پڑے کہ میں اپنی معرفت دینے پر راضی نہیں چاہئے اس سے بھی زیادہ فقیر کیوں نہ ہو جاؤں۔

چارج قوم کا قصہ:

ہمارے یہاں قوم چارج ہے وہ ہندوؤں کے مردے اٹھایا کرتے ہیں ایک دفعہ طاعون کے زمانہ میں ہمارے ایک ملازم نے اس قوم کے ایک آدمی سے پوچھا کہو جی آج کل کیا حالت ہے، کہا خوب موج آ رہی ہے۔

اس قوم کے ایک شخص کا قصہ ہے اس سے کسی نے اپنا قرض مانگا اس نے وعدہ کیا پرسوں کو دونگا، اس نے پوچھا پرسوں کو تیرے پاس روپیہ کہاں سے آئے گا کہنے لگا فلانا مہاجن سخت بیمار ہے بس آج کل کا مہمان ہے پرسوں تک مر جائے گا، اس وقت میری آمدنی ہوگی تجھے لا کر روپیہ دیدوں گا۔

ایک رئیس زادے اور غریب زادے کی گفتگو:

شیخ سعدیؒ نے لکھا ہے کہ ایک رئیس زادے اور ایک غریب زادے میں

گفتگو ہوئی ۔رئیس زادے نے کہا کہ دیکھو ہمارے باپ کی قبر کیسی عمدہ اور مضبوط ہے جس پر شان شوکت برستی ہے اور تمہارے باپ کی قبر کچی اور شکستہ ہے، جس پر بے بسی برستی ہے، غریب زادے نے کہا بے شک یہ فرق ہے لیکن قیامت کے دن میرا باپ تو قبر سے آسانی سے نکل آئے گا اور تمہارا باپ پتھر ہی ہٹانے میں لگا رہے گا وہ اتنے پتھر اور چٹانوں کو ہٹاتا رہے گا کہ میرا باپ جنت میں جا پہنچے گا۔

ایک ملحد کا واقعہ:

کسی مسلمان بادشاہ کے زمانہ میں ایک ملحد نے قرآن پر اعتراض کیا تھا کہ اس میں مکرر آیات بھی موجود ہیں یہ خدا کا کلام معلوم نہیں ہوتا، بادشاہ نے اس کو گرفتار کر کے بلوایا اور پوچھا کہ تجھ کو قرآن پر کیا شبہ ہے بیان کر، اس نے یہی کہا کہ قرآن میں بعض جگہ مکررات موجود ہیں اس لئے خدا کا کلام نہیں معلوم ہوسکتا خدا تعالیٰ کو مکررات لانے کی کیا ضرورت تھی، بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اس شخص کے اعضائے مکررات میں سے ایک ایک کاٹ دو، ایک ہاتھ رہنے دو ایک پیر اور ایک آنکھ رہنے دو اور ایک کان کیونکہ یہ خدا کا بنایا ہوا معلوم نہیں ہوتا، خدا کو مکررات کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے اس میں اضافہ کیا ہے، لہٰذا مکررات کو حذف کر دو اور ایک عضو رہنے دو، واقعی خوب سزا دی۔

ایک اندھے عاشق کا قصہ:

ایک اندھا عاشق لڑکوں کو پڑھاتا تھا، ایک لڑکے کی ماں خوشامد میں اس اندھے معلم کے پاس اپنے بچہ کے ہاتھ کبھی کبھی کھانا وغیرہ بھیجدیا کرتی تھی کبھی سلام

کہلا بھیجتی تھی اندھے نے سمجھا یہ عورت مجھ سے محبت کرتی ہے اس لئے اس کو اس سے محبت ہوگئی۔

ایک روز اس نے لڑکے کے ہاتھ اس کی ماں کے پاس اظہار عشق کے ساتھ درخواست ملاقات کا پیام کہلا بھیجا، عورت پارسا تھی اس کو ناگوار ہوا اس نے اپنے خاوند سے تذکرہ کیا، ان دونوں میں یہ طے ہوگیا کہ اس اندھے کو اس کا مزا چکھانا چاہئے، اور اس کی صورت بھی تجویز کر لی گئی، اس کے بعد اس عورت نے حافظ جی کو اس لڑکے کے ہاتھ بلوا بھیجا حافظ جی وقت معہود یعنی مقرر پر پہنچ گئے اتنے میں باہر سے آواز آئی کواڑ کھولو، حافظ جی یہ سن کر گھبرا گئے عورت نے کہا گھبراؤ نہیں میں ابھی انتظام کئے دیتی ہوں، تم یہ دوپٹہ اوڑھ کر چکی پیسنے لگو حافظ جی نے ایسا ہی کیا اس نے جا کر کواڑ کھول دیئے خاوند اندر آیا، ملی بھگت تو تھی ہی، پوچھا یہ کون عورت ہے، کہا، ہماری لونڈی ہے آٹے کی ضرورت تھی اس لئے بے وقت چکی پیس رہی ہے، وہ خاموش ہو رہا حافظ جی نے کہاں چکی پیسی تھی آخر تھک گئے اور ہاتھ سست چلنے لگا یہ دیکھ کر خاوند اٹھا، کہا مردار سوتی ہے پیستی کیوں نہیں یہ کہہ کر چند جوتے رسید کئے اور آکر اپنی جگہ لیٹ رہا حافظ جی نے کہا قہر درویش برجان درویش، پھر پیسنا شروع کیا تھوڑی دیر پیسنے کے بعد پھر ہاتھ سست چلنے لگا خاوند نے پھر وہی عمل کیا جو پہلے کیا تھا غرض صبح تک حافظ جی سے خوب چکی پسوائی اور خوب جوتہ کاری کی جب یہ دیکھا حافظ جی کو کافی سزا مل چکی ہے تو حسب قرارداد وہاں سے خاوند ٹل گیا، عورت نے کہا اب موقع ہے آپ جلدی سے تشریف لے جاویں ایسا نہ ہو کہ وہ ظالم پھر آ جاوے، حافظ جی وہاں سے بھاگے اور مسجد میں دم لیا۔

یہ قصہ تو رفت گزشت ہوا، اس کے بعد عورت کو شرارت سوجھی اس نے لڑکے کے ہاتھ پھر سلام کہلا بھیجا، حافظ جی نے کہا ہاں میں سمجھ گیا پھر آٹا نہیں رہا ہوگا۔

ایک احمق کی شکایت:

ایک احمق نے کسی کتاب میں دیکھا کہ جس شخص کی داڑھی لمبی اور سر چھوٹا ہو وہ بیوقوف ہوتا ہے آپ کو شبہ ہوا آئینہ میں چہرہ مبارک دیکھا اپنی صورت پر حماقت کی علامت کو منطبق پایا آپ کو درستی کی فکر ہوئی، قینچی وغیرہ تلاش کی کچھ نہ ملا، مجبور ہو کر داڑھی کو چراغ کے سامنے کر دیا کیوں کہ سر تو بڑا کر نہیں سکتے تھے داڑھی کو چھوٹا کرنے لگے، جتنی داڑھی باقی رکھنا تھی اس کو مٹھی میں لے لیا باقی کو جلانے کے واسطے چراغ پر رکھنا تھا، کہ آگ کی لپٹ سے ہاتھ علیحدہ ہو گیا اور داڑھی کا صفایا ہو گیا۔

ایک بیوقوف بیٹے کی حکایت:

ایک شخص مرا اس کا ایک بیوقوف بیٹا تھا جب باپ مرنے لگا اس نے سوچا کہ یہ ہے بیوقوف اور آئیں گے تعزیت کرنے والے، خدا جانے ان کے ساتھ کس بدتمیزی سے پیش آوے گا، اس لئے اس کو مناسب دستور العمل سکھلا دینا مناسب ہے، پس اس نے وصیت کی جو شخص آئے اس کو اونچی جگہ بٹھلانا اور اس سے نرم اور شیریں باتیں کرنا اور اس کو قیمتی کھانا کھلانا، اور بھاری کپڑے پہن کر اس سے ملنا، اتفاقاً ایک شخص آپہنچا آپ نے حکم دیا ان کو اونچی جگہ بٹھلاؤ اور خود جوڑا بدلنے گئے بھاری بھاری قالین اور دریاں لپیٹ کر تشریف لائے اب مہمان جو بات کرتا ہے اس کے جواب میں گڑ اور روٹی ارشاد ہوتا ہے، پھر کھانے کے وقت گوشت آیا ذرا سخت تھا،

مہمان نے شکایت کی تو آپ فرماتے ہیں کہ میاں کے لئے پچاس روپے کا کتا کاٹ ڈالا آپ کو پسند ہی نہیں آیا مہمان حیران کہ ہر فعل عجیب ہے وجہ پوچھنے پر سب کی توجیہ فرمائی، چنانچہ گڑ اور روٹی کی وجہ نرم اور شیریں الفاظ کی وصیت فرمائی۔

ایک نوکر کی ذہانت:

ایک رئیس نے ایک نوکر سے یہ کام لیا تھا کہ جو ہماری زبان سے نکلے تم اس کی تصدیق کر کے توجیہ کر دیا کرو چنانچہ ایک بار رئیس کے منہ سے نکلا کہ ہم شکار کو گئے، ایک ہرن پر گولی چلائی وہ اس کے سم کو توڑ کر ماتھے کو پھوڑ کر نکل گئی، سب اہل مجلس ہنسنے لگے کہ سم اور ماتھے کا کیا جوڑ، نوکر بولا سچ ہے حضور وہ اس وقت پیشانی کھجلا رہا تھا۔

آپ ہی کی جوتیوں کا طفیل:

کسی شخص کو اس کے دوستوں نے تنگ کیا کہ ہماری دعوت کر، جب اس کا کوئی عذر نہ سنا گیا اس نے منظور کیا مگر یہ کہا کہ دعوت میں عمدہ پوشاک اور عمدہ جوتے پہن کر آنا، جب سب جمع ہو گئے اس نے کیا کیا کہ ان کی جوتیاں اڑا کر حلوائی کے پاس گروی رکھ دیں، اور عمدہ مٹھائیاں لا کر ان کے سامنے رکھ دیں اور سب نے مل کر مفت کا مال سمجھ کر خوب مزے سے کھائیں اور تعریف کرتے جاتے تھے، کہ بڑی نفیس مٹھائی کھلائی وہ جواب میں کہتا، حضرت آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے، مہمان سمجھے یہ تواضعاً کہہ رہا ہے جیسا کہ کہا کرتے ہیں کہ سب آپ ہی کا ہے اس کے معنی حقیقی مراد نہیں ہوا کرتے بلکہ اپنے مال کو مخاطب کی طرف تواضعاً منسوب کر دیا کرتے ہیں، جب مہمان وہاں سے

اٹھے تو دیکھا جوتیاں ندارد، کہنے لگے خدا جانے جوتیاں کیا ہوئیں، کہا حضرت میں نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ حضور ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے، اب وہ سمجھے کہ یہ لفظ تو اضعانہ تھا کہ معنی حقیقی پر محمول تھا اب مزہ معلوم ہوا اچھے اچھے کھانوں کا۔

ایک طالب علم اور شہزادی کے نکاح کا قصہ:

ایک طالب علم تھے دل لگی باز، ان کے ایک دوست نے پوچھا آج کل کس شغل میں ہو، کہا کہ شاہزادی سے نکاح کی فکر میں ہوں، کہا مبارک ہو بڑا کام مارا، کیا اس کی کوئی صورت ہوگئی ہے؟ کہا جی ہاں! آدھا کام تو ہوگیا ہے، آدھا باقی ہے، پوچھا کیوں کر؟ کہا ہم تو راضی ہیں مگر وہ راضی نہیں تو آدھا کام ہوگیا اور آدھا باقی ہے۔

یہ ہے شطرنج:

ضلع سہارنپور کے ایک شاعر کی حکایت ہے کہ اس کا لڑکا سخت بیمار تھا وہ نزع میں مبتلا ہوا، یہ شطرنج میں مبتلا تھا، گھر میں سے ماما آئی کہ لڑکے کی بہت بری حالت ہے چلئے گھر میں بلایا ہے، کہا چلو آتے ہیں، پھر آئی پھر آئی ان کا وہ ایک ہی جواب تھا، حتی کہ اس کا انتقال بھی ہوگیا جب بھی وہی سبق چلو ابھی آتے ہیں، اب اسے غسل دیا جارہا ہے، اچھا چلو آتے ہیں، کفن دیا جارہا ہے، اچھا چلو آتے ہیں یہاں تک کہ وہ دفن کردیا گیا۔

ایک شاعر کی حکایت:

ایک شاعر تھے ٹھوس تخلص تھا تخلص ہی سے سمجھ لیجئے کہ وہ کیسے شاعر ہونگے عموماً ان کے اشعار میں یہ ہوتا تھا کہ ایک مصرع چھوٹا اور ایک بڑا ہوا کرتا تھا کرتے

یہ تھے کہ ایک مصرع، کیف ما اتفق پہلے کاغذ پر لکھ لیا اور اسے سینک سے ناپ لیا ۔ اور دوسرا مصرع اسی سینک کے برابر لکھ لیا، اگر عبارت زائد ہوتی باریک قلم سے اتنی جگہ میں لکھ لی، کسی نے اعتراض کیا کہ تمہارے اشعار میں ایک مصرع چھوٹا ایک بڑا ہوتا ہے، کہنے لگے مولانا جامی کو تو مانتے ہو کہ وہ کیسے اساتذہ میں سے ہیں انہوں نے بھی ایک مصرع چھوٹا ایک بڑا کہا، چنانچہ دیکھو۔

(الٰہی غنچہ امید بخشا) اس مصرع کو تو خوب ٹھہر ٹھہر کے اور ترسیل کے ساتھ پڑھا۔ (گلے از روضۂ جاوید نما) اس مصرع کو خوب جلدی پڑھ دیا بس ایک چھوٹا ایک بڑا ہو گیا، تو لہجوں کو چھوٹا بڑا بنا کر مصرعوں کو اس کے تابع کر لیا، ورنہ واقع میں تو دونوں مصرع برابر ہیں۔

اس میں اختلاف ہے:

ایک طالب علم تھا کتابیں پڑھ کر اپنے گھر چلا تو استاد سے پوچھا کہ حضرت یہ تو آپ جانتے ہیں کہ مجھے آتا جاتا کچھ بھی نہیں مگر وہاں عالم سمجھ کر مسائل پوچھیں گے تو کیا کروں گا؟ استاد تھے بڑے ذہین انہوں نے کہا ہر سوال کے جواب میں یہ کہہ دیا کرنا کہ اس میں اختلاف ہے۔ اور واقع میں کوئی مسئلہ مشکل سے ایسا ہوگا جس میں اختلاف نہ ہو سوائے عقائد توحید و رسالت وغیرہ کے۔ تو ہر بات کا یہی جواب دیتا کہ اس میں اختلاف ہے، انہوں نے ہر سوال کے جواب کے لئے یہ یاد کر لیا کہ اس میں اختلاف ہے۔ تھوڑے دنوں میں لوگوں میں ان کی ہیبت بیٹھ گئی کہ بڑا عالم متبحر ہے بڑا وسیع النظر ہے مگر "فوق کل ذی علم علیم" کوئی صاحب پرکھ گئے کہ اس نے سب کو الو بنا رکھا ہے، آ کر کہا مولانا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے، انہوں نے کہا

فرمایئے کہالا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس میں آپ کی تحقیق کیا ہے کہنے لگے اس میں اختلاف ہے، بس آپ کی قلعی کھل گئی۔

اسی طرح تھیٹر میں ایک شخص نے اشتہار دیا کہ آج نیا تماشہ ہوگا کہ حاضرین کسی بھی علم اور کسی بھی فن کا سوال کریں، ہم اس کا جواب دینگے، بس جناب لوگ بڑے مشکل سوال چھانٹ کے تھیٹر پہنچے، کوئی انگریزی میں کوئی عربی میں کوئی اردو فارسی میں غرض ہر زبان میں ہر فن کے سوالات میں لے کر پہنچے وہ حضرت پلیٹ فارم پر تشریف لائے اور سب کے سوالات باری باری سننا شروع کئے ساری رات ان سوالات میں ختم ہوگئی۔

ٹال دینے کی ترکیب:

کسی نے معقولی طالب علم سے مسئلہ پوچھا گلہری کنوئیں میں گر پڑی ہے پاک کرنے کے لئے کتنے ڈول نکالیں جاویں، یہ بے چارے نری معقولی جانتے تھے فقہ کی خبر نہ تھی اب آپ نے اپنا جہل چھپانے کے لئے اس سے پوچھا گلہری جو گری ہے دو حال سے خالی نہیں یا خود گری یا کسی نے گرادی ہے۔ پھر اگر خود گری ہے تو دو حال سے خالی نہیں دوڑ کر گری یا آہستہ گری اور اگر کسی نے گرائی ہے تو دو حال سے خالی نہیں یا آدمی نے گرائی یا جانور نے اور ہر ایک کا جدا حکم ہے تو اب بتلاؤ کیا صورت ہوئی سائل نے پریشان ہو کر کہا کہ صاحب اس کی تو خبر نہیں، کہنے لگے پھر کیا جواب دیں وہ بے چارہ گھبرا کر چلا آیا ان کی منطق کا کیا جواب دے۔

یہ محض ترکیبیں ہیں اور یہ بھی بعضوں کو آتی ہیں، اور بعضوں کو نہیں آتیں جسے نہیں آتی وہ کیا کرے گا کہ غلط سلط مسئلہ بتا دے گا یہ خرابی ہوگی جاہل کے داعی

عامہ یعنی واعظ بنے میں ،اس لئے فرمایا کہ (ولتکن منکم) الا یہ کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے؟۔

نیم ملا خطرہ جان:

عالم گیر کی عدالت میں ایک عورت کا مقدمہ پیش ہوا جس نے چار نکاح کر رکھے تھے اور ایک خاوند کو دوسرے کی اطلاع نہ تھی ،ظالم نے ہر ایک سے یہ شرط کر رکھی ہوگی کہ میں سال میں تین مہینہ تمہارے گھر رہوں گی اور نو مہینہ اپنے گھر رہوں گی ،تین مہینہ کے بعد وہ دوسرے خاوند کے پاس رہتی ،اس سے غالباً یہی شرط تھی ،پھر تین مہینہ کے بعد تیسرے خاوند کے پاس رہتی ،ان میں سے ہر ایک سمجھتا تھا کہ شرط کے موافق نو مہینے اپنے گھر رہے گی ۔ یہ خبر کسی کو نہ تھی کہ یہ اس مدت میں اپنے دوسرے آشناؤں کے پاس جاتی ہے۔

دہلی بڑا شہر ہے وہاں ایسے واقعات کا مخفی رہ جانا کچھ دشوار نہیں مگر کب تک آخر کو بھانڈا پھوٹا ،اور عالم گیر کے دربار میں یہ واقعہ پیش ہوا۔ اور وہ عورت طلب کی گئی ،ایک طالب علم نے اس عورت سے کچھ رقم قرض لی ،اور رہائی کی تدبیر بتلائی کہ تو یہ کہہ دینا کہ میں نے ایک مولوی صاحب کو وعظ میں یہ کہتے سنا تھا کہ لوگ فضول حرام کاری کرتے ہیں ،خدا تعالی نے چار نکاح کی اجازت دی ہے ،اور یہ اگر دریافت کیا جائے ،کہ مولوی صاحب نے یہ اجازت مردوں کے لئے بیان کی تھی یا عورتوں کے لئے تو کہہ دینا کہ بس میں نے اتنا ہی سنا تھا کہ پھر ساگ لینے چلی گئی میں نے تو اس اجازت کو عام ہی سمجھا تھا ،یہ طالب علم نیم ملا خطرہ جان تھا کہ اس نے چار نکاحوں کی اجازت کو عام کر دیا۔

تقلید بغیر دریافت حال کے:

ایک صوفی سفر میں کسی خانقاہ میں ٹھیرا ان لوگوں پر کئی وقت کا فاقہ تھا، انہوں نے رات میں خادم کو غافل پا کر صوفی کا گدھا کھول کر بازار میں بیچ دیا، اور خوب کھایا پیا اور صوفی کی بھی دعوت کی اور کھانے کے بعد قوالی ہوئی، اور قوال نے فرمائش کر دی کہ یہ شعر پڑھو۔

خر برفت خر برفت خر برفت   خر برفت خر برفت خر برفت

ترجمہ......: گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا۔ گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا۔

گدھے کا مالک بھی یہی کہہ رہا تھا، صبح کو جو دیکھا گدھا ندارد، خادم سے پوچھا، اس نے کہا وہ رات سے غائب ہے اور میں نے حضور کو اطلاع کرنی چاہی تھی مگر آپ خود ہی کہہ رہے تھے، خر رفت وخر برفت، میں سمجھا کہ آپ کو کشف سے اطلاع ہو چکی ہے اس لئے خاموش واپس آ گیا کہنے لگا کم بخت مجھ کو کیا خبر تھی میں تو اوروں کی تقلید کر رہا تھا۔

ایک بہرے کی حکایت:

ایک بہرہ اپنے دوست کی عیادت کے لئے گیا تھا، وہ اس کی صورت دیکھ کر پریشان ہو گیا، کہ یہ کم بخت کہاں آ مرا، اپنی سب سنائے گا اور میری کچھ نہ سنے گا، چنانچہ بہرہ نے مزاج پرسی کی کہ اب کیا حال ہیں؟ مریض نے جھلا کر کہا مر رہا ہوں وہ سمجھا یوں کہتا ہے اب افاقہ ہے، تو آپ فرماتے ہیں الحمد اللہ! پھر پوچھا آج کل کون سی دواء استعمال میں ہے۔ مریض نے کہا زہر پی رہا ہوں، آپ سمجھے کہ کسی دواء کا نام

لیا ہوگا تو فرمایا خدا تعالی اسے رگ رگ میں پیوست کرے، پھر پوچھا کون سے حکیم کا علاج ہے، مریض نے کہا ملک الموت کا بہرہ نے جواب دیا کہ خدا ان کے قدم کو مبارک کرے بڑے اچھے طبیب ہیں۔

ایک بدوی کا فیصلہ:

جب کسی بدوی نے سنا کہ کلام اللہ میں خدا نے انجیر وزیتون کی قسم کھائی ہے انجیر کھالیا بہت اچھا معلوم ہوا پھر آپ نے زیتون بھی کھایا وہ بدمزا اور کڑوا معلوم ہوا، تو آپ کہتے ہیں (نعوذ باللہ) زیتون کی بے چھکے قسم کھالی بڑا دھوکہ ہوا۔

ایک عجیب حکایت:

کابل سے ایک جولاہہ ہندوستان آیا اور یہاں آکر پٹھان بن گیا، کچھ دنوں کے بعد ایک پٹھان آیا اس نے جو دیکھا جولاہے نے اپنے کو پٹھان بنا رکھا ہے تو وہ سید بن گئے، اس کے بعد ایک سید صاحب آئے انہوں نے دیکھا کہ یہاں پٹھان نے اپنے آپ کو سید بنا رکھا ہے تو آپ نے یہ کہنا شروع کیا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (نعوذ باللہ) لوگوں نے اس پر ہنسنا شروع کیا تو سید نے کہا جس ملک میں جولاہہ پٹھان، اور پٹھان سید بن جاتا ہے وہاں اگر سید خدا کا بیٹا بن جائے تو کیا تعجب ہے، اس نے سب کی قلعی کھول دی۔

ایک معقولی صاحب:

ایک معقولی صاحب ایک تیلی کی دکان پر تیل لینے گئے وہاں دیکھا کہ بیل کی گردن میں گھنٹی پڑی ہوئی ہے، پوچھا بھائی اس گھنٹی میں کیا حکمت ہے، تیلی نے کہا

ہم لوگ غریب آدمی ہیں سارے کام اپنے ہاتھ سے کرنے پڑتے ہیں ہر وقت بیل کے ساتھ نہیں رہ سکتے یہ گھنٹی اس کے گلے میں اس لئے ڈالدی ہے تاکہ اس کے بجنے سے یہ معلوم ہوتا رہے کہ بیل چل رہا ہے اگر گھنٹی بند ہوتی ہے تو ہم آکر بیل کو پھر چلا دیتے ہیں اور چلا کر پھر اپنے کام میں لگ جاتے ہیں۔

معقولی صاحب بولے گھنٹی کا بجنا بیل کے چلنے کی دلیل تو نہیں ہوسکتا کہ وہ کھڑا سر ہلاتا رہے، تیلی نے کہا مولوی صاحب! میرے بیل نے منطق نہیں پڑھی ہے آپ جلدی سے تشریف لے جایئے کہیں وہ منطق نہ سیکھ لے پھر ہماری مصیبت آجائے گی۔

ہارون رشید کی حکایت:

ایک دفعہ ہارون رشید بمع وزیر کے جنگل کی سیر کو چلے، ایک بوڑھے کو دیکھا باغ میں گھٹلیاں بورہا ہے خلیفہ نے وزیر سے کہا اس سے پوچھو کیا بور ہا ہے؟ وزیر نے پوچھا، کہا کہ گھٹلیاں بورہا ہوں، خلیفہ نے پوچھا یہ کتنے برس میں پھل لے آئیں گی، کہا بیس پچیس سال میں، خلیفہ ہنسا کہ بوڑھے میاں کے پیر قبر میں لٹک رہے ہیں اور ۲۰۔۲۵ سال آئندہ کا سامان کر رہے ہیں۔ وزیر نے بات بوڑھے سے کہی تو وہ کہنے لگا اگر سب باغ لگانے والے یہی سوچا کرتے جو تم سوچتے ہو تو آج تم کو ایک کھجور بھی نصیب نہیں ہوتی، میاں دنیا کا کام یوں ہی چلتا ہے، کوئی لگاتا ہے کوئی کھاتا ہے۔ خلیفہ نے یہ معقول جواب سن کر کہا (نعم) یعنی بے شک یہ قاعدہ صحیح ہے اور ہارون رشید کا قاعدہ تھا کہ جس شخص کی بات پر نعم کہدیں اس کو ایک ہزار درہم انعام دیئے جائیں۔ چنانچہ وزیر نے ایک ہزار کا توڑا اس کے حوالہ کیا (اس کے بعد دونوں آگے چلنے لگے تو

بوڑھے نے کہا میری ایک بات سنتے جاؤ، کہا بولو کیا کہتے ہو؟ کہنے لگا کسی کا بیج تو بیس سال پچیس سال میں پھل لاتا ہے مگر میرا بیج ایک ہی ساعت میں پھل لے آیا، خلیفہ نے کہا (نعم) وزیر نے ایک ہزار کا دوسرا توڑا اس کے حوالہ کیا پھر آگے چلنے لگے تو بوڑھے نے کہا ایک بات اور سنتے جاؤ کہ کسی کا بیج تو سال بھر میں ایک بار پھل لاتا ہے میرا بیج ایک ساعت میں دو مرتبہ پھل لے آیا، خلیفہ نے کہا (نعم) وزیر نے ایک ہزار کا تیسرا توڑا اس کے حوالہ کیا) اور خلیفہ سے کہا کہ بس اب تیز چلئے، بوڑھا تو عقل مند ہے۔ ہم کو لوٹ ہی لے گا (کیوں کہ اس نے سلسلہ اعداد شروع کیا تھا جو کہ غیر متناہی سلسلہ ہے جس کی کہیں انتہا نہیں وہ اس کے بعد یوں کہتا ہے کہ میرا بیج تین بار پھل لایا پھر کہتا چار بار پھل لایا اس لئے وزیر نے سلسلہ غیر متناہی سے بچنے کے لئے وہاں سے چلنے کا مشورہ دیا کیوں کہ متناہی سے غیر متناہی سلسلہ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

ایک بوجھ بجھکڑ کا قیاس:

گاؤں کا ایک آدمی کھجور کے درخت پر چڑھ گیا اب وہاں سے اترنا چاہا تو گرنے کا خطرہ ہوا، شور مچایا کہ اے لوگو! میری جان بچاؤ، کسی طرح سے یہاں سے اتارو، لوگ جمع ہو کر اپنے بوجھ بجھکڑ کے پاس گئے اور تدبیر پوچھی اس نے کہا ایک مضبوط لمبا سا رسا لاو اور درخت پر پھینک دو اس شخص سے کہو اپنی کمر میں باندھ لے پھر تم سب مل کر جھٹکا دو وہ نیچے آجاویگا، معلوم ہوتا ہے، وہاں سب عقلمند ہی لوگ جمع تھے، اس کے کہنے پر پورا عمل کیا، کھجور پر چڑھا ہوا انسان ایک منٹ میں نیچے آرہا، مگر ہڈی پسلی کوئی سالم نہ رہی اور دم توڑ دیا۔

یہ لوگ اپنے پیر مرشد بوجھ بجھکڑ کے پاس دوڑے کہ وہ تو مرگیا بوجھ بجھکڑ

صاحب ، نے فرمایا کہ میں کیا کروں ،اس کی موت آ گئی تھی اسے کون بچا سکتا ہے ،ورنہ میری تدبیر تو بالکل سلامتی کی یقینی تھی میں نے اس تدبیر سے بہت سے کنویں میں گرے ہوئے لوگوں پر استعمال کر کے ان کی جان بچائی ہے، بوجھ بجھکڑ نے کنویں کی گہرائی پر کھجور کی بلندی کو قیاس کرلیا اور اس غلط قیاس کا نتیجہ سامنے آ گیا۔

ایک و[illegible] دلیری:

ایک واعظ کی مجلس میں امام احمد بن حنبلؒ اور یحیی بن معینؒ شریک تھے، واعظ نے بہت سی احادیث غلط سلط امام بن حنبل کے حوالے سے بیان کیں یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنستے رہے کہ کیا کہہ رہا ہے جب وعظ ختم ہوا تو امام احمد بن حنبلؒ آگے بڑھے اور واعظ سے پوچھا کہ آپ احمد بن حنبل کو جانتے ہیں؟ کہا ہاں جانتا ہوں، پھر فرمایا کہ مجھے بھی جانتے ہو ؟ کہا کہ نہیں، امام صاحب نے فرمایا میں ہی احمد بن حنبل ہوں، واعظ نے بڑی دلیری سے کہا کہ خوب کہا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ احمد بن حنبل ایک آپ ہی ہیں، معلوم نہیں کتنے آپ جیسے احمد بن حنبلؒ دنیا میں موجود ہیں۔

مامون رشید کا ایک عبرت آموز واقعہ:

ایک شخص ہارون رشید کے صاحب زادہ مامون رشید کے پاس آیا اور حج ادا کرنے کے لئے ان سے روپیہ مانگا، مامون رشید نے کہا اگر تم صاحب مال ہو تو سوال ن کرتے ہو، اور اگر صاحب مال نہیں ہو تو تم پر حج فرض نہیں، اس نے کہا میں آپ کو بادشاہ سمجھ کر آیا ہوں، مفتی سمجھ کر نہیں آیا، مفتی تو شہر میں آپ سے زیادہ موجود ہیں آپ مجھے فتویٰ نہ سنائیں جو دے سکتے ہیں دیدیجئے ورنہ انکار کر دیدیجئے، مامون رشید کو اس کی بات پر ہنسی آ گئی اور حج کے لئے رقم دیدی۔

غذاءمناسب:

ہمارے ماموں صاحب کے پاس ایک یہاں ہی کا باشندہ گنوار جنگل سے دوڑا ہو آیا، ماموں صاحب مدرسہ کی کھڑکی میں بیٹھے تھے جو جنگل کی طرف کھلی تھی، کھڑکی کے پاس کھڑے ہوکر بولا ایک مصرع سمجھ میں آیا ہے، اس کا جوڑ لگادو ، اور یہ مصرع پڑھا، مصرع سنو ''دوستو ہے عجب ماجرا'' دوسرا سمجھ میں نہیں آیا، جیسے اکبر بادشاہ کے ہاں مشاعرہ تھا، فیضی بھی جارہا تھا، ایک گنوار ملا اور فیضی سے پوچھا کہاں جارہے ہو، فیضی نے کہا مشاعرہ میں، بولا مشاعرہ کس کو کہتے ہیں، اس نے کہا تک سے تک ملانے کو کہنے لگا، اب کے ہم بھی آویں گے، اور تک سے تک ملا کر لادیں گے، چنانچہ اگلے ہفتہ میں آیا اور پھر فیضی سے ملا اور کہا ایک مصرع تو میں نے بھی بنالیا ہے مگر دوسرا نہیں بنتا تم بتادو اور یہ مصرع پڑھا۔ مصرع۔ املی کا پتہ ہج (سبز) فیضی نے اس پر مصرع لگادیا۔ مصرع۔ آج محطی (ہوز) چنانچہ وہ گنوار مشاعرہ میں آیا اور اکبر بادشاہ کے سامنے مشاعرہ میں اس نے وہی شعر پڑھا، اکبر نے کہا پہلا مصرع تو بہت اچھا ہے، مگر دوسرا واہیات، تو وہ گنوار فیضی کی طرف اشارہ کر کے کیا کہتا ہے یہاں اس کی ماں نے ایسا تیسا کرایا تھا اور پہلا میرا ہے۔

اس طرح ہمارے ماموں صاحب کے پاس آ کر اس نے یہ مصرع پڑھکر دوسرا بنوانا چاہا، مصرع سنو دوستو ہے عجب ماجرہ تو ماموں صاحب فی البدیہ کیا کہتے ہیں؟ مصرع کہ کھایا تھا منڈواہگا باجرا، وہ خفا ہو کر چلا گیا۔

ایک چودھری کی حکایت

ایک چودھری صاحب کسی تحصیلدار صاحب کے ہاں تشریف لائے، تحصیلدار نے کہا کہ ہمارے قبلہ گاہی صاحب تشریف لائے ہیں، اس لئے اس وقت ہم کو فرصت نہیں وہ وچودھری صاحب اٹھ کر چلے گئے اور اپنے لڑکوں میں بیان کیا کہ چودھری صاحب کے یہاں کبلہ گائے آئی ہے۔ لڑکے شوق میں اٹھ کر دیکھنے چلے چونکہ احتمال تھا کہ شاید حملہ آور گائے ہو اور اس لئے لٹھ بھی لے گئے غرض سب لوگ جمع ہو کر لٹھ لیکر تحصیلدار کے یہاں آئے، تحصیلدار دیکھ کر سمجھے کہ شاید چودھری جی خفا ہو گئے پوچھا چودھری صاحب کدھر آئے ہیں چودھری جی نے کہا نہیں یہ لونڈے کبلہ گائے دیکھنے آئیں ہیں، تحصیلدار نے کہا لاحول ولاقوہ ہمارے والد صاحب ہیں چودھری جی بولے پھر کبلہ گائے کبلہ گائے کیوں کہہ رہے تھے سیدھا یہ کیوں نہیں کہا کہ ہمارا باپو آیا ہے۔

ایک سرحدی دیہاتی کی حکایت:

ایک سرحدی دیہاتی نے قانون ریلوے کی تفسیر کی تھی وہ، ریلوے سے ایک من بھر کشمش کا بورہ لیکر بغل میں دبائے نکلا، جب پلیٹ فارم کے دروازے پر پہنچا تو ٹکٹ بابو نے اس کو ٹوکا کہ ٹکٹ لاؤ اس نے ٹکٹ دکھا دیا بابو نے بولا اس سامان کی بلٹی دکھاؤ اس نے پھر وہی ٹکٹ دکھا دیا بابو نے کہا یہ تمہارا ٹکٹ ہے، سامان کا ٹکٹ دکھاؤ سرحدی نے کہا یہی ہمارا ٹکٹ ہے، اور یہی سامان کا ٹکٹ ہے، بابو نے کہا نہیں یہ سامان پندرہ سیر سے زیادہ ہے، اس کے لئے جدا ٹکٹ کی ضرورت ہے، تو سرحدی صاحب کیا فرماتے ہیں کہ نہیں ریلوے نے پندرہ سیر کا قانون اس لئے مقرر کیا ہے کہ

ہندوستانی آدمی اس سے زیادہ نہیں اٹھا سکتا، اور حقیقت میں اس قانون کا مطلب یہ ہے کہ جتنا اسباب مسافر اٹھا سکے وہ معاف ہے۔ اور جو اس سے زیادہ ہو، جس کے لئے مزدور کی ضرورت ہو اس پر محصول لگایا جائے گا، چونکہ ہندوستانی آدمی پندرہ سیر سے زائد خود نہیں اٹھا سکتا اس لئے پندرہ سیر کی تعیین کردی گئی اور ہم لوگ من بھر سے زیادہ خود اٹھا سکتے ہیں، اس لئے ہمارا یہی پندرہ سیر ہے۔

روپیہ مسجد میں لگایا:

ایک شخص مسجد کے لئے چندہ جمع کیا کرتا تھا جہاں تھوڑا بہت جمع ہو گیا اسے بیٹھ کر کھا پی لیا پھر چندہ مانگنے لگا جب کوئی اس سے پوچھتا پہلا روپیہ کہاں گیا تو قسم کھا کر کہہ دیتا مسجد میں لگا دیا۔

اس کے ایک پڑوسی نے کہا کہ ظالم تو جھوٹی قسم تو نہ کھایا کر مسجد میں تو کہاں لگاتا ہے تو آپ نے اس سے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو دکھلاؤ۔ پھر مسجد میں جا کر روپیہ کو دیوار سے لگا دیا اور کہا کہ میں اس پر قسم کھایا کرتا ہوں کہ مسجد میں لگا دیا بس دیوار سے روپیہ کو لگا دیتا ہوں۔

مسائل سے ناواقفیت کے مفسدات:

مسائل سے ناواقفیت سے کیسے کیسے مفسدات ہوتے ہیں۔

مراد آباد میں ایک مسافر امام نے دو رکعت پر سلام پھیر کر مقتدیوں سے کہا اپنی نماز پوری کرلو، میں مسافر ہوں، تو مقیمین میں سے ایک صاحب نماز کے اندر ہی سے کہتے ہیں ہاں جناب کیا فرمایا انہوں نے کہا میں نے تو جو کچھ فرمایا تھا بعد میں

بتلاؤں گا مگر آپ پہلے اپنی نماز کا اعادہ کرلیں۔ اس طرح ایک مولوی صاحب ساڈھورہ میں تھے، جب وہ طالب علمی کرتے تھے تو اس وقت ایک نماز میں کسی امام کے پیچھے شریک ہوئے امام غلطی سے تیسری رکعت میں بیٹھ گیا تو آپ پیچھے فرماتے ہیں کہ قم یعنی کھڑے ہوجاؤ، امام کو یاد آ گیا تیسری رکعت ہے وہ کھڑے ہوگئے سلام کے بعد انہوں نے کہا کہ یہ قم کہنے والے کون صاحب تھے وہ اپنی نماز کا اعادہ کرلیں، تو آپ فرماتے ہیں کیوں میں نے عربی میں کہا تھا، امام نے کہا سبحان اللہ! تو پھر اہل عرب کی نماز باطل نہ ہونی چاہئے خواہ کچھ ہی باتیں کرتے رہیں، کیوں کہ وہ اردو میں تھوڑا ہی باتیں کرتے ہیں تو یہ طالب علم سمجھے ہوئے تھے کہ اردو فارسی میں باتیں کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، عربی میں باتیں کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی، اور اس سے بھی ایک عجیب واقعہ ہے۔

ہمارے ملنے والوں میں سے ایک صاحب حافظ اکبر تھے، سمجھدار پڑھے لکھے ایک دفعہ وہ بھی اور دو شخص اور امام کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے امام کو نماز میں حدث ہوا تو انہوں نے ان ہی حافظ اکبر کو پیچھے سے آگے کھڑا کر کے خلیفہ بنا دیا اور خود وضو کرنے چلے گئے، مقتدی دو شخص رہ گئے ان میں سے ایک بولا یہ کیا ہوا؟ (یعنی کیا قصہ ہے کہ امام چلا گیا اور مقتدی امام بن گئے) دوسرا بولا چپ رہ، یوں بھی ہوا کرتا ہے۔ خیر یہ دونوں جاہل تھے مگر مزا یہ کہ حافظ اکبر صاحب جو امام بنے ہوئے تھے آگے کھڑے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب میں کس کو نماز پڑھاؤں ظالموں نے سب ہی کی نماز غارت کردی۔

چندہ کرنے کا ڈھنگ:

مولوی عبدالرب صاحب نے سہارنپور کی جامع مسجد کے متعلق ایک زنانہ وعظ میں فرمایا تھا، وعظ میں اول تعمیر مسجد کے فضائل بیان فرمائے، پھر کہا افسوس ہے ہماری بہنیں اس فضیلت سے محروم رہ گئیں، چونکہ مسجد مکمل ہوچکی ہے، سارا کام قریب الختم ہے۔ پھر کہا خوب یاد آیا ایک کام تو ابھی باقی ہے، اور اصل کام وہی ہے، اور وہ فرش کا کام ہے، کیوں کہ مسجد میں نماز تو فرش ہی پر پڑھتے ہیں، بس ہماری بہنوں کو مسجد کا فرش بنوادینا چاہیئے، اس میں یہ لطف ہوگا کہ جب فرشتے نمازیوں کی نمازوں کو حق تعالی کے سامنے پیش کریں گے تو یوں عرض کریں گے کہ لیجئے حضور بندوں کی نمازیں بندیوں کی جانمازیں۔

اپنی مصلحت:

ایک پیر جی ایک گاؤں میں مرید کے گھر گئے مرید نے کہا پیر جی شکرانہ پکانیکا ارادہ ہے دودھ سے کھاؤ گے یا گھی سے؟ پیر جی نے کہا میاں بےسوادوں کا کیا سواد اول گھی لگائیں گے اوپر سے دودھ ڈال کر کھائیں گے۔

حقیقت سے بے خبری کا نتیجہ:

ایک حافظ صاحب کی حکایت ہے گو فحش ہے مگر توضیح کے لئے کافی مثال ہے، وہ یہ کہ شاگردوں نے کہا کہ حافظ جی نکاح میں بڑا مزا ہے، حافظ نے کوشش کر کے ایک عورت سے نکاح کرلیا شب کو حافظ جی پہنچے اور روئی لگا لگا کر کھاتے رہے، بھلا کیا خاک مزا آتا۔ صبح کو خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ نکاح میں

بڑا مزا ہے ،ہمیں تو کچھ بھی مزا نہیں آیا لڑکے بڑے شریر ہوتے ہیں کہنے لگے اجی حافظ جی یوں مزا نہیں آیا کرتا ، مارا کرتے ہیں ،تب مزا آتا ہے اگلے دن حافظ جی نے بے چاری کو خوب ہی زدوکوب کی مارے جوتوں کے بے چاری کا برا حال کردیا ،غل مچنے پر اہل محلہ دار نے حافظ جی کو بہت برا بھلا کہا بڑی رسوائی ہوئی صبح کو پہلے دن سے بھی زیادہ خفا ہوتے ہوئے آئے اور شاگردوں سے شکایت کی انہوں نے کہا حافظ جی مارنے کے یہ معنی نہیں ، اس کے موافق عمل کیا جب حافظ جی کو معلوم ہوا واقعی اس میں تو مزاہ ہی مزا ہے حقیقت سے بے خبری کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

مزاق بھی سوچ سمجھ کر کرنا چاہیئے:

ایک شخص اپنی بیوی سے کہا کرتا تھا کہ تو بہت نماز پڑھتی ہے ۔نماز پڑھنے سے تجھے کیا ملے گا وہ کہتی جنت ملی گی ،اس پر کہتا اچھا وہاں بھی ملانوں مؤذنوں اور غریبوں ہی کے ساتھ رہے گی دیکھ ہم دوزخ میں جائیں گے بڑے بڑے لوگ ہونگے شداد ،نمرود ، فرعون ، قارون ہم ان کے ساتھ ہونگے ۔

نواب واجد علی شاہ کی حکایت:

نواب واجد علی شاہ کی حکایت ہے کہ کتب خانہ پر ایک کہار کو ملازم رکھا اور باورچی خانہ میں ایک مولوی صاحب کو۔

کسی نے پوچھا یہ کیا کیا؟ کہا کہ کہار کو علم سے کیا نسبت وہ جاہل ہے کتابیں نہ چرائے گا ، اور مولوی ایماندار ہیں اس لئے باورچی خانہ پر ان کی ضرورت ہے کہ کوئی زہر وغیرہ کھانے میں نہ دیدے ، وہاں ایماندار ہی کی ضرورت ہے۔

بہو بولی بھی تو کیا بولی:

ایک لڑکی کی شادی ہوئی ماں نے رخصت کے وقت وصیت کردی کہ بیٹی ساس کے گھر جا کر بولنا مت، اب بہو ہے کہ بولتی ہی نہیں، ساس نے کہا، بہو بولتی کیوں نہیں؟ کہا کہ میری ماں نے منع کردیا تھا کہ ساس کے گھر بولنا مت، ساس نے کہا ماں تیری بیوقوف ہے تو بول، کہا کہ بولوں؟ ساس نے کہا ضرور بول، کہا کہ میں یہ پوچھتی ہوں کہ اگر تمہارا بیٹا مر گیا اور میں بیوہ ہوگئی تو مجھ کو یوں ہی بٹھلا رکھو گی یا کہیں نکاح بھی کردو گی، ساس نے کہا تیری ماں نے سچ کہا تھا تو خاموش رہ۔

عوام کے لئے ترجمہ قرآن دیکھنا مضر ہے:

ایک بڑے میاں ملے جو تہجد گزار اور پابند اوراد تھے مگر قرآن کا ترجمہ دیکھ کر گمراہ ہوئے تھے، وہ مجھ سے کہنے لگے کہ جب قرآن پڑھا کرو تو لفظ ''راعنا'' چھوڑ دیا کروں کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''یا یھا الذین آمنو لاتقولوا راعنا'' جس کا ترجمہ لکھا ہے اے ایمان والو ''راعنا'' مت کہا کرو، تو کیا تلاوت کے وقت راعنا کو نہ پڑھا کرو، میں نے ان سے کہا کہ راعنا کو تو مت چھوڑو مگر آج سے قرآن کا ترجمہ دیکھنا چھوڑ دو کیوں کہ تم کو سمجھنے کی قابلیت نہیں۔

ہمارے یہاں ایک عورت عید کا چاند دیکھنے کھڑی ہوئی اور اس سے پہلے اس نے بچہ کا پاخانہ کپڑے سے پونچھا تھا جس سے کچھ نجاست اس کی انگلی کو لگی رہ گئی عورتوں کی عادت ہے کہ وہ ناک پر انگلی رکھ کر بات کرتی ہیں، اس نے جو ناک پر انگلی رکھ کر چاند دیکھا تو پاخانہ کی بدبو ناک میں پہنچی، تو وہ کہتی ہے اوئی اب کے چاند کیسا بدبودار نکلا ہے۔

دریں چہ شک:

ایک شخص نے اپنے طوطے کو لفظ "دریں چہ شک" سکھادیا تھا اور وہ ہر بات کے جواب میں یہی کہہ دیا کرتا تھا، مگر یہ لفظ ایسا ہے کہ اکثر باتوں کا بھی جواب بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس شخص نے طوطے کو یہ لفظ یاد کرادیا اور بازار لاکر دعویٰ کیا کہ میری طوطی فارسی بولتی ہے، ایک شخص نے اس کا امتحان لیا کئی باتیں اس سے کیں سب کے جواب میں اس نے "دریں چہ شک" ہی کہا مگران باتوں پر جواب چسپاں تھا، اس نے خوش ہوکر اس کو خرید لیا اور گھر پر لایا، اب اس نے ادھر ادھر کی باتیں کیں اس نے سب کے جواب میں "دریں چہ شک" ہی کہا چاہے کہیں جوڑ لگے یا نہ لگے، آخر اس نے جھلا کر کہا، افسوس میں نے تیرے خریدنے میں بڑی بیوقوفی کی، اس نے اس کے جواب میں بھی یہی کہا "دریں چہ شک" کہ اس میں کیا شک ہے۔

نااہل واعظ نہیں ہوسکتا:

کانپور میں ایک شخص نے ایسے بکرے کی قربانی کی جس کا کوئی عضو عیب سے خالی نہ تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ اس کی قربانی جائز نہیں وہ کہتا ہے واہ ہماری بیوی صاحبہ نے فتویٰ دیا ہے کہ اس کی قربانی جائز ہے، پھر اس نے بیوی سے جاکر کہا لوگ تمہارے فتویٰ میں غلطی نکالتے ہیں، اس نے شرح وقایہ کا اردو ترجمہ پڑھا تھا اس میں مسئلہ کا موقع نکال کر باہر بھیج دیا کہ دیکھو اس میں لکھا ہے کہ تہائی عضو سے کم کٹا ہو تو قربانی جائز ہے اور اس بکرے کا کوئی بھی عضو تہائی سے زیادہ نہیں کٹا بلکہ کم ہی ہے گو مجموعہ مل کر بہت زیادہ تھا۔

ایک احمق کی شکایت:

ایک احمق شخص نے کسی ولائتی کو دیکھا جو اپنے گھوڑے کو پیار وشفقت کے ساتھ دانہ کھلا رہا تھا اور وہ گھوڑا کبھی ادھر منہ پھیر لیتا کبھی ادھر اور کہتا کھاؤ بیٹا کھاؤ انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ افسوس میری بیوی اتنی قدر بھی نہیں کرتی جتنی یہ شخص گھوڑے کی کرتا ہے اب گھر جا کر ہم بھی ان ہی نخروں کے ساتھ کھانا کھایا کریں گے، چنانچہ گھر تشریف لائے اور بیوی کو حکم دیا ہمارے لئے دانہ بھگو دے پھر شام کو گھوڑے کی طرح کھڑے ہو کر حکم دیا کہ اگاڑی پچھاڑی کھونٹوں سے باندھ دے اور دم کی جگہ ایک جھاڑو بندھوائی اور حکم دیا ہم کو دانہ کھلا دے اور جب ہم نخرے کریں تو ہماری خوشامد کریں اور کہے کہ کھاؤ بیٹا کھاؤ، چنانچہ ان سب احکام کی تعمیل کی گئی، آپ دانہ کھانے میں کودے اچھلے، کیوں کہ گھوڑا بن رہے تھے، پیچھے کہیں چراغ رکھا تھا وہ جھاڑو میں لگ گیا اور اگاڑی پچھاڑی بندھی ہونے کے سبب ہاتھ پاؤں بے کار ہو چکے تھے، آگ بڑھنے لگی بیوی بھی احمق کی احمق ہی تھی محلہ میں دوڑی گئی کہ لوگوں! میرا گھوڑا جل گیا، اس کے یہاں گھوڑا کہاں سب سمجھے مسخرہ پن ہے کوئی نہ آیا گھوڑے صاحب اپنے گدھے پن سے جل کر ڈھیر ہو گئے۔

لفظی حصول:

ایک مہاجن تھا، اس کے کوئی میم جی تھے، وہ بیچارے تھے مفلس، ایک دن بیٹھے کارخانہ کا حساب کتاب کر رہے تھے، ایک سائل آیا مگر وہ مہذب تھا چپکے کھڑا رہا کہ اس وقت مشغول ہیں لالہ جی، فارغ ہو نگے تو مانگو گا دیر تک کھڑا منتظر رہا کہ دو اور دو

چار اور دس کا صفر حاصل اس کا ایک، دس اور دو بارہ، بارہ کے دو حاصل ایک، غرض کہیں حاصل ہوا ایک کہیں ہاتھ لگے دو، کہیں حاصل ہوئے چار، کہیں ہاتھ لگے چھ وہ کھڑا گنتا رہا، دس ہوئے پچاس ہوئے، سو ہوئے اے اللہ! کتنے حاصل ہونگے، مگر وہ سائل دل میں بڑا خوش کہ یہ تو اقراری مجرم ہے، اس سے خوب وصول کروں گا، اس کے پاس انکار کی کیا گنجائش ہے جب لالہ جی حساب سے فارغ ہوئے تو سائل، نے کہا اجی مجھے بھی کچھ مل جائے گا، لالہ جی میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، اس نے کہا اجی جھوٹ کیوں بولتے ہو میرے سامنے ہی تو سیکڑوں ہزاروں حاصل کر چکے ہو، کبھی حاصل ہوئے چار، کبھی ہاتھ لگے چھ، گھنٹہ بھر سے تو میں یہی قصہ دیکھ رہا ہوں، اور میں سب جوڑتا گیا ہوں، کئی ہزار تک تو نوبت پہنچ چکی ہے اور پھر کہتے ہو میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، اس نے کہا بھائی مجھے جو کچھ حاصل ہوا ہے لفظوں میں ہی حاصل ہوا ہے، واقع میں کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔

سوت نہ کپاس:

افیونیوں کو مٹھائی کا بڑا شوق ہوتا ہے دو افیونی تھے بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے ایک بولا یار گنون کی کاشت کریں گے بڑا مزہ آئے گا تڑاق سے توڑا اور چوسنے لگے، دوسرا بولا ہاں یار بڑا لطف رہے گا تڑاق پڑاق توڑا اور چوس لیا، اس پر پہلے والے نے جھگڑ کر کہا میں نے تو ایک ہی گنا توڑا تھا تو نے دو کیوں توڑ لئے، دوسرا بولا ہمارا کھیت ہے چاہے سو کھائیں تو کون ہے روکنے والا تو بھی کھالے، بس جناب اسی بات پر لڑائی شروع ہوگئی، کون ان سے پوچھے کہ ارے احمقوں وہ گنے ابھی ہیں کہاں جس پر لڑائی ہونے لگی، غرض لڑائی اتنی بڑھی کہ مقدمہ قاضی کے یہاں پہنچا

،قاضی نے انہیں اس حماقت کی اس طرح سزا دی کہ دونوں سے کہا کہ پہلے اس کاشت کا محصول سرکاری تو داخل کرو، پھر مقدمہ کی سماعت ہو جائے گی، چنانچہ جناب اس نے پہلے تو دونوں سے محصول داخل کروالیا، اپھر دونوں سے کہا کہ دیکھو خبردار برابر گنے توڑا کرو یہ فیصلہ کردیا۔

شیخ چلی:

شیخ چلی خیالی پلاؤ پکانے والا خبطی سا تھا کسی شخص کو ایک گھڑا تیل کا گھر لے جاتا تھا، شیخ چلی کہیں نظر پڑ گئے، کہا چل ہمارا تیل کا گھڑا تو ذرا گھر تک پہنچادو، دو پیسے دیں گے شیخ جی نے منظور کرلیا اور سر پر گھڑا رکھ کر چلے، اب آپ نے اپنے دل میں منصوبہ گانٹھا کہ آج ہمیں دو پیسے ملیں گے ان سے کوئی تجارت کرنی چاہیۓ سوچا کون سی صورت اختیار کروآخر یہ طے کیا کہ ان دو پیسوں کے دو انڈے خرید لوں گا پھر کسی مرغی والے کی خوشامد کر کے مرغی کے نیچے بھٹلا دوں گا ان میں سے دو بچے نکلے گے، ایک مرغا ایک مرغی، انڈوں میں بھی ان کے باوا کی عملداری کہ ان کی مرضی کے موافق ہی بچے نکلیں گے، ایک نر اور ایک مادہ لیکن فرض کرنا کیا مشکل ہے، غرض گھر ہی کی مرغی ہوگی اور گھر ہی کا مرغا بہت سے انڈے ہونگے اور ان کے خوب بچے ہوں گے جب بہت سے بچے ہو جائیں گے، تو انہیں بیچ کر بکریاں خرید لوں گا، پھر اسی طرح جب بکریاں بہت سی ہو جائیں گی انہیں بیچ کر گائے خرید لیں گے پھر بھینس پھر بھینس کو بیچ کر گھوڑوں کی تجارت کریں گے، جب ہزاروں روپے جمع ہو جائیں گے تو ایک بڑا محل تیار کرائیں گے، جب کاروبار بڑھے گا، اور تجارت کے کام میں خوب ترقی ہوگی تو وزیر زادی سے نکاح کریں گے، یہاں تک پہنچے ہیں حضرت پھر بچہ بھی ہو جائے گا جب وہ

بڑا ہو گا تو اندر سے ہمیں بلانے آئیگا کہ ابا جان چلو اماں جان نے بلایا ہے ہم اسے ڈانٹ دیں گے کہ ہشت ہم نہیں چلتے، ہمیں فرصت نہیں ہے، اس ہشت کہنے میں آپ نے جو سر ہلایا بے ہوشی میں گھڑا نیچے گر پڑا، اور تمام تیل زمین پر پھیل گیا، مالک خفا ہونے لگا کہ اے ارے کمبخت یہ تو نے کیا حرکت کی تو آپ فرماتے ہیں کہ میاں جاؤ بیٹھو، تم ذرا سے تیل کو لئے پھرتے ہو میرے نقصان کو نہیں دیکھتے میرا تو سارا بنا بنایا گھر ہی بگڑ گیا، سارا کنبہ اور تجارت غارت ہوگئی، بیوی بچے سب ختم ہو گئے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم